أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ

بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کیوں طلب کرتے ہو (البقرۃ)

سیفِ محمدی

قرآن وحدیث کے خلاف فقہِ حنفیہ کے ۲۰۰ مسائل کی نشاندھی

تالیف

خطیب الہند مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ جونا گڑھی

ناشر

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ

ترجمہ: مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی اطاعت کرنی چاہیے جو نہ کرے وہ کافر ہے اور اللہ اس کا دشمن

الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ یہ رسالہ المسمّٰی بہ

ضیاءِ دُرِّ محمدی

المعروف بہ

سیفِ محمدی

جسمیں فقہ حنفیہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے فقہ کی نہایت مشہور اور معتبر کتابوں سے تقریباً ۶۰۰ ایسے مسائل جمع کئے گئے ہیں جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں اور ان مسائل میں حنفی حضرات کے جتنے دلائل تھے، وہ بیان کرنے کے بعد نہایت مضبوط اور مدلل جوابات بھی دیدیے گئے ہیں تاکہ متلاشیانِ حق موجودہ تقلیدی دلدل سے نکل کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہوسکیں۔

ناشر

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان

نام کتاب .... سَیفِ محمّدی

مولف .... مولانا محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ جوناگڑھی

باراوّل .... مئی 2006ء

مطبع .... عرفان افضل پرنٹرز لاہور

تعداد 1100

المکتبۃ الرحمانیۃ
99۔ ۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمہید

دنیا میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جو اس حقیقت سے نا آشنا ہو کہ زمانہ رسالت ماب ﷺ میں مسلمانوں کے پاس عمل وعقیدے کے لئے صرف وحی الٰہی تھی جس کے دو حصے تھے' قرآن و حدیث' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف انہی دو چیزوں پر عمل کرتے رہے۔ دین و دنیا کی تمام ضرورتوں کے احکام اسی سے لیتے رہے' مسلمانوں کا یہ ابتدائی زمانہ جو لاکھوں صحابیوں کی موجودگی کا تھا اور جس مبارک زمانہ میں لاکھوں تابعی بھی تھے' ان ہی دو چیزوں پر عمل کرتے ہوئے گذر گیا' گو مسائل میں ان بزرگوں کا اختلاف ہو' لیکن اصل اسلام صرف انہی دو چیزوں کو سمجھتے رہے' لیکن ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ بعد والے مسلمانوں نے ایک تیسری چیز کا اس میں اضافہ کر لیا اور وہ امت کے چار بزرگوں میں سے ایک کی تمام باتوں کا مان لینا ہے جسے تقلید شخصی کے نام سے تعبیر کیا گیا اور صاف کہہ دیا گیا کہ ان ائمہ کے اجتہادات وقیاسات وفتاویٰ کا آنکھیں بند کر کے بغیر دلیل دیکھے مان لینا بھی اسلام کا ایک فرض ہے' سر دست ہمیں اس سے بحث نہیں کہ آیا تقلید شخصی چوتھی صدی کے بعد کی ایجاد ہے یا چھٹی صدی کے بعد کی لیکن اتنا تو ہر مسلمان کو مسلم ہے کہ یہ بعد کی چیز ہے کیونکہ امامت کی حیثیت سے ان چاروں اماموں میں سے ایک بھی پہلی صدی میں نہ تھے۔

پہلی صدی گذر جانے کے بعد یہ صاحب اجتہاد کے درجہ کو پہنچے' میں اس وقت اس بحث میں بھی پڑنا نہیں چاہتا کہ خود ان ائمہ کرام کے تقلید کے متعلق کیا ارشادات ہیں' میں نے اس بحث کو اپنی ایک مستقل تصنیف ''طریق محمدی'' میں بالوضاحت بیان کر دیا ہے' یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اسلام کا برکتی زمانہ گذر جانے کے بعد مسلمانوں نے دین اللہ میں جہاں مقلدین نے دین و مذہب کا دارومدار ہی اپنے امام کے قول پر رکھ دیا

پھر ہر مذہب کی تصنیفات الگ الگ ہونے لگیں' جنہیں ان اماموں اور ان کے متعلقین کے اقوال کو جمع کیا گیا اور ہر ایک فرقہ کی الگ الگ راہ قائم ہو گئی' اور اللہ کے رسول ﷺ کی پھیلائی ہوئی توحید میں یہ تربیع اس طرح جم گئی جس طرح جناب عیسیٰ کی پھیلائی ہوئی توحید میں تثلیث قائم ہو گئی تھی' ملک ہند میں بھی گو ان مذاہب کے پیرو موجود ہیں لیکن یہاں اکثریت حنفیوں کو حاصل ہے اس لئے ہمارا روئے سخن اس کتاب میں اپنے انہی بھائیوں سے ہے۔

جناب ابو حنیفہ رحمہ اللہ ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور ۱۵۰ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ اللہ آپ کی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے' آپ نے نہ تو اپنے ہاتھ سے کوئی کتاب لکھی' نہ آپ نے کسی کو اپنی تقلید پر مجبور کیا لیکن صدیوں کے بعد لوگوں کو سوجھی کہ ایک مجموعہ مرتب کیا جائے چنانچہ فقہ حنفیہ کی کتابوں کی ترتیب شروع ہوئی اور ایک بہت بڑا مجموعہ مرتب ہو گیا جس میں نہ کسی مسئلہ کی سند ہے نہ دلیل' صاحب کتاب مسائل بیان کرتے جاتے ہیں' متعدد مسائل کے مجموعہ کی ایک کتاب تیار کرتے ہیں اور مقلدین حنفی اس پوری کتاب کو حنفی مذہب کا بنیادی پتھر سمجھنے لگتے ہیں اور اپنے ایمان کا دارومدار انہی پر کر لیتے ہیں' دور کیوں جایئے تاریخی طور پر فقہ حنفیہ کی موجودہ معتبر کتابوں کا تصنیف کا تاریخ کا مطالعہ کر لیجئے تو یہ حقیقت ابھی بے نقاب ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

حنفی مذہب کی بہترین کتابیں ''قدوری'' پانچویں صدی میں تصنیف کی جاتی ہے' حنفی مذہب کی مایہ صد ناز کتاب ''ہدایہ'' چھٹی صدی میں تالیف ہوتی ہے' اس کی ہم پایہ فقہ کی کتاب ''قاضی خان'' بھی چھٹی صدی میں لکھی جاتی ہے اور ''فتاویٰ ولوالجیہ'' بھی اسی صدی کی کتاب ہے اور ''فتاویٰ سراجیہ'' بھی ''منیہ اور قنیہ'' جیسی حنفی مذہب کی معتبر کتابیں ساتویں صدی میں وجود پذیر ہوئی ہیں' حنفی مذہب کے فتاووں کا ذخیرہ ''کنز'' آٹھویں صدی میں صادر ہوتا ہے''نہایۃ'' ''عنایہ'' ''شرح وقایہ'' جیسی اشد ضروری کتاب کی

ترتیب بھی آٹھویں صدی میں ہوتی ہے "الطحطاوی" بھی اسی آٹھویں صدی میں بنائی جاتی ہے' اسی طرح "جامع الرموز" بھی آٹھویں صدی میں تیار ہوتی ہے۔ "فتح القدیر" جیسی کتاب جس کا درجہ حنفی مذہب کتابوں میں ایسا ہی ہے جیسا جسم انسان میں ناک کا' یہ کتاب نویں صدی میں تالیف کی جاتی ہے' "بزازیہ" اور "خلاصہ کیدانی" اور "حلیہ" جیسے حنفی بھائیوں کے کارآمد ہتھیار بھی اسی نویں صدی میں ڈھالے جاتے ہیں' "بحرالرائق" دسویں صدی میں تصنیف ہوتی ہے اور "غنیۃ شرح منیہ" اور "تنویر الابصار" اور "ذخیرۃ العقبیٰ" اور "چلپی" بھی' "درمختار" جیسی کتاب جسے حنفی مذہب کا بنیادی پتھر کہنا بیجا نہ ہوگا گیارہویں صدی میں ظہور پذیر ہوتی ہے اور "فتاویٰ خیریہ" بھی' "ردالمختار" یعنی "شامی" تو درمختار کی شرح ہے۔

"فتاویٰ عالمگیری جو پانچ سو مجتہدوں کی مشترکہ کوشش کا مجموعہ ہے بارھویں صدی میں جمع کیا جاتا ہے "مراقی الفلاح" اور "مالا بدعمدہ الرضیہ" وغیرہ تو تیرھویں صدی کی کتابیں ہیں' پس ناظرین کرام خود انصاف فرمالیں کہ جب یہ کتابیں امام صاحب کے انتقال کے سینکڑوں برس بعد لکھی جاتی ہیں اور ان کے مصنفین اور لکھوکھا مسائل میں سے چند مسائل کی سند بھی خود سے لے کر امام صاحب تک نہیں پہنچاتے تو یہ کتابیں کہاں تک اعتبار کے قابل رہ جاتی ہیں؟ مگر آج مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ حلال وحرام' جائز وناجائز' کفرو اسلام' فرائض ونوافل' عقائد واعمال الغرض دین اسلام کا دارومدار انہی کتابوں پر رکھا ہے' مسائل لکھنے ہوں تو انہی کتابوں کی ورق گردانی کی جاتی ہے' نکاح وطلاق کے فیصلے کرنے ہوں تو انہی دفتروں کو کھنگالا جاتا ہے' عقائد واعمال کی بحث ہو تو انہی مجموعوں پر نظر غائر ڈالی جاتی ہے' برادران اللہ غور فرمایئے کہ حدیث شریف یعنی کلام رسولؐ میں صاحب کتاب سے لے کر اللہ کے نبی ﷺ تک کی سند میں اگر ایک شخص بھی ایسا آجائے جس کے حافظہ میں کمی ہو تو اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا جائے مگر فقہ کی کتابوں کے مصنفین کو عجب آزادی ہے کہ جو چاہیں تحریر فرمائیں اور ان کا قلم جو لکھ گیا مسلمان اسے اسلام کا

مسئلہ سمجھیں۔

مندرجہ بالا نقشہ میں آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ موجودہ کتب فقہ میں سے ایک بھی پانچویں صدی سے پہلے کی نہیں' اب ان کتابوں میں کیا کچھ ہے' کیسے کیسے مسائل جمع کئے گئے ہیں۔ کیا کیا ہدایت کے سامان اکٹھے کئے گئے ہیں' ان کا صحیح نقشہ پیش کرنے کے لئے میں قلم اٹھا رہا ہوں' بخدائے لا نیرال نہ مجھے کسی کا دل دکھانا منظور نہ کسی پر چوٹ کرنی مقصود ہاں میرا مطلب ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ میرے وہ مسلمان بھائی جو آنکھیں بند کر کے ان کتابوں کو اسلامی احکام کا مجموعہ سمجھے ہوئے ہیں' کم سے کم انہیں ایک بار موقعہ دیا جائے کہ وہ اپنے اس عقیدے پر نظر ثانی کر لیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ جسے آپ کھرا سونا سمجھے ہوئے ہیں' وہ نرا پیتل ہو جسے آپ خالص چاندی کہہ رہے ہیں وہ فقط قلعی ہو' جسے آپ آٹا کہتے ہیں وہ راکھ ہو' جسے آپ نجات کا قلعہ سمجھے ہوئے ہیں۔

وہ ہلاکت کا گڑھا ہو' قدرت نے جنہیں وسیع ظرف دے رکھا ہے وہ حوض کے مینڈک بننا کبھی پسند نہیں کرتے' نجات کے متلاشی باپ دادوں کی سنی سنائی پر کبھی مطمئن نہیں ہو جاتے' آپ فراخدلی سے اس کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ کیا عجب کہ آپ بھی اس نتیجہ پر پہنچ جائیں جس پر میں پہنچا ہوا ہوں' آپ برا مانیں یا بھلا۔ میرا تو فقہ کے وسیع مطالعہ کے بعد یہ عقیدہ ہے کہ اس کے مسائل امام اور مجتہد دیندار اور عالم تو کیا ایک نو مسلم امی کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتے' اس وقت میری یہ بات آپ کو بہت کڑوی لگی ہوگی لیکن جب اس کتاب کو آپ ختم کریں گے اور پھر فقہ کا برہنہ فوٹو اپنے ذہن میں جمائیں گے تو آپ مجبور ہو کر وہی کہنے لگیں گے جو اب میری زبان سے سن رہے ہیں' غور فرمایئے کہ کلام اللہ اور کلام الرسول کی طرح اگر عام لوگوں کے کلام بھی نورانی اور بے عیب ہوں تو پھر اللہ میں اور بندے میں' نبی میں اور امتی میں فرق ہی کیا رہ جائے۔

☆☆☆

وجہ تصنیف

کتاب کو دیکھ کر ممکن ہے یہ خیال بھی آپ کو گذرے کہ بھلا اس موضوع پر قلم اٹھانے کی کیا ضرورت تھی؟ آپس میں اس قسم کی ردوکد نا مناسب ہے' اس کی بابت بھی عرض کر دوں کہ اول تو ایک وہ شخص جو کسی مہلک مرض سے کسی آسان سی دوا کے باعث نجات پا گیا ہو اور پھر وہ اس دوا کو دوسروں کو نہ بتائے اس کے بخل جیسا اور بخل کس کا ہوگا؟ اگر راہ چلتے ایک شخص نے دشمن کو کمین گاہ میں دیکھ لیا اور اس نے اپنا بچاؤ کر کے اس سے نجات پا لی تو کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو اس گھات میں لگے دشمن کا اور اس کے خطرناک حملہ سے بچنے کے آلات کا پتہ نہ دے؟ جب میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کا جم غفیر اس راہ لگ گیا ہے جس میں قدم قدم پر فولادی گوکھرو بچھے ہوئے ہیں جس کے دائیں بائیں طرف درندوں کے بن اور شیروں کے کچھار ہیں' جس کے اوپر سے آگ برس رہی ہے اور جس کے نیچے جہنم دہک رہی ہے پھر بھلا میں خاموش بیٹھا رہوں تو کیا اس مجرمانہ خاموشی کی سزا مجھے نہ ہوگی؟

میں نے یہی مناسب جانا ہے کہ مجھے کوئی کچھ بھی کہے اور میری نسبت کوئی کچھ ہی خیال کرے میں تو ایک مرتبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر ہی دوں گا' دوسری وجہ یہ ہے کہ برادران احناف دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے عموماً اہلحدیث پر وہ تہمتیں باندھا کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ! پس ضروری ہے کہ ہم اپنا دامن صاف کریں اور دنیا کو دکھلا دیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ ضلع پرتاپ گڑھ کے حنفی بھائیوں نے اہلحدیث کے خلاف چند اشتہارات نکالے کوئی بات نہ تھی' لیکن غضب تو یہ ہے کہ بہت سے گندے اور واہی مسائل کو مذہب اہلحدیث کے سر تھوپا۔

جب یہ اشتہارات میرے پاس پہنچے تو میں نے بذریعہ اخبار محمدی جواب دیا جس کا ملخص یہ ہے کہ اہلحدیث کا مذہب صرف قرآن کریم و احادیث رسول رحیم ہیں جو

اعتراض ان دو پر ہو وہ مذہب اہلحدیث پر ہے اور اس کے جواب میں وہ یہ حضرات ہیں۔ دگر ہیچ اس اجمالی جواب کے بعد میں نے یہ بھی بتایا کہ دراصل خلاف تہذیب مسائل گندے اور گھناؤنے فتاویٰ فقہ حنفی میں بے شمار موجود ہیں' مثال کے طور پر حنفی مذہب کی بہت بڑی معتبر کتاب درمختار سے میں نے پچاس مسائل نکال کر چھاپ دیئے جس رسالہ کا نام ضربِ محمدی رکھا' جس پر بعض حضرات بہت غیظ وغضب میں آ گئے اب وہ یہ تو کہہ نہیں سکتے تھے کہ یہ مسائل ہمارے مذہب کے نہیں جس طرح اہلحدیث کی طرف سے دوٹوک جواب ہو گیا تھا۔

اس لئے انہوں نے ان مسائل کی دلیلیں تلاش کرنا شروع کیں اور اپنے اخبارات میں مضامین دینے لگے۔ واللہ میرا خیال تو یہی تھا کہ فقہ کے اس فوٹو کو دیکھ کر یہ شرما جائیں گے اور ان کتابوں کی جو وقعت ان کی نگاہ میں ہے وہ جاتی رہے گی یا کم از کم تو ضرور ہو جائے گی اور الحمدللہ یہ خیال ایک حد تک صحیح نکلا' بہت سے اللہ کے بندے ان مسائل کے مجموعے کو دیکھ کر دامن جھاڑ کر ان کتابوں کی پابندی سے الگ ہو گئے مگر افسوس کہ بعض لوگ اس آرزو کا خون کرنیوالے بھی دیکھے گئے بجائے اس کے کہ وہ ان نامعقول مسائل کو چھوڑ قرآن وحدیث کی طرف جھکتے انہوں نے چاہا کہ قرآن وحدیث کو ہی اس کی طرف جھکائیں بھلا کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنی اس نامبارک کوشش میں کامیاب ہو جاتے۔

میں نے اس کا جواب پھر بذریعہ اپنے اخبار کے دینا شروع کیا' گو یہ مذہبی اخبار ہے اور غالباً لوگ اسے باحتیاط رکھتے ہونگے لیکن تاہم ممکن ہے کوئی ایک آدھ پرچہ ادھر ادھر ہو جائے۔ اس لئے مصلحت یہی معلوم ہوئی کہ اس مضمون کو کتابی صورت میں محفوظ کر لیا جائے جب کتابی صورت میں محفوظ کرنے لگا تو اس وقت خیال آیا کہ ''فقہ حنفی'' کا ایک صیقل شدہ آئینہ ہی کیوں اسے نہ بنا دیا جائے تاکہ ہر شخص اسے دیکھ کر ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ سکے' اور ان مسائل کی بدتہذیبی سے واقف ہو کر ان کتابوں کے بے جا وقعت اسکے دل سے نکل جائے اور وہ اپنے دل کو اللہ کے رسول کی باتوں کی وقعت ومحبت جمانے کے لئے خالی

کر سکے، پس میں نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا جو اگر اس اصلی تحریر سے زیادہ نہیں تو کسی صورت کم بھی نہ ہوگا، الحمد اللہ اب میں اسے آج آپ حضرات کے سامنے رکھتا ہوں۔

اللہ سے دعا ہے کہ اس کے پڑھنے والے کی وہ اپنی طرف رہبری کرے اور مختلف لوگوں کے متضاد اقوال کی دلدل سے نکال کر اپنے اور اپنے نبی کے کلام پاک پر عملکر نے کی اور انہی دونوں چیزوں کو اصول اسلام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، میں بزرگوں کو بزرگ ہی مانتا ہوں اور ان کی بزرگی کا معترف ہوں لیکن ساتھ ہی میرا ایمان ہے کہ فقہ کی یہ کتابیں غیر محفوظ ہیں۔ ان میں رطب و یابس، کھرا، کھوٹا، جھوٹ، سچ، بھلا، برا، صحیح، غلط حیاء اور بے حیائی، ستھرائی اور گندگی، اچھائی اور برائی، نیکی اور بدی، ایمان داری اور حیلہ جوئی سب کچھ موجود ہے اور اس کا ثبوت بہترین طور سے مع حوالوں کے میں اپنی کتاب درایت محمدی میں بیان کر چکا ہوں، میں تو صاف طور سے کھلے الفاظ میں کہتا ہوں کہ ایک وہ شخص جو اللہ کے پاس سرخرو ہو کر جانا چاہتا ہو اس پر جس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ﷺ ضروری ہے۔

اسی طرح ان کتابوں کو شریعت کا مجموعہ جاننا اور اصول اسلام کے خلاف نہ سمجھنا اور قرآن و حدیث کے علاوہ تیسری چیز جاننا بھی ضروری ہے۔ ایک مسلمان پر اگر قرآن و حدیث پر عمل کرنا فرض ہے تو فقہ کے ان دفاتر پر آنکھیں بند کئے ہوئے عمل کرنا حرام بھی یقیناً ہے۔

☆☆☆

خطیب الہند

حضرت مولانا محمد صاحب محدث جونا گڑھی رحمہ اللہ

کے حالات زندگی

سیف محمدی کے مولف حضرت مولانا محمد صاحب جونا گڑھی رحمہ اللہ کا شمار ہندوستان کے ان یادگار علماء حدیث میں ہوتا ہے جو اپنے علمی کمالات، دینی وجاہت، علمی کردار، حسن صورت وسیرت اور مجاہدانہ کارناموں سے زمانے پر چھا گئے۔

مولانا ۱۸۹۰ء میں اپنے آبائی وطن جونا گڑھ ضلع کاٹھیاواڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ابراہیم تھا۔ آپ کا تعلق میمن قوم سے تھا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے وطن مالوف میں ہی حاصل کی۔ مقامی اساتذہ میں مولانا عبداللہ صاحب جونا گڑھی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

دہلی میں قیام وتعلیم وفراغت:

اس وقت دہلی ہندوستان کا مادر علم تھا۔ اندرون و بیرون ملک کے تشنگان علم یہاں آ کر علمی پیاس بجھاتے تھے۔ دہلی کی ہر مسجد ایک بڑی علمی درس گاہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ آپ نے بھی ۱۹۱۲ء میں دہلی کا رخ کیا۔ مدرسہ امینیہ دہلی کا مشہور مرکزی مدرسہ تھا۔ آپ نے اپنا علمی سامان سفر سب سے پہلے یہیں کھولا۔ لیکن جذبہ علم بالحدیث اور تقلیدی قیود وحدود سے طبعاً آزاد تھے اس لیے مدرسہ کی فضا راس نہ آئی اور جلد ہی اس کو خیر آباد کہہ کر عاملین بالحدیث کے مشہور دینی وعلمی مرکز صدر بازار میں مولانا عبدالوہاب صاحبؒ ملتانی رحمہ اللہ کے دارالکتاب والسنہ میں داخل ہو گیے۔ یہاں باقاعدہ درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔

اس وقت دہلی میں مولانا عبدالرحیم صاحب غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالرشید صاحب

کی مسند علم پھاٹک حبش خان دہلی میں لگی ہوئی تھی جو جناب میاں صاحب نذیر حسین محدث رحمہ اللہ سے فیض یافتہ عالمین بالحدیث کا مرکز تھا۔ آپ نے اس علمی مرکز سے بھرپور استفادہ کیا اور حدیث کی پوری تعلیم یہیں حاصل کی۔ علم عقلیہ کی تعلیم دہلی کے مشہور اساتذہ مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی اور مولانا محمد ایوب صاحب پراچہ سے حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے دہلی میں مسجد اہل حدیث اجمیری گیٹ کو اپنا مستقر بنایا اور وہاں مدرسہ محمدیہ کی باقاعدہ بنیاد ڈالی اور مدرسہ کو شائقین علم نبویہ کا مرکز بنا دیا۔ مدرسہ میں آپ باقاعدہ درس وتدریس کے منصب پر فائز تھے۔

بے مثال تصنیفی خدمات:

قدرت نے آپ کو درس وتدریس وخطابت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بڑا پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا' آپ نے اپنے قلم سے شرک وبدعات کے استیصال کے لیے تلوار سے کام لیا اور ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی شرکیہ رسومات اور تقلیدی جمود کو پاش پاش کر ڈالا۔ حق کے اس جواں مرد سپاہی نے توحید وسنت کے ہر محاذ سے دین حق کی حمایت کی اور شرک وبدعات کے تمام قلعوں پر زبان وقلم کے گولے برسائے۔

آپ کے قلم حق سے جو شاہکار علمی اور تحقیقی رسائل اور اعلیٰ کتابیں مرتب ہو کر شائع ہوئیں وہ اردو زبان میں دینی علوم کا بڑا قابل فخر سرمایہ ہیں جس کے بار احسان سے اردو دنیا کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

آپ کے چھوٹے بڑے رسائل اور کتابوں کی تعداد سو سے متجاوز ہے لیکن آپ کی ان علمی یادگاروں میں تین شہ پارے ایسے ہیں جن پر پوری ملت اسلامیہ ہند کو بجا طور پر ہمیشہ ناز رہے گا اور یہ وہ کتابیں ہیں جو تاریخ کے ہر دور میں اپنے لائق مؤلف کے نام کو زندہ و روشن رکھیں گی۔

اول: علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ کی مایہ ناز عربی تفسیر جو ابن کثیر اور تفسیر

القرآن عظیم کے نام سے مشہور ہے۔

مولانا جونا گڑھی رحمہ اللہ نے اس بلند پایہ ضخیم تفسیر کا اردو ترجمہ کر کے اردو خواں حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنا انتہائی آسان کر دیا ہے۔

آج تک یہ تفسیر ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ اور کئی ادارے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ ہندو پاک بلکہ پوری دنیا میں اس کی مقبولیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مغربی ممالک امریکہ اور روس وغیرہ میں بھی یہ تفسیر اپنا جوہر دکھا رہی ہے۔

دوم: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''اعلام الموقعین'' ہے جو دین محمدی کے سمجھنے اور دین حق کی معرفت کے لیے ایک جامع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا جونا گڑھی نے ''دین محمدی'' کے نام سے اس کا بھی اردو میں ترجمہ کر کے امت پر احسان عظیم کیا ہے جسے بلاشبہ رہتی دنیا تک ہمیشہ علمی و مذہبی حلقوں میں یاد کیا جاتا رہے گا۔

سوم: آپ کی محبوب کتاب ''خطبات محمدی'' جو اس خلوص اور محنت کیساتھ لکھی گئی کہ اس سے ہزاروں مساجد کے منبر گونج اٹھے' اور لاکھوں گھرانے ترانہ محمدی سے گونج اٹھے۔ اس کتاب کا درس مساجد و دینی مجالس میں آج تک مسلسل اور باقاعدہ دیا جا رہا ہے۔

اخبار محمدی:

ان تصنیفی خدمات کے علاوہ آپ نے اپنے ''اخبار محمدی'' کے ذریعہ ملک میں توحید و سنت کی آواز بلند کی۔ اخبار محمدی مدتوں ہندوستان کے مطلع صحافت پر توحید و سنت کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکتا رہا۔ جس کی ضیاء پاش کرنوں سے پورا ملک روشن ہوا۔

عدیم المثال خطیب:

خطیب الہند جناب مولانا محمد صاحب محدث رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے خطاب کا ایسا ملکہ اور قدرت عطا فرمائی تھی کہ وہ ہر موضوع پر نہایت جامع اور مدلل و موثر خطاب فرماتے

تھے۔آپ کی آواز میں ایسی کشش اور تاثیر تھی کہ خطبہ مسنونہ شروع کرتے ہی سامعین پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔اور بعض بے اختیار ہو کر زار و قطار آنسو بہانے لگتے تھے اور خطبہ سے متاثر ہو کر کتنے علانیہ تائب ہوتے تھے۔آپ کے مواعظ اور توحیدی خطاب نے ہندوستان میں تقلید اور شرک و بدعات کی بساط الٹ ڈالی اور بلا مبالغہ لاکھوں آدمی شرک و بدعات سے تائب ہو کر سچے موحد اور متبع سنت بن گئے۔

آپ کا چہرہ نورانی اور شکل وصورت ایسی موہنی اور پسندیدہ تھی کہ جس کی نظر پڑتی آپ کا معتقد اور گرویدہ ہو جاتا' اس پر آپ کا عمل بالحدیث اور اتباع سنت کا جذبہ سونے پر سہاگے کا کام دیتا۔

اسی حق گوئی کا نتیجہ تھا کہ اہل تقلید نے آپ کی مایہ ناز کتاب ''درہ محمدی'' کے خلاف کھسیا کر کلکتہ ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا اور عرصہ دراز تک آپ کو اس سلسلہ میں پریشان ہونا پڑا لیکن استقامت کے اس پہاڑ نے ہمیشہ صبر و استقلال سے ہی ان کا مقابلہ کیا۔

وفات:

آپ اپنی عمر کے پچاس سال پورے کر کے یکم صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء اپنے آبائی وطن جونا گڑھ میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کی وفات پر ہمارے دوست مولانا ابوالمعارف شاد اعظمی مئوی نے حسب ذیل تاریخ لکھی:

آہ جناب علامہ مولانا محمد جونا گڑھی

۱۹۴۱ عیسوی

لقد مات فی الوطن المبارک وفقه

مسمی رسول اللہ شیخ محمد

فقال بقلب الحزن شاد مورخا

تخلی الی اللہ الجمیل محمد

علامہ مرحوم کی وفات کو آج تقریباً چونسٹھ ۶۴ سال ہو چکے ہیں لیکن ان کے علمی برکات اور صدائے حق کی گونج پورے ہندو پاک میں سنائی دے رہی ہے۔

اللھم اغفرله' وارحمه' وعافه واعف عنه واکرم نزله ووسع مدخله۔ آمین

اپریل ۱۹۹۴ء

❀❀❀

کتب فقہ کے مسائل
ان کے دلائل اوران کا جواب

اب میں یہاں سے ان مسائل کو لکھتا ہوں' پھران مسائل کے جو دلائل حنفی علماء کرام کی طرف سے پیش کئے گئے وہ اور اس کے جوابات بھی ساتھ ہی ساتھ آ رہے ہیں' اہل انصاف سے توقع ہے کہ وہ اس تحریر پر غور فرمائیں گے اور نیک نتیجہ پر پہنچین گے' گو میں اس سے پہلے حنفی مذہب فقہ کی چوٹی کی کتاب ہدایہ پر بھی ایک تنقیدی نظر ڈال چکا ہوں اور اس پر ہر پہلو سے جرح کی ہے اور ایک مستقل رسالہ بہ نام درایت محمدی لکھ چکا ہوں۔ لیکن پھر بھی چونکہ ہمارے دوست ان کتابوں کو احکام اسلام کا مجموعہ قرآن حدیث کا عطر اور ان کے مصنفین کو گویا معصوم اور بے خطا مانتے ہیں لہٰذا ضرورت پڑی کہ ایک دوسری معتبر کتاب پر بھی ایسی نظر ڈالی جائے اور ساتھ ہی فقہ کی اور کتابوں کا ذائقہ بھی چکھا دیا جائے' پس اب بغور سنیے۔

مسئلہ نمبرا:

ولا عندوطی بھیمۃ

یعنی'' جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے نہ تو غسل آتا ہے' نہ وضو ٹوٹتا ہے جبکہ انزال نہ ہو۔''

اس مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے حنفی مذہب نامہ نگار الفقیہ اور العدل میں تسلیم کرتے ہیں در مختار میں ہے مگر فرماتے ہیں کہ اس کے برخلاف کوئی حدیث نہیں۔ میں کہتا ہوں' سچ ہے آپ کا حدیث سے انکار کرنا کچھ تعجب انگیز امر نہیں۔ اس لئے کہ آپ حضرات اس کوچہ سے ناواقف ہیں۔

وان لم ینزل۔ (صحیح بخاری' صحیح مسلم)

یعنی ''اگر چہ انزال نہ ہوا ہو تو بھی غسل واجب ہے۔''

تعجب ہے کہ اپنی نکاحتا حلال بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہوتا ہم غسل واجب ہو' اللہ کے نبی ﷺ کے صریح الفاظ ہوں اور آپ کے فقہاء فرمائیں کہ جانوروں سے بدکاری کرے اور غسل واجب نہ ہو بلکہ وضو بھی نہ ٹوٹے بلکہ:

فلا یلزمہ غسل الذکر ایضًا۔ (طحطاوی مصری جلد اول ص ۵۷)

یعنی ''حنفی مذہب میں اس صورت میں عضو تناسل کا دھونا بھی لازم نہیں۔''

اب فرمایئے کہ اس کے خلاف دلیل حدیث صحیح سے آپ کو مل گئی یا نہیں؟ نفس حدیث میں جو مسئلہ صراحتاً ہے حنفی مذہب اس میں بھی خلاف ہے چنانچہ

او جامع امراتہ الخ ۔ (فتح القدیر مصری جلد اول ص ٥٤)

یعنی ''کسی نے اپنی بیوی سے فرج کے سوا اور جگہ مجامعت کی اور پھر انزال کے وقت سر ذکر کو تھام لیا اور الگ ہو کر پھر منی نکال ڈالی جبکہ سکون ہو گیا تو بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر غسل واجب نہیں۔''

آپ کا یہ فرمان کہ ''محل مرغوب نہیں'' یہ خاص فقہ ہے اگر اس خبیث کو جو یہ بدکاری کرتا ہے یہ محل مرغوب نہ ہوتا تو یہ انسانیت سوز فعل کیوں کرتا؟ اور اگر عقل سلیم کے نزدیک محل کا مرغوب ہونا آپ مراد لیتے ہیں تو اس میں دبر انسان بھی داخل نہیں لیکن آپ کے فقہاء اس میں غسل کا حکم دیتے ہیں' پس آپ کا یہ کلیہ ٹوٹ گیا' اور سنیئے آپ کے مذہب کی کتاب فتاویٰ ظہریہ میں ہے۔

ان کان منتشر أفعلیہ الغسل یعنی اگر کسی شخص نے پیشاب کیا اور انتشار کی حالت میں اس کی منی نکل گئی تو اس پر غسل واجب ہے فرمایئے یہاں آپ کا وہ قاعدہ کہاں گیا کہ محل کا مرغوب ہونا شرط ہے' اسی طرح اس آپ کے اختراعی قاعدے کے خلاف یہ مسئلہ بھی آپ کی مذہبی کتابوں میں موجود ہے کہ اگر کسی شخص نے سر ذکر کو کپڑا لپیٹ کر داخل کیا تو بھی

اس پر غسل واجب نہیں اگر لذت جماع نہیں پائی۔ ملاحظہ ہو درمختار جلد اول ص ۱۲۱ دیکھئے۔ محل مرغوب موجود اور غسل مفقود۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا نام بھی آپ نے لکھا ہے کہ وہ بھی طرف ختنہ گاہ کے مل جانے کو بلا انزال موجب غسل نہیں مانتے حالانکہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے باجودیکہ امام بخاری رحمہ اللہ غسل کو احوط اجود اوکد مانتے ہیں، یعنی احتیاط اچھائی عمدگی اور تاکید بہت زیادہ غسل کی ہے تو بھی آپ اور آپ کے فقہاء تو اس کے قائل نہیں وہ تو التقاختانین کو اس جگہ بلا انزال بھی موجب غسل مانتے ہیں ملاحظہ ہو مراقی ص ۵۵۔

حنفی دوستو! تم ہی ایمان سے کہو کہ کسی مسجد کا امام اگر کسی جانور کے ساتھ کالا منہ کرے اور بلا وضو اور بلا غسل بلکہ عضو مخصوص کو بھی دھوئے بغیر امامت کرانے کو آ جائے اور مصلے پر کھڑا ہو جائے تو برا نہ معلوم ہوگا، ہاں یہ بھی خیال رہے کہ حنفی مذہب میں جانور کا منہ اس کی شرمگاہ ایک جیسی ہی ہے چنانچہ:

فرج البھیمۃ کَفَمِھَا۔ (درمختار۔ شرح رد المختار کے ص ۱۲۲ جلد اول)

یعنی ''چوپایوں کی فرج مثل ان کے منہ کے ہے۔''

کیوں نہ ہو اجتہادی پرواز ہوائی جہاز کی پرواز سے بھی تیز ہوتی ہے شرمگاہ اور منہ میں فرق نہ کرنا یہ ایک ادنیٰ کرشمہ ہے، فقہ کی اس پرواز نے انہیں یہاں سے اونچا اڑایا ہے کہ اسی کتاب درمختار جلد اول مصری ص ۸۵ میں ہے۔

ولا مضطجعًا فانہ یورث کبر الطحال۔

یعنی ''لیٹے لیٹے مسواک نہ کرے، اس سے تلی بڑھ جاتی ہے۔'' (طب کی کسی اینٹ البحر میں ہوگا)

ولا یقبضہ فانہ یورث الباسور

''اپنے ہاتھ میں مسواک کو پکڑے بھی نہیں اس سے بواسیر ہو جاتی ہے (یہ بھی

طب کی کسی فرق البھڑک کتاب میں ہوگا)۔"

ولا یمصه فانه یورث العمی

"مسواک کو چوسے بھی نہیں اس سے اندھا ہو جاتا ہے (یہ طب فقہ کا خاص مسئلہ ہے)۔"

ثم یغسله والا فیستاك الشیطان به

"پھر دھو ڈالے ورنہ اس سے شیطان مسواک کرنے لگتا ہے' (یہ شیطان بھی کوئی حنفی مذہب ہوگا؟)۔"

ولا یزاد علی الشبرو الا فالشیطان برکب علیه۔

"اور بالشت بھر سے زیادہ لمبی مسواک نہ رکھے ورنہ اس پر شیطان سواری کرتا ہے (ہوگا کوئی بالشتیا شیطان)۔"

ولا یضعه ینصبه والا فخطر الجنون۔

"اور اسے رکھ نہ دے بلکہ گاڑ دے ورنہ پاگل ہو جائے گا (اللہ جانے پھر اسے حنفی مذہب کے کس پاگل خانہ میں رکھا جائے گا)۔"

ناظرین کرام! واللہ خود آپ کو ان مسائل کے سننے سے بھی گھن آ ئیگی۔

آپ تعجب سے سنیگے کہ اتنا ہی نہیں کہ جانور کے ساتھ بدکاری کے بعد بھی پاکیزگی قائم ہی رہی بلکہ اندھیر تو یہ ہے کہ غایت الاوطار ص ۱۵۰ جلد اول میں ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک حلال جانوروں کے پیشاب سے دوسری کسی نجاست کو دھویا جائے تو وہ بھی پاک ہو جائیگی۔

یطهر لبن و عسل۔ (درمختار جلد اول ص ۲۴۵)

یعنی "دودھ شہد تیل وغیرہ میں اگر ناپاکی مل گئی (مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ پڑ گیا ہو)۔"

تو اس کی پاکیزگی کی صورت یہ ہے کہ تین مرتبہ اسے جوش دے لیا جائے اور ٹھنڈا کر

لیا جائے۔

لو عجن خبز بخمر صب فیه خل۔ (ص ٢٤٦)

یعنی "اگر روٹی کا آٹا گوندھنے میں شراب ملائی گئی پھر اتنا سرکہ ڈال دیا کہ اثر جاتا رہا تو وہ بھی پاک صاف ہوگئی۔"

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۱۴ میں ہے شہوت کے ساتھ منی نکل کر اپنی جگہ سے نہ بڑھے تو غسل فرض نہیں۔ **انفصاله عن مکانه۔**

مسئلہ نمبر ۲:

درمختار مطبوعہ دار الکتب مصر جلد اول میں ہے او میتة یعنی اسی طرح مردہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل لازم ہوتا ہے، جب تک انزال نہ ہو۔ اس مسئلے میں بھی حنفی مولوی صاحب وہی لکھتے ہیں جو پہلے مسئلے کے جواب میں تحریر فرما آئے ہیں اور ہمارا جواب بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ ہاں جناب نے جو یہ لکھا ہے کہ سبب کامل نہیں اس لئے غسل فرض نہیں" اور سبب کامل آپ کے نزدیک سر ذکر کا محل مرغوب میں چھپ جانا ہے، میں کہتا ہوں یہ بھی آپ اپنے فقہاء کا خلاف کرتے ہیں۔ آپ کا یہ قاعدہ بھی آپ کے خلاف ہے دیکھئے درمختار کی شرح در المختار کے اسی صفحہ ۱۲۲ میں ہے۔

وجوب الغسل فی القبل یعنی اگر عورت اپنی شرمگاہ میں لکڑی ڈالے تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا مختار مذہب یہی ہے کہیئے یہاں سر ذکر نہیں اور وجوب غسل ہے، نہ حقیقتاً منی نکلی نہ حکماً پھر بھی غسل کے وجوب کے درپے آپ کے فقہاء ہیں، اور ہاں یہ بھی فرما دیا جائے کہ آپ نے جو فرمایا ہے کہ پانی پانی سے ہے، کہیں شامی صاحب کا یہ حکم آپ کے اس فرمان کے خلاف تو نہیں! حنفی دوستو! کہو کوئی ملا ایک مردہ عورت کے ساتھ کالا منہ کرے اور بے غسلا نماز کو کھڑا ہو جائے بلکہ نہ وضو کرے نہ اپنے عضو دھوئے تو آپ کو گھن تو نہیں آئے گی؟ اس مسئلہ کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے سے آپ شرمائیں گے تو نہیں؟ نامہ نگار کا میتة کا ترجمہ غایت الاوطار سے مردہ جانور نقل کرنا اور مردہ عورت سے

انکار کرنا بتا رہا ہے کہ آپ صرف عربی کتابوں سے کام نہیں چلا سکتے۔

بندۂ خدا سنو اسی درمختار کے ص ۱۱۹ میں ادمی حی کے بعد لکھا ہے کہ محترزہ یعنی یہاں انسان کے ساتھ زندہ کی قید اس لئے ہے کہ مردہ انسان کا حکم آگے آتا ہے۔ اب لفظ میتۃ سے مردہ کا حکم بیان کیا تو مردہ آدمی ہوا نہ کہ مردہ جانور' اور فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول مطبوعہ مصر ص ۵۶ میں صاف لفظ موجود ہیں والمیتۃ الادمی میتۃ یعنی انسان کے مردے کا یہ حکم ہے اور مراقی الفلاح مرات الفلاح مصری جلد اول ص ۵۹ میں اوامراۃ میتۃ موجود ہے یعنی مردہ عورت نہ کہ مردہ جانور۔

پس ثابت ہوا کہ حنفی مذہب شخص اگر کسی مری ہوئی عورت کے ساتھ صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو وہ بے نہائے اور بے وضو کئے بے ذکر دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے بلکہ پڑھا بھی سکتا ہے' بلکہ اسی کتاب درمختار مصری جلد اول ص ۱۲۰ میں ہے فانہ لا غسل علیہ بایلاجہ فی قبل او دبر ولا علی من جامعہ الا بالا نزال یعنی خنثی مشکل بہ مشکل اپنے ذکر کو اپنی دبر میں داخل کرے یا فرج میں تو اس پر غسل نہیں جبتک کہ انزال نہ ہو اسی طرح اگر کوئی اس سے جماع کرے اس پر بھی بغیر انزال غسل نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳:

درمختار مصری جلد اول ص ۱۲۲ میں ہے او صغیرۃ غیر مشتھاۃ یعنی اسی طرح نابالغ غیر خواہش مند لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے وضو جائے نہ غسل آئے جب تک انزال نہ ہو' اس مسئلہ کی نسبت جناب مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ زنا اس میں زیادہ کیا گیا ہے یہ بہتان ہے' سنیے جناب درمختار جلد اول ص ۱۲۲ میں ہے۔

ولا عند وطء بھیمۃ او میتۃ او صغیرۃ غیر مشتھاۃ یعنی غسل واجب نہیں ہوتا۔ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے اور مردے کے ساتھ کرنے سے اور نابالغ غیر مشتھاۃ لڑکی کے ساتھ کرنے سے' وطی کا لفظ خود درمختار کی عبارت میں موجود ہے جس کے صاف معنی جماع کرنے کے ہیں' اور جس طرح جانور میں کوئی قید نہیں کہ اس کا اپنا ہو یا

پرایا دونوں کے لئے یہی حکم ہے اسی طرح میتۃ یعنی مردے کے لئے بھی کوئی قید نہیں گھر کا ہو یا باہر کا' اسی طرح صغیرۃ کے لئے بھی کوئی قید نہیں بیوی ہو یا غیر' ایک لفظ وطی کے ماتحت یہ تینوں ہیں' پر جانور اور مردے پر بدفعلی کا لفظ سن کر چپ رہنا اور نابالغ لڑکی پر زنا کے لفظ کو جو اسی بدفعلی کے معنی میں ہے سن کر غل مچا دینا یہ نرا لڑکپن نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں اپنی بیوی نہیں ہو سکتی؟ کیوں جناب میں پوچھتا ہوں اپنی بیوی کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی؟

پہلے دو مسئلوں کو تو آپ نے مان لیا تیسرے کی نسبت آپ کو گفتگو باقی ہے' سنو میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ دنیا کے حنفیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اس لفظ کا بیاہتا بیوی کے ساتھ مخصوص ہونا ثابت کر سکے۔ تعجب ہے کہ صغیرۃ کے معنی کرتے ہو'' اپنی نابالغ بیوی'' دنیا کے کسی لغت میں یہ دکھا سکتے ہو؟ کیونجناب کیا اصل کتاب میں وان غابت حشفتہ آپ کی نظر سے نہیں گذرا؟ نابالغ لڑکی سے کرتا ہے اور یہاں تک کہ سر بھی غائب ہو جاتا ہے لیکن فتویٰ وہی ہے جو آپ کو کڑوا لگتا ہے' بلکہ یہاں تک کہ ظلم ہے کہ درالمختار جلد ثالث میں ہے وان افضاها وهي صغيرة یعنی اگر چھوٹی بچی سے حرام کاری کی یہاں تک کہ اس کے پیشاب پاخانہ کا راستہ ایک ہو گیا تو بھی اس پر حد نہیں' غرض فقہاء حنفیہ کے نزدیک تو مطلع صاف ہے کہ کسی چھوٹی لڑکی کے ساتھ کوئی کالا منہ کرے تو جب تک انزال نہ ہو اس پر غسل نہیں آتا بلکہ وضو بھی نہیں ٹوٹتا' بلکہ عالمگیری مصری جلد اول ص ۱۳ میں ہے کہ مباشرت فاحشہ سے بھی امام محمد کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا یعنی میاں بیوی ننگے ہو کر انتشار کی حالت میں شرمگاہیں ملائیں تو بھی حنفی مذہب شخص کا وضو نہیں ٹوٹتا پھر صاحب کتاب لکھتے ہیں قیاس بھی یہی چاہتا ہے صحیح بھی یہی ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

حنفی بھائیو! سنو اور ایمانی فیصلہ دو کہ کیا یہ باتیں حیا سوز شرم شکن خلاف قرآن و حدیث نہیں؟ کہ ایک شخص وضو کرے اگر جانور کے ساتھ' مردہ عورت کے ساتھ نابالغ بچی کے ساتھ بدفعلی کرے تو نہ اس کا وضو ٹوٹا نہ اس پر غسل واجب ہوا نہ اسے اپنی شرمگاہ کا دھونا

ضروری ہے' وہ شوق سے آئے اور حنفی مصلے پر کھڑا ہو کر بے تکان نماز پڑھا دے اچھا لوہے کا وضو ہے' اور مزے کی بات سنیئے حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول ص ۵۷ میں ہے کہ اسی طرح اگر عورت بھی کسی جانور سے صحبت کرائے یا مردے سے' تو اس پر بھی اسی صورت میں نہ غسل واجب ہے نہ وضو' نہ اپنی شرمگاہ کا دھونا' ہاں جناب الفقیہ صاحب اور العدل صاحب ذرا یہ مسئلہ تو بتائیے کہ بقول آپ کے اپنی نابالغ بیوی کے ساتھ اگر کوئی یہ حرکت کرے تو اس پر نہ غسل آئے نہ وضو جائے' لیکن اگر اجنبیہ عورت کے ساتھ کرے تو دلدادگان فقہ شیفتگان قیاس' مقلدان رائے' حامیان غیر نبی' مفتیان مذہب حنفی کا کیا فتویٰ ہے؟

ناظرین! اب ایک لطیفہ سنیئے اگر اہلحدیث درمختار کے مسئلہ کو نہ مانیں تو تو یہ حضرات ٹھیکیداران تقلید گلا پھاڑ پھاڑ کر اسے غیر مقلد غیر مقلد کہنے لگیں' لیکن یہ دلدادگان فقہ اگر درمختار کے مسئلہ کو پیروں تلے روند دیں تو خاصے مقلد رہیں چنانچہ اسی مسئلہ کی نسبت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے "اگر ایلاج ممکن ہو تو غسل واجب ہے"۔ حالانکہ درمختار میں صاف موجود ہے کہ حشفہ کے داخل ہو جانے یعنی ایلاج ممکن بلکہ واقع ہو جانے کے بعد بھی غسل واجب نہیں بلکہ وضو بھی نہیں' ہاں یہ خیال رہے کہ میں نے درمختار کا مسئلہ لکھا ہے نہ کہ مراقی اور بحر کا۔

جناب نے مراقی الفلاح کا حوالہ تو دیدیا لیکن افسوس کہ اس کی شرح پر نظر نہ ڈالی جہاں لکھا ہے **لا یجب مطلقًا** یعنی اس صورت میں مطلق غسل واجب نہیں' اور مراقی کے ص ۵۷ میں ہے **وذکر صبی لا یشتھی** یعنی اگر ایک بالغہ عورت غیر خواہش مند بچے کے ساتھ مجامعت کرے تو اگرچہ اس کے عضو مخصوص کا سر چھپ جائے تاہم اس لڑکے پر غسل نہیں' اور عالمگیری میں ہے کہ مجامعت کے قابل لڑکی سے جماع کیا جائے تو بھی اس لڑکی پر غسل نہیں اگر وہ نابالغہ ہو۔

واللہ العظیم میرا خیال تو یہ تھا کہ یہ لوگ ایسی باتیں اپنی کتابوں میں دیکھ کر شرمائیں

گے اور ندامت کے ساتھ ان سے رجوع کریں گے اور ان کتابوں کو خیر باد کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی صحیح سنتوں کے عامل بن جائیں گے' لیکن خلاف امید مجھے ایسی ہستیاں بھی نظر آئیں جو اس تہذیب و متانت کے زمانے میں اس انسانیت اور عقل و ہوش کی ترقی کے دور میں بھی تقلیدی ظلمت کی تیرہ و تار اور بے نور غاروں سے سر نکالنا نہیں چاہتیں' وہ اب تک وہی رٹ رہی ہیں جو بڑوں نے رٹایا تھا' جو بل نتبع ما الفینا علیه اباءنا کے صحیح مصداق ہیں۔

اے میرے مہذب حنفی بھائیو! خدارا غور کرو کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ اس گھناؤنی تعلیم کو قبول کرو؟ کیوں تم اس کے پیچھے پڑ گئے کیوں تم نہیں کہہ دیتے کہ بزرگ بزرگ ہی ہیں کچھ نبی نہیں' نبی غلطی سے معصوم ہوتا ہے نہ کہ غیر نبی بھی' ہم گو ان کی بزرگی تسلیم کر لیں لیکن ان کی ان واہی باتوں کو خلاف شرع سمجھ کر چھوڑنا ضروری جانتے ہیں' آپ حضرات کو تو اس شخص کا شکر گزار ہونا چاہئے جو آپ کو اس خار دار جنگلے کے چبھتے ہوئے کانٹوں سے بچانے کی کوشش کرے نہ کہ اور اسی پر خفا ہو رہے ہو اور مذاق و استہزا کرتے ہو۔

مسئلہ نمبر ۴:

در مختار مصری جلد اول ص ۱۲۳ میں ہے (رطوبته الفرج طاهرة عنده) یعنی امام صاحب کے نزدیک عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت بھی معترض صاحب ہم سے دلیل مانگتے ہیں کہ اس کے ناپاک ہونیکی کیا دلیل ہے؟ فی الواقع یہ لوگ حدیث میں یتیم ہوتے ہیں' سنیے جناب صحیح مسلم شریف جلد اول ص ۱۵۵ میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں یغسل ما اصابه المراة یعنی عورت (کی شرمگاہ کی جو رطوبت) لگی ہو اسے دھو ڈالے' صحیح بخاری میں بھی یہی ہے یہ حدیث اس امر پر روشن دلیل ہے کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت ناپاک ہے' جبھی تو جناب محمد ﷺ اس کے دھونے کا حکم دے رہے ہیں' اس حدیث کو پیش نظر رکھ کے پھر حنفی مذہب کے اس مسئلہ کو سامنے

رکھئے تا کہ حیاء اور بے حیائی میں تمیز ہو جائے۔

ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ اس کتاب کے ص ۲۵۷ پر لکھا ہے۔ رطوبتہ الولد عند الولادة طاھرة وکذا السخلتہ اذا خرجت من امھا وکذا البیضتہ ولا یتخبس الثوب ولا الماء اذا وقعت فیہ۔ یعنی بچے پر اس کے پیدا ہونے کے وقت جو رطوبت لگی ہوئی ہوتی ہے اور چوپائے جانوروں کے بچوں کی پیدائش کے وقت ان پر جو رطوبت لگی ہوتی ہے اور اسی طرح جب کہ مرغی تازہ تازہ انڈا دے اس پر جو رطوبت ہوتی ہے یہ سب پاک ہے۔ یہ رطوبت اگر کپڑے کو لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا اگر یہ پانی میں رہی تو پانی بھی ناپاک نہیں ہوتا'' یعنی یہ رطوبت (تری) جس پانی میں پڑی ہوا سے پی لینا اور اس سے وضو اور غسل کر لینا سب جائز و درست ہے' بلکہ فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول ص ۱۸۶ میں ہے او مرقۃ یعنی اگر شوربے میں بھی پڑ جائے تو وہ بھی نجس نہیں'' خوب کھاؤ پیؤ اور مراقی الفلاح مصری جلد اول کے ص ۲۴ میں ہے بول الفارة طاھرة یعنی چوہے کا پیشاب بھی پاک ہے۔ (طحطاوی ص ۸۸)

دوستو! آپ میں سے جسے اس نشہ نے مدہوش نہ کر دیا ہو اس سے میرا سوال ہے کہ اسلام تو پاکیزگیوں اور طہارتوں کا مجموعہ ہے' تو مسلم تو کہاں؟ ایک صحیح دل و دماغ رکھنے والا معمولی انسان بھی اس گندی اور گھناؤنی چیز کو پاک صاف اور طیب و طاہر مان سکتا ہے؟ کیا ایک وہ شخص جس کے بدن یا کپڑے پر یہ رطوبت لگی ہوئی ہو یا اس پانی سے وہ غسل یا وضو کئے ہوئے ہو جس میں یہ پلید چیزیں پڑی ہوئی ہوں اور وہ آپ کو اسی طرح نماز پڑھا دے تو کیا آپ کو یہ اچھا معلوم ہوگا؟ کیا ان مسائل کا اعلان کرتے ہوئے آپ کو شرم و غیرت معلوم نہ ہوگی؟

پھر اگر میں نے ان مسائل کو حیاء سوز شرم شکن لکھا تو مجھ پر کیوں بگڑتے ہو؟ کیوں ان کتابوں سے دست بردار نہیں ہو جاتے؟ کیوں غلاموں کے غلام بنے ہوئے ہو؟ اتنا ہی نہیں بلکہ ہدایہ کی شرح لکھنوری میں ہے ان منیتھا طاھرة یعنی تمام جانوروں کی منی

خواہ وہ حلال ہو خواہ حرام پاک ہے' یہ تو تھے پاک پانی' اب سنیے ناپاک پانی کونسا ہے؟ قال ابو حنیفته و ابو یوسف هو نجس جس پانی سے وضو کیا گیا اور پھر کچھ اس میں سے بچ رہا یا اعضاء وضو سے ٹپکا وہ ناپاک ہے' معترض صاحب نے درمختار کی حمایت میں چار نام اور گنوا دیئے ہیں اور پھر اہلحدیث کو الزام دیا ہے کہ یہ حضرات بھی اسے پاک کہتے ہیں مجھے تو ان حضرات کی دیانتداری پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ کیا انہیں معلوم نہیں کہ جماعت اہلحدیث کے نزدیک سوائے کلام اللہ اور کلام الرسول کے تیسری چیز تیسرے کا کلام حجت شرعی نہیں؟ پھر تم کیوں انہیں اوروں کے کلام سے الزام دے کر مجرمانہ خیانت کرتے ہو؟

امام نووی رحمہ اللہ کی جو عبارت معترض صاحب نے اپنے موافق دیکھی تو اسے لے اڑے اور جو خلاف دیکھی اسے چھوا بھی نہیں' کیوں جناب کیا اسی حدیث کے ماتحت جسے میں نے نقل کیا ہے امام صاحب موصوف نے یہ نہیں لکھا؟ کہ فيه دليل على نجاسة رطوبته فرج المراة یعنی یہ حدیث دلیل ہے اس امر پر کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت ناپاک ہے اور جناب رطوبت ہی کو پاک کہہ کر آپ کے فقہاء خاموش نہیں ہوں گے' اسی درمختار جلد اول ص ۲۳۳ میں ہے' بول الخفاش و خروه فطاهر یعنی چمگادڑ کا پیشاب کو بھی جو وہ کپڑے پر کردے پاک بانا ہے' کہو دوستو! حنفی بن کر ان پاک چیزوں کے استعمال کو پسند کرتے ہو یا محمدی بن کر تمام خبیث اور گندی چیزوں سے دست برداری چاہتے ہو؟

مسئلہ نمبر ۵:

درمختار مصری جلد اول ص ۱۲۳ میں ہے لو اتى عذراء ولم يزل عذرتها یعنی اگر کسی باکرہ عورت کے پاس جائے اور اس کا بکر زائل نہ ہو تو اس پر بھی غسل نہیں۔'' اس مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے بھی مجیب صاحب ہم سے ہی دلیل طلب کرتے ہیں۔ جواباً گزارش ہے کہ سنیے صحیح بخاری صحیح مسلم میں ہے اذا جلس احدكم بين شعبها

الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل۔ یعنی تم میں سے کوئی جب عورت کے چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو اس پر غسل واجب ہو گیا' پس اس حدیث سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ مباشرت کرتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے۔

دخول موجب غسل ہے ازالت بکر شرط غسل نہیں' پھر آپ اپنے نبی کی مخالفت اور اپنے فقہاء کی موافقت کیوں کریں؟ آپ کا اور آپ کے بڑوں کا یہ حیلہ کہ بکر کا زائل نہ ہونا ختنہ گاہوں کے نہ ملنے کی دلیل ہے' یہ محض بے سود ہے اس لئے کہ اس صفحہ میں اسی کتاب اس کے ساتھ ہی لکھتے ہیں الا اذا حبلت یعنی مگر اس وقت کہ وہ کنواری حاملہ ہو جائے' کیوں جناب ختنہ گاہ تو ملے ہی نہیں اور حاملہ بھی ہو گئی؟ بلکہ شامی کے اسی صفحہ میں ہے۔ وکذا یلزمہ یعنی اس صورت میں مرد پر بھی غسل ہے' تعجب ہے کہ ختنہ گاہ نہ ملنا بھی مانا جاتا ہے اور بوجھل ہو جانا بھی تسلیم کیا جاتا ہے' کیا کوئی حنفی صاحب اس معمہ کو حل کر سکتے ہیں؟ اور سنیے عالمگیری مصری جلد اول ص ۱۶ میں ہے۔ **والمراۃ صغیرۃ بجامع مثلھا ...... لا غسل علیہ** یعنی ایک بالغ مرد اتنی عمر والی لڑکی سے جماع کرے جو مجامعت کے قابل ہو تو بھی اس عورت پر غسل نہیں' یہ عبارت صاف پکار رہی ہے کہ وہ عورت مجامعت کے قابل ہے لیکن آپ کے فقہا پھر بھی اس پر غسل نہیں مانتے۔

ہاں اے عقل مند حنفیو! بتلاؤ کیا شرم وحیا دین و دیانت انسانیت و شرافت پاکیزگی و نظافت کا اقتضا یہی ہے کہ باکرہ کے ساتھ کرے اور نہ نہائے؟ ایسی عورت سے جو جماع کے قابل ہو کرے اور پھر اس پر غسل نہ آئے؟

مسئلہ نمبر ۶:

درمختار مصری جلد اول ص ۱۵۰ میں ہے۔ ولو دبغ طھر یعنی انسان کی کھال کو بھی اگر دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے' دنیا کے لوگو! سنتے ہو؟ فقہ حنفی کی کتابوں میں بھی ہے حنفی علماء مانتے بھی ہیں اخبارات میں مضامین لکھے جا رہے ہیں کہ اگر انسان کی کھال کو بھی دباغت دے لی جائے تو پاک ہو جاتی ہے' انسانیت تو ایک طرف یہاں تو انسان کی

بھی خیریت نظر نہیں آتی' انہی چیزوں نے انہیں اس قدر سخت دل بے باک' بے ادب اور گستاخ بنا دیا ہے کہ نامہ نگار الفقیہ یعنی ہماری کتاب درمحمدی کا مجیب اچھے اچھے بزرگوں کی جناب میں بھی بدتمیزی کرنے سے نہیں رکتا' ان بزرگان دین کا احترام تو کہاں ان کا نام بھی بازاری لوگوں کی طرح لیتا ہے' امام شوکانی رحمہ اللہ جیسے بزرگون کی نسبت تو تکار کرتا ہے۔

حنفیوں کے دو اخبار اس وقت نکل رہے ہیں جو مذہبی تقدس کے پیرایہ میں دراصل مغلظات کا دفتر' گالیوں کی پڑیا اور بدکلامی کی اونچی دوکانیں ہیں' ان بدکلام بے لگام اخباروں نے کچھ دنوں سے اہلحدیث جماعت کو علاوہ اور گالیاں دینے کے تبرائی فرقہ لکھنا شروع کیا ہے' میرا ارادہ ہے کہ دنیا پر ظاہر کردوں کہ اس ناپاک وطیرہ میں اس بدترین طریقہ میں کون پیش پیش ہے۔ اس مضمون سے جہاں آپ کو اس تبرائی پارٹی کی نسبت صحیح رائے قائم کرنے کا موقع ملے گا وہاں آپ یہ بھی معلوم کرلیں گے کہ ان کا یہ شیوہ قدیمی ان کے بزرگوں اور ان کے بڑوں نے جب ہمارے بزرگوں کو گالیاں دینے میں پس و پیش نہیں کیا تو یہ خود ہمیں برا بھلا کہنے میں کیا تامل کریں گے؟ ساتھ ہی حنفی مذہب کی یہ حقیقت بھی بے نقاب ہو جائے گی کہ وہ قیاس کے مقابلہ میں حدیث رسول ﷺ کو کوئی چیز نہیں سمجھتا۔

حنفی مذہب کا دارومدار زیادہ تر قیاس پر ہے اس لئے جب تک کہ قرآن وحدیث کو دور نہ ڈال دیا جائے حنفیت کی بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی' اس لئے حنفی مذہب کے بزرگوں نے عجیب عجیب پردہ داریوں اور لہریا چالوں سے قرآن و حدیث پس پشت ڈالنے کی پوشیدہ ترکیبیں کی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس حدیث کا رسول صلعم کا راوی غیر فقیہ ہو اور وہ حدیث رسول ﷺ امام ابوحنیفہ کے قیاس کے خلاف ہو اسے نہ مانا جائے اور اس صورت میں قیاس امام پر عمل کیا جائے حدیث رسول پر نہ کیا جائے۔

چنانچہ حنفی مذہب فقہ کے اصول کی کتاب اصول شاشی بحث ثانی میں ہے۔ وان خالفه كان بالقياس اولى یعنی وہ حدیث رسول جس کے راوی صحابی ہوں لیکن وہ

فقیہ نہ ہوں اور مضمون حدیث قیاس امام کے خلاف ہو تو اس صورت میں اولیٰ یہ ہے کہ عمل قیاس پر کیا جائے حدیث پر نہ کیا جائے۔اس کتاب میں ہے کہ:

کابی هریرة وانس ابن مالك۔ (ص ۸۲)

یعنی ''ابو ہریرہ اور انس بن مالک دونوں غیر مجتہد' غیر مفتی اور غیر فقیہ تھے۔''

بین السطور میں حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ اور آس پاس کے دیہات کے تمام صحابیوں کو بھی غیر فقیہ لکھا ہے' ناظرین دیکھا آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم تک کو گالیاں دینے سے یہ لوگ نہیں چوکتے' آیئے دیکھئے انہیں بے وقوف اور بے سمجھ کہہ رہے ہیں' کیا یہ چھوٹا رفض نہیں؟ اور کیا یہ چکڑالوی پن کی ابتدا نہیں؟

دون الفقه کانس وابی هریرة۔ (نور الانوار مطبوعه دیو بند ص ۱۷۹)

یعنی ''انس اور ابو ہریرہ فقیہ نہ تھے۔''

یہ ہے صحابہ کی حقارت اور صحابہ کرام پر طعن و تشنیع' کیوں جی نور الانوار کا مصنف اصول شاشی کا مصنف تو فقیہ ہو اور رسول اللہ کے شاگرد' آپ کے جاں نثار خادم غیر فقیہ ہوں؟ یہ ہے اس تبرائی پارٹی کی تبرا بازی جن کی بدزبانی' بدکلامی' بے لگامی و شنام دہی اور بدگوئی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاشیہ نشین خدام بھی محفوظ نہ رہ سکے تو اے اہلحدیثو! تم چیز ہی کیا ہو؟ نور الانوار والے کی فقاہت ملاحظہ ہو۔لکھا ہے لو عمل بالحدیث لا نسد باب الرائی۔اگر حدیث پر عمل کیا جائے تو رائے قیاس کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔یہ ہے ان کے دل میں حدیث کی عظمت اور یہ ہے قیاس کی وقعت صاف لکھ دیا کہ اگر حدیث ہی پر عمل کر لیا جائے اور حدیث ہی کو عمل کے لئے کافی سمجھا جائے تو پھر رائے قیاس کی ضرورت ہی کیا رہ جائے' پھر رائے قیاس کا دروازہ بند ہو جائے اور جب رائے قیاس ہی جاتا رہا اور نہ رہا تو اماموں کی تقلید کس امر میں رہ جائے گی؟

اور اس کا ثابت رکھنا ضروری ہے تو حدیث کا گلا گھونٹنا بھی ضروری ہے' اس لئے اس

کے پاسبان صحابہ کی حقارت اور کسر شان بھی ضروری ہے پس حدیث کو ناقابل عمل بتایا' صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف بے سمجھ کہا اور رائے قیاس کو لے لیا:

فليبك على الاسلام من كان باكيا

''جتنے آنسو آنکھوں میں ہوں وہ ان مقلدین پر نوحہ و ماتم کرنے میں بہا دو۔''

دون الفقه مثل ابى هريرة وانس بن مالك۔ (حسامی مطبوعہ یوسفی ص ٤٤)

یعنی ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ بن مالک فقیہ یعنی سمجھدار عالم نہ تھے۔''

اسی کتاب کے حاشیہ پر اسرار اور مبسوط سے نقل کیا ہے۔ **فاما ما خالفته فالقياس مقدم عليه** یعنی جس حدیث کا راوی ابو ہریرہ ہو اگر وہ حدیث قیاس کے خلاف ہو تو قیاس حدیث پر مقدم ہے' یعنی حدیث پر عمل نہ کیا جائے' قیاس پر عمل کیا جائے۔

او بالروايت فقط كابى هريرة وانس۔ (توضیح تلویح مصری جلد دوم ص ٢٥١)

''مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ ابو ہریرہ اور انس نہ تو فقیہ تھے نہ مجتہد۔''

اور جس حدیث رسول کے یہ راوی ہوں اور وہ حدیث قیاس کے سراسر خلاف ہو تو حدیث پر عمل نہ کیا جائے بلکہ قیاس پر عمل کیا جائے' اتنا ہی نہیں بلکہ ان فقیہوں نے ان حنفی مذہبوں کے بانیوں نے صحابہ کو جھول اور غیر عادل بھی لکھا ہے۔

فيهم عدول و غير عدول۔ (تلویح مصری جلد دوم ص ٢٥٤)

یعنی ''صحابہ میں سے بعض عادل تھے اور بعض عادل نہ تھے۔''

(فالعياذ بالله) اور توضیح کے اسی صفحہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مجہول لکھا ہے۔ نور الانوار ص ١٨٠ پر حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجہول لکھا ہے۔ حسامی ص ٢٥ میں وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ دونوں کو مجہول لکھا ہے۔

اب میں ''العدل'' اخبار کے اڈیٹر اور اس کے قاری اور اسے مذہبی پرچہ سمجھنے والوں

سے اپیل کرتا ہوں، غور سے سنیئے "العدل" کے اخبار میں جو ۱۸ اکتوبر کو شائع ہوا ہے، ص ۷ پر تحریر ہے "اس قسم کی کتابیں دیکھنا جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں بے ادبی کی گئی، ہو ہرگز نہ چاہیے کیونکہ معصیت ہے۔" اے حنفیو! کچھ تو غیرت و شرم کرو اور اے عدل کے کاری گرو! اپنی زبان کی پاسبانی تو کرو۔ خبردار جواب ان اصول فقہ کی کتابوں کو دیکھ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا ہو جن میں صحابہ کو غیر فقیہ، غیر عادل، مجہول، بے سمجھ، بے وقوف، بے علم، عدالت سے دور بلکہ مجہول لکھا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ جیسے خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ وابصہ رضی اللہ عنہ جیسے محبوبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ جیسے فدائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے اردگرد کے دیہات کے رہنے والے صحابہ کرام کو جن کتابوں میں ایسے برے القاب اور ایسی گندی گالیوں سے یاد کیا ہے، پس بقول تمہارے ان کتابوں کو دیکھنا بھی معصیت ہے اور ہاں حنفی دوستو! یہ بھی سمجھ لو کہ تقلید پوری نہیں ہو سکتی جب تک حدیث رسول کو بے قدری سے پرے نہ پھینک دو!

اب میں بھی بتاؤں کہ بڑے بڑے ائمہ کرام پر بھی ہاتھ صاف کرنے میں کمی نہیں کی گئی۔ چنانچہ:

کجھل الشافعی۔ (نور الانوار مطبوعہ دیو بند ص ۳۰۰)

"(یعنی ایک جہالت ان لوگوں کی ہے جو اپنے اجتہاد میں کتاب کا خلاف کریں) جیسے کہ شافعی کی جہالت۔"

سنا آپ نے یہ بے ادب لوگ جناب امام شافعی رحمہ اللہ کو جاہل کہتے ہیں، اس کی چار سطروں کے بعد دوبارہ لکھا ہے۔

کجھل الشافعی فی جواز القضاء بشاھد ویمین۔

یعنی "ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا یہ بھی شافعی کی جہالت ہے۔"

دوبارہ یہ کلمہ ایسے عظیم الشان امام کے حق میں اسی ایک صفحہ لکھا ہے لیکن کیا مجال کہ "العدل اینڈ الفقیہ کمپنی" انہیں بھی تبرائی کہیں؟ ہاں یہ جماعت بے سوچے سمجھے اہلحدیث

کو تبرائی کہہ دے گی لیکن ان لوگوں کی نسبت ان کی زبانیں نہیں کھلیں گی جو صحابہ کرام اور مجتہدین عظام کو بھی گالیاں دینے سے نہیں چوکتے' کسی کو بے وقوف کہتے ہیں' کسی کو بے عدل کہتے ہیں' کسی کو مجہول بتلاتے ہیں' بلکہ ان کی گندہ ذہنی سے کوئی بھلا انسان محفوظ نہیں' دیکھئے الفقیہ اپنے ہر اخبار کے سرورق پر لکھتا ہے۔

فلعنته ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفته۔ (در مختار جلد اول ص ٤٧)

یعنی ''ابوحنیفہ کے قول کو رد کرنے والا معلون ہے۔''

پس امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ اور بیسیوں محدثین و مجتہدین نے امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کر دیا ہے بلکہ خود ان کے شاگردوں اور حنفی مذہب کے اصول و فروع کی کتابوں کے لکھنے والوں نے امام صاحب کے بیسوں اقوال کو رد کر دیا ہے پس یہ تبرائی پارٹی ان سب بزرگوں کو ملعون کہتی ہے اور ان پر لعنت بھیجتی ہے' اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ یہ بڑے رافضی ہیں یا چھوٹے رافضی؟ اور یہ بھی فیصلہ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے کہ تبرائی فرقہ اہلحدیث ہے یا یہ حنفی؟ بلکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ' مکی' قریشی' مجتہد مطلق' عالم بے بدل رحمہ اللہ کو ان حضرات نے ابلیس کہا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ برا۔ چنانچہ ایک حدیث گھڑی ہے جس میں ہے کہ ابوحنیفہ تو اس امت کے چراغ ہیں اور شافعی اس امت پر ابلیس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہیں:

فبسببه صار الشافعی فقیها۔ (درمختار جلد اول ص ٣٨)

یعنی ''امام ابوحنیفہ کے شاگرد محمد کی وجہ سے شافعی فقیہ ہو گئے۔''

جس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ جب تک شافعی نے امام صاحب کے شاگرد کی شاگردی نہیں کی فقیہ نہیں ہوئے' اس شاگردی سے پہلے امام شافعی رحمہ اللہ غیر فقیہ تھے' مزہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ خود اس کا احساس کرتے ہیں کہ ہم ان بزرگوں کی بے ادبی کر رہے ہیں' چنانچہ اس قول کی درمختار کے شارح نے بڑی لیپا پوتی کی ہے وہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ فقہ

میں بڑھ گئے' امام شافعی کو جاہل کہہ کر پھر اس پر ملمع کاری کرتے ہوئے نور الانوار کے مصنف لکھتے ہیں:

وقد نقلنا كل هذا على نحو ما قال اسلافنا وان كنا لم نجتر عليه۔

(نور الانوار)

یعنی "ہمارے بڑوں اور بزرگوں نے جو کہا تھا وہ ہم نے نقل کر دیا ہے۔"

ورنہ ہم سے تو (ان بزرگان دین کی توہین کی ایسی) جرات ہرگز نہ ہوتی' قمر الاقمار شرح نور الانوار والے صاف لکھتے ہیں۔

فی هذا البيان سوء الادب

یعنی "یہ کہنا بڑی بری بے ادبی ہے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محبوب رسول اللہ کو غیر فقیہ' غیر مجتہد' حدیث کے مطلب کو نہ جاننے والا' حدیث سمجھنے میں خطا کرنے والا وغیرہ کہا' پھر لکھتے ہیں:

وهذا ليس از دراء بابى هريرة و استخفافا به الخ

یعنی "یہ جو کچھ ہم نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حقارت اور بے ادبی کے طور پر نہیں کہا بلکہ ایک نکتہ بیان کیا ہے (کہ حدیث کو اس طرح ترک کرتے ہیں)۔"

قمر القمار کے اگلے صفحہ میں ہے:

تحقير الصحابه والطعن فيهم بالغلط۔ (قمر الاقمار)

یعنی "اس سے گمان ہوتا ہے کہ اس میں صحابہ کی حقارت ہے اور ان پر طعنہ زنی ہے اور ان کی طرف غلطی کی نسبت ہے۔"

اس حدیث کے ٹکڑے کو جس میں امام شافعی رحمہ اللہ کی بے حد مذمت کی گئی ہے اور اس کے گھڑنے والے نے خدا اس کو روسیاہ کرے منہ بھر کر گندگی چاٹی ہے' یہ حنفی حضرات امام ابو حنیفہ کے مناقب بیان کرنے کے وقت بے جھجک وارد کر دیا کرتے ہیں لیکن اس ابلیسی ٹکڑے کو ہضم کر جاتے ہیں' الغرض جان کر حقارت اور بے ادبی کرتے ہیں' پھر اپنے تئیں

پاک صاف بنانے کی بے سود کوشش بھی کرتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بے سمجھ کہا اور حدیث کے مسئلہ کو دور ڈال دیا۔ بلکہ ان کے ساتھ ہی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اور دیہات کے رہنے والے کل صحابہ رضی اللہ عنہم کو غیر فقیہ کہا۔

اور قمر الاقمار ص ۱۸۰ میں سیدنا معبد خزاعی رضی اللہ عنہ کو بھی غیر فقیہ لکھ دیا فالعیاذ باللہ اور سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ اور سیدہ سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہی مرجاتی والے نے حضرت معقل بن سنان وغیرہ کو بھی مجہول لکھا ملاحظہ ہو جلد ۳ مصری ص ۵۳ حالانکہ نہ تو امام شافعی رحمہ اللہ جاہل تھے۔ نہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ۔ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ بزرگ صحابی ہیں جن سے صرف احکام کی ڈیڑھ ہزار حدیثیں مروی ہیں' ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کی کتاب حاشیہ فزی جلد دوم ص ۲۵۳ اور جملہ حدیثیں ان سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) مروی ہیں۔

صحابہ میں سے کسی سے اس قدر کثرت سے احادیث مروی نہیں' جن کے آٹھ سو سے زیادہ صحابہ اور تابعین شاگرد ہیں' جن میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ' سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ' سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ جیسے زبردست صحابہ کرام کی ہستیاں بھی ملاحظہ ہو غایۃ المقصود' حضرت ابو ہریرہ فقیہ ہیں اپنے سوا دوسرے مفتیوں کے فتووں پر عامل نہ تھے' صحابہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ خود مفتی تھے' بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہ سے بحث مباحثہ کرتے تھے۔ فقیہ تھے اور کامل مجتہد تھے اور زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہ میں مفتی تھے' مہاجر تھے' بڑے جلیل القدر صحابی تھے' جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خصوصیت سے حفظ علم کی دعا کی تھی جو قبول ہوئی اور زمانہ ان کے علم و فضل کا قائل ہو گیا۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ ان کی روایت کردہ حدیث اس طرح رد کر دی جائے' یہ اصولی فقہا صحابہ رضی اللہ عنہ کو بے سمجھ بنانے اور حدیث کو رد کرنے پر اس قدر تلے بیٹھے ہیں کہ جھوٹ بولنے میں بھی انہیں عار نہیں۔

چنانچہ اصول شاشی کا مصنف ص ۷۵ پر لکھتا ہے کہ "جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے حالانکہ یہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر جواب دیا کہ بھتیجے رسول

اللہ کی حدیث سن کر مثالیں نہ بیان کیا کرو اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ خاموش ہوئے' ملاحظہ ہو ابن ماجہ' ترمذی وغیرہ' پھر ان اصولی حضرات کا کہنا کہ ابو ہریرہ چپ ہو گئے کس قدر خلاف واقعہ ہے۔ جو محض ابو ہریرہ کی دشمنی اور تردید حدیث کے لئے کہا گیا ہے' حنفی بھائیو! کیا یہ جھوٹ نہیں؟ پھر یہ بھی بات قابل غور ہے کہ بالفرض اگر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خاکش بدہن ایسا ہی مان لیا جائے جیسا کہ ان حنفیوں نے خیال کیا ہے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات نہ مانی جائے لیکن ابوالقاسم کی بات کیوں نہ مانی جائے (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر یہ حدیث یعنی دودھ روکے ہوئے جانور کی جسے حنفی رد کرتے ہیں وہ تو علاوہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے صحیح بخاری شریف میں بروایت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے ملاحظہ ہو آپ کے مذہبی اصول کی ایک کتاب اصول شاشی کا حاشیہ ص ۷۶' اور وہ تو آپ کے نزدیک بھی فقیہ ہیں بلکہ بقول صاحب درمختار فقہ کی کھیتی کے بونے والے ہیں۔

ملاحظہ ہو آپ کے مذہبی اصول کی کتاب اصول شاشی کا حاشیہ ص ۷۶' اور وہ تو آپ کے نزدیک بھی فقیہ ہیں بلکہ بقول صاحب درمختار فقہ کی کھیتی بونے والے ہیں ملاحظہ ہو جلد اول ص ۳۷ مصری۔ پس ثابت ہوا کہ دراصل عدم فقاہت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو بہانہ ہے مطلب اصل حدیث کو ٹالنا اور قول امام کو اچھالنا ہے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اخبار محمدی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے' صفحے کے صفحے آپ کے تذکرہ خیر سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے سر دست اسی پر اکتفا کیا گیا' غالباً میں ثابت کر چکا کہ دراصل تبرائی جماعت کون ہے؟ اور کون ہے جو قول امام کو قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دینے کے لئے مٹا ہوا ہے۔ حنفی بھائیوں سے گزارش ہے کہ خیر یہ حضرات تو گذر چکے ہیں اب آپ اپنی کہیے کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہہ کر حدیث صحیح صریح کو ٹال کر حنفی رہنا پسند ہے یا قیاس امتی کو چھوڑ کر پابند حدیث ہو کر پابند حدیث ہو کر محمدی بننا منظور ہے ؏

در فیض محمدؐ وا ہے آئے جس کا جی چاہے

صحابہ کرام کو دل کھول کر کوسا جائے اور جو جی میں آئے انہیں بیبا کانہ کہ دیا جائے۔ اس لئے درمختار والے نے کھلے لفظوں میں لکھ دیا ہے کہ لا یکفر من سب اصحاب الرسول یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو گالیاں دینے والے کو کافر نہ کہنا چاہئے' درمختار کی شرح شامی میں ہے۔ سب احد من الصحابته وبغضه لا یکون کفرا یعنی صحابیوں میں سے خواہ کسی کو بھی گالی دے خواہ کسی سے بھی دشمنی اور بغض رکھے کافر نہیں ہوگا۔

درمختار میں ہے ان ساب الشیخین و منکر خلافتهما لا یکفر یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والا اور ان دونوں کی خلافت کا منکر کافر نہیں' ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں سب الشیخین لیس بکفر دونوں خلیفہء رسول کو گالیاں دینا کفر نہیں' شامی میں ہے خصمه من اهل البغی۔ یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ باغی تھے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے غایته امرهم البغی والخروج علی الامام۔ یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ سب کے سب باغی اور امام پر چڑھائی کرنے والے تھے' توضیح مصری جلد دوم ص ۲۶۰ میں سیدنا امام معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدعتی لکھا ہے اور اس کی شرح تلویح کے اسی صفحہ میں تو غضب ڈھایا ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے:

کالبغی فی الاسلام ومحاربته الامام۔

یعنی "سیدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) باغی اسلام اور محارب امام اور قاتل صحابہ تھے۔"

برادران یہ مضمون جو قدرے بڑھ گیا ہے دیکھ کر آپ کے دل میں خیال پیدا ہوگا کہ یہ عقیدہ تو رافضیوں کا سنا تھا۔ سچ ہے اس کی بابت اندرونی شہادت سنیے۔ جناب مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی جن کا حاشیہ فقہ کی موجودہ تقریباً کل کتابوں پر ہے اپنی کتاب الرفع والتکمیل میں لکھتے ہیں۔

وبالجملة فالحنفية لها فروع باعتبار اختلاف العقيدة فمنهم الشيعة ومنهم المعتزلة و منهم المراجية۔ (الرفع والتکیل ص ۲۷ و ص ۲۸)

یعنی ''حنفی مذہب کے ان فقہا کا اعتقاد میں بھی اختلاف ہے ان میں بعض تو شیعی (رافضی) ہیں بعض ان میں معتزلہ بھی ہیں اور بعض مرجیہ بھی ہیں۔''

جلپی حنفی حاشیہ شرح وقایہ مطبوعہ نولکشور میں لکھتے ہیں۔

ان علیا لم یکن من اھل الاجتھاد۔ (وقایہ مطبوعہ نولکشور ص ۲۳۲)

یعنی ''حضرت علی کوئی (سمجھدار عالم یعنی) مجتہد نہ تھے۔''

ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

الامر بقتل الحسین لا یوجب الکفر۔ (فقہ اکبر)

یعنی ''رسول ﷺ کے نواسہ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے مار ڈالنے کا حکم دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔''

ابن ہمام حنفی کی بابت دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور میں لکھا ہے:

اما من جھلہ بمذھب علی او سھو او نسیانہ او کذبہ علیہ لترویج مذھبہ الخ۔ (دراسات اللبیب مطبوعہ لاھور ص ۳٤۷)

''ابن الہمام حنفی کہتے ہیں کہ امام باقر رحمہ اللہ یا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذہب سے جاہل تھے یا بھلکڑ تھے یا جھوٹ تہمت باندھی تا کہ اپنا اور اپنی اولاد کا مذہب پھیلائیں۔''

خیال فرمایئے اہل بیت کو کاذب مفتری اور جاہل وغیرہ کہا جاتا ہے' ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

لو فرض ان احدًا الخ۔ (حنفی شرح فقہ اکبر)

یعنی ''سیدنا علی' سیدنا عثمان' سیدنا عمر' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہم کو اگر بالفرض کوئی مار بھی ڈالے قتل کر دے تاہم وہ مسلمان ہے اسلام سے خارج نہیں۔''

حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار مصری میں ہے:

وسب النبی۔ (درمختار مصری جلد ۳ ص ۳۰۴)

یعنی ''جناب محمد ﷺ کو گالیاں دینے سے بھی ذمی کا ذمہ نہیں ٹوٹتا۔''

یعنی جناب محمد ﷺ کو وہ گالیاں دیں لیکن حنفی مذہب کے لوگ اس کی حمایت اور ذمہ داری کریں گے' اور سنیئے اسی کتاب درمختار کی اسی جلد میں ہے:

لا یکفر و بشتم دین مسلم۔ (درمختار مصری جلد ۳ ص ۳۱۶)

یعنی ''دین اسلام کو بھی اگر کوئی شخص گالیاں دے برا کہے تو بھی وہ مسلمان ہے۔''

غرض کوئی کہاں تک لکھے' میں نے اس بحث کو اس لئے عمداً طول دیا ہے کہ موجودہ احناف اپنے مذہب کی اور اس اندھیر نگری کی بھی سیر کرلیں اور برادران اہلحدیث صبر کی عادت ڈالیں کہ اگر آج یہ جماعت تمہیں غیر مقلد وہابی لامذہب وغیرہ کہے تو تم برا نہ مانو ان کے بڑوں سے ہی یہی طریقہ چلا آرہا ہے اور تمہارے بھی بڑوں سے ہی صبر وسہار کا طریقہ چلا آیا ہے' ہاں اور ناظرین نے بھی اندازہ کرلیا ہوگا کہ فحش گوئی میں یہ جماعت کس قدر ترقی کرگئی ہے پس اگر آج ایک گندہ ذہن اخبار کا مضمون نگار ہمیں یا سیدنا مولانا صدیق حسن کو یا امام شوکانی کو یا امام خطیب کو یا کسی اور ایسے ہی بڑے بزرگ محدث کو کوس لے تو کیا ہوا؟

ما ھی باول قارورۃ کسرت فی التقلید

عربی کی مثال ہے کہ

الدیك افصیح من البیضۃ بصیح

خیر یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر تھا' اب نفس مسئلہ کو سنیئے۔ خود معترض نے لکھا ہے کہ ''انسان کا چمڑہ اتارنا یا اس کو دباغت دینا حرام ہے' جب اتارنا دباغت دینا حرام ہے پھر اس کے احکام کیوں بیان کیے جاتے ہیں؟ اور یہ یاد رہے کہ اتارنا دباغت دینا اور بات ہے اور دباغت دیئے ہوئے چمڑے کی پاکیزگی کا حکم دینا اور بات ہے' خود لکھتے ہیں کہ اس سے نفع اٹھانا منع ہے۔'' کیوں جناب جب پاک ہوگیا۔ آپ کے علماء نے فتوی دے دیا

پھر استعمال حرام کیوں؟ پاک چیزوں کے استعمال روکنے والے آپ کون؟ سنیئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ۲۵ میں ہے کہ ''اگر انسان کی کھال تھوڑی سی پانی میں پڑ جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ نامہ نگار الفقیہ نے اس مسئلہ میں مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی کے ایک قول کو اپنے مفید مطلب پاکر وارد کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔

جو ہم پر تو کسی طرح حجت نہیں کیوں کہ ہم تو امتیوں میں سے کسی کے اقوال ماننے کے مکلف نہیں لیکن ہاں ان سے یہ تو ہم پوچھ سکتے ہیں کہ کیوں جناب؟ مولانا کے علم غیب نداء غیر اللہ' نذر غیر اللہ وغیرہ وغیرہ کے فتاوے بھی آپ معتبر مانیں گے؟ اور کیا ان پر بھی آپ عمل کریں گے؟ غالباً اس کا جواب نفی میں ہوگا کیوں کہ جن کاموں کو مولانا لکھنوی شرک و بدعت کہتے ہیں یہ حضرات انہیں عین ایمان و اسلام سمجھتے ہیں پھر اس کے کیا معنی کہ جس کا کلام خود اپنے لئے آپ ہی حجت نہ مانیں۔ اسے دوسرے کے لئے بطور حجت پیش کریں۔ ''لینے کی مچھلی دینے کے کانٹے'' اب آپ فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف دلیل کیا ہے۔ اس کی نسبت گذارش ہے کہ جب خود آپ مانتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ انسان کی کھال اتارنی حرام' اسے دباغت دینی حرام پھر ہم سے دلیل کیوں پوچھیں؟ اور اگر اپنے ارشاد پر اصرار ہے تو سنیئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ذرونی ما ترکتم۔ (ابن ماجه وغیره)

''مطلب یہ ہے کہ جو حکم میں نہ بیان کروں تم بھی اس میں لب نہ ہلاؤ۔''

اور حدیث میں ہے:

الحلال بین الخ

یعنی ''حلال ظاہر ہے حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان بعض مشتبہ چیزیں ہیں۔''

ان مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دینے والا اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لینے والا ہے۔ پس مسئلہ مذکورہ میں انسان کی کھال اتارنی حرام ہے اور بے اتارے دباغت نہیں دی جا سکتی۔

پس دباغت بھی حرام ہوئی پھر اس کے احکام جو زبان رسول ﷺ سے بیان نہیں ہوئے۔ آپ اور آپ کے فقہاء بیان کرنے والے کون؟ مسکین معترض کو یہ اچھا لٹکا ہاتھ لگا ہے کہ درمختار کے علاوہ دو تین نام اور بھی گنوا دیے اور فخر یہ لکھ دیا کہ دیکھو اہلحدیث کے مذہب میں بھی یہی ہے۔ حالانکہ اہلحدیث کا مذہب وہ ہے جو اللہ کے کلام میں ہو۔

اللہ کے رسول ﷺ کے کلام میں ہو بس۔ یہ ہیر پھیر اور تیرے میرے کلام کی پابندی حنفیہ کو ہی مبارک ہو۔ یہاں تو صاف صاف کلام اللہ اور کلام الرسول حجت ہے۔ اینچ پیچ کر کے حرام و حلال کے درپے ہونے والے ہم لوگ نہیں۔ یہ کھینچا تانی کے مسئلے کتب وفقہ کے ماننے والوں کو مبارک ہوں۔ انسانی کھال کو بعد از دباغت پاک کہہ کر اسی درمختار مصری میں لکھتے ہیں:

یحل اکل ذئب والدة شاة۔ (درمختار مصری جلد ۱ ص ۱٦٧)

یعنی ''اس بھیڑیئے کو کھانا بھی حلال ہے جسے بکری نے جنا ہو۔''

سنا آپ نے یہ ہیں اجتہادی مسائل۔ انسان کی کھال اتارنی تو حرام لیکن بعد از دباغت پاک چاہے۔ بکری بھیڑیا نہ جنتی ہو لیکن جنے تو بھیڑیا بھی حلال۔

مسئلہ نمبر ۷:

وافادلا مه طھارة جلد کلب۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۰)

یعنی ''کتے کی کھال بھی دباغت کے بعد پاک ہے۔''

ایسے بھی ہمارے حنفی مولوی صاحب مانتے ہیں اور کتے کی کھال کو پاک ثابت کرنے کے لئے آپ نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں ہلائے ہیں اور وہ حدیثیں وارد کی ہیں جن میں ہے کہ جس کھال کو دباغت دے دی جائے وہ پاک ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ مردار جانور کے چمڑے کو جب دباغت دی جائے وہ پاک ہو جاتا ہے اور یہی مضمون آپ کی وارد کردہ احادیث میں بھی ہے۔ کیوں کہ دوسری حدیث میں درندوں کی

کھالوں کی ممانعت صاف طور پر موجود ہے۔ ارشاد ہے:

نهى عن جلود السباع۔ (ابو داؤد وغیرہ)

یعنی ''آنحضرت ﷺ نے درندوں کی کھالوں کی ممانعت فرمادی۔''

پس آپ کے اس فرمان کی عمومیت سے کہ ہر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ ان کھالوں کی اس حدیث کے مطابق تخصیص ہو جائے گی جو درندوں کی ہوں۔ اور اس طرح دونوں حدیثوں میں تطبیق بھی ہو جائے گی۔ کہ جو جانور حلال ہیں گو وہ اپنی موت آپ مر جائیں گے تاہم ان کی کھال بعد از دباغت پاک اور جو جانور حرام ہیں ان کی کھال ناپاک۔

ایک دفعہ نہیں دس دفعہ بھی دباغت دیں جب بھی ناپاک۔ سنیئے مولانا اگر یہ استثنا نہ کیا اور حرام جانوروں کی کھالوں کی تخصیص نہ کی تو سور کی کھال بھی اس میں داخل ہے۔ پھر وہ بھی بعد از دباغت پاک ہونی چاہیے اور خود آپ اسے پاک نہیں مانتے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث متروک الظاہر ہے اور درندوں کی کھالیں اس میں سے مخصوص ہیں اور کتا بھی درندوں میں داخل ہے۔ پس اس کی کھال بھی ناپاک۔ گو دباغت دے لی جائے اور سنیئے حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ثمن الكلب خبيث وهو اخبث منه۔ (منتخب کنزالعمال صفحہ ۲۳۲ جلد ثانی)

یعنی ''کتے کی قیمت خبیث اور نجس ہے اور وہ خود اس سے بھی زیادہ نجس اور خبیث ہے۔''

ہاں یہ بھی خیال شریف میں رہے کہ حلال جانور کو ذبح کرنا بھی اس کی کھال کو پاک کر دیتا ہے۔ لیکن حرام جانور کو ذبح کرنا اس کی کھال پاک نہیں کرتا۔ اسی طرح دباغت بھی حلال کو پاک کرتی ہے نہ کہ حرام کو۔ آپ کا یہ فرمانا کہ شاید یہ حکم قبل از دباغت ہو۔ یا شاید نہی طنزیہی ہو کچھ نفع نہیں دے گا۔ کیوں کہ دوسرا اس کے برخلاف کہہ سکتا ہے کہ شاید

بعد از دباغت ہو اور شاید نہی تحریمی ہو۔ ہاں جناب ذرا سوچ سمجھ کر اس کا بھی جواب عنایت ہو کہ اگر آپ ان حدیثوں کو مانتے ہیں تو غایت مافی الباب یہ ہے کہ ان حرام جانوروں کی کھال بعد از دباغت پاک ہو۔ یعنی ان کھالوں کی پاکیزگی کے لئے دباغت شرط ہے۔ لیکن میں بتلاؤں کہ آپ کے مذہب میں تو دباغت کو شرط طہارت نہیں مانا۔

وہاں تو عام وسعت ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ ذبح کرلو تو بھی پاک ہو جاتی ہیں۔ پس اس قول کی بنا پر کتے پر چھری پھیرلو۔ اس کی کھال پاک صاف ہو گئی۔ پھر جناب نے اتنی مشقت اٹھا کر یہ حدیثیں کیوں وارد کیں؟ وہاں تو مطلع صاف ہے۔ کتے کی کھال دباغت بغیر بھی پاک صاف ہے۔ بلکہ گوشت بھی۔ چنانچہ آپ کے مذہب کی کتاب تنویر الابصار میں ہے:

وذبح مالا یوکل لحمه یطهر لحمه وشحمه۔ (تنویر الابصار کتاب الذبائح صفحه ۸۲)

یعنی ''جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے انہیں اگر ذبح کر دیا جائے تو ان کا گوشت اور ان کی چربی بھی پاک ہو جاتی ہے۔''

اب فرمائیے کہ آپ کی ان طول طویل بحثوں نے آپ کو اور آپ کے فقہاء کو کیا فائدہ پہنچایا۔ وہاں تو کھال ہی نہیں۔ بلکہ گوشت پوست' لحم شحم سب پاک ہے اور کہاں کی دباغت؟ صرف ذبیحہ کر لینے سے۔ مفصل بیان مسئلہ نمبر۹ میں آتا ہے۔ ہاں اب یہ علمی بات بھی گوش گذار فرما لیجئے کہ دراصل کل اھاب (الخ) والی حدیث میں مضاف الیہ محذوف ہے۔ اور اھاب کے تنوین عوض مضاف الیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر چمڑا حلال جانور کا بعد از دباغت پاک ہے۔ اس حدیث کو جناب محمد ﷺ نے بیان بھی اس وقت فرمایا تھا جب کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری مرگئی تھی۔ تو حلال جانور کے لئے یہ حکم ہے نہ کہ کتے بھیڑیے وغیرہ۔

حرام جانوروں کے لئے قرآنی تعلیم ہمارے سامنے ہے کہ حرمت علیکم المیتة یعنی

مردار تم پر حرام ہے۔ پس مردہ کل کا کل حرام ہو گیا۔ مگر جس چیز کا استثنا اور تخصیص قرآن حدیث سے ثابت ہو جائے۔ جیسے اس حدیث نے کھال کی پاکیزگی بیان فرما دیا۔ لیکن حنفی مذہب میں عجیب اندھیر ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے اور کان کھول کر سنیئے:

والفحته الميته ولبنها فى ضرعها ......طاهرة ۔ (مصری جلد اول صفحه ٢٥)

یعنی ''مردہ جانور کی کھیس (یعنی وہ دودھ جو چوپائے جانوروں کے بیاہنے کے بعد نکلتا ہے) پاک ہے اور اس کے تھنوں میں جو دودھ ہو وہ بھی پاک ہے۔''

ہاں جناب یہ بھی یاد رہے کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بھی اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں۔ ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کی کتاب میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ فرمان ہے:

ان كل ما لا يوكل لحمه لا يطهر جلده بالد باغ ۔ (فتح القدير جلد اول صفحه ٨١ مصری)

یعنی ''جن جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کی کھال بعد از دباغت بھی ناپاک ہے۔''

اور امام مالک رحمہ اللہ بھی کتے اور تمام حرام جانوروں کی کھال کو دباغت کے بعد بھی حرام اور ناپاک کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کی کتاب ہدایہ مجتہائی صفحہ ۲۴ جلد اول۔ لیکن آپ کے مذہب میں تو پاک ناپاکی کے طریقے ہی عجیب و غریب ہیں۔

يطهر الشدى اذا رضعه الولد۔ (مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحه ٩٣)

یعنی ''عورت کی چھاتی پر نجاست لگ گئی ہو اور بچہ اس سے تین مرتبہ چسکی لگا کر دودھ پی لے تو وہ چھاتی پاک ہو جائے گی۔''

اور:

وان نیز کلب فوق عنز الخ ۔ (درمختار مصری جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)

''کہ بکری کو کتے سے بچہ ہوا اور اس بچہ کا سر بھی کتے جیسا ہے۔ اگر وہ چارہ کھا لے تو سر کو پھینک دے باقی سب حلال ہے یعنی کتے کا پلا جو بکری کے پیٹ میں پیدا ہوا ہے حلال ہے۔''

بلکہ عالمگیری مصری میں ہے:

اذا ذبح کلبه وباع لحمه جاز۔ (عالمگیری مصری جلد سوم صفحہ ۱٦۰)

اپنے کتے کو ذبح کر کے اس کا گوشت بیچنا جائز ہے۔

خانیہ میں ہے:

نجسها بلسانه ۔ (خانیہ صفحہ ۲۲ جلد اول)

یعنی ''بدن کے کسی حصہ پر نجاست لگ گئی تو زبان سے چاٹ لے وہ پاک ہو جائے گا۔''

چھری کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۸:

درمختار میں ہے:

وفیل۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۰)

یعنی ''اسی طرح ہاتھی کا چمڑا بھی پاک ہے۔''

اس کے ثبوت میں بھی مجیب صاحب نے وہی دلائل بیان کئے ہیں جو کتے کے چمڑے کی پاکیزگی میں بیان کئے تھے۔ اور ان کا جواب بھی وہی ہے جو ساتویں مسئلے میں گذرا ہے۔

حنفی دوستو! ہاتھی اور کتا ہی نہیں بلکہ حنفی مذہب میں تو سوائے سور کی کھال کے اور

سب چمڑوں کو دباغت کے بعد پاک بتایا گیا ہے۔ اس بنا پر شاید نیولے‘ چوہے‘ سانپ‘ چھچھوندر وغیرہ کی کھال کو بھی آپ حضرات پاک ہی مانتے ہوں گے۔ رہی سور کی کھال سو اسے بھی تھوڑی سی ردو کد یونہی سی ہاں نہ کے بعد پاک مان لیا گیا ہے۔ اس کا بیان بھی آگے آتا ہے۔ حنفی مذہب گو اس بات کا قائل ہو کہ اجتہاد اماموں پر ختم ہو گیا۔

لیکن اس مذہب والے موقعہ پر مجتہد بننے سے بھی نہیں چوکتے۔ چنانچہ خود ہمارے مخاطب بھی ہاتھی دانت کے نجس نہ ہونے سے ہاتھی کی کھال کے نجس نہ ہونے کا اجتہاد کرتے ہیں۔ جواباً گذارش ہے کہ اولاً تو روایت میں لفظ عاج ہے جس کے معنی ہاتھی دانت کے سوا اور بھی کئے گئے ہیں۔ دوم یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تیسرے اگر یہ اجتہاد صحیح ہے تو اس کا عکس بھی صحیح ہونا چاہئے۔ یعنی جس کی کھال بعد از دباغت پاک اس کی ہڈی کا استعمال بھی شرعاً جائز تو کتے کی‘ بھیڑیئے کی‘ شیر کی‘ سانپ کی‘ چھچھوندر کی ہڈی بھی پاک ہونی چاہیے اور قابل استعمال ہونی چاہیے۔

کیونکہ حنفی مذہب علاوہ سور کے اور سب کھالوں کو بعد از دباغت پاک تسلیم کر چکا ہے۔ تو ان تمام درندوں کی ہڈیاں بھی پاک صاف اور کام میں لانے کے قابل۔ حنفی دوستو! سنتے ہو تمہارے مولوی صاحبان اور تمہارے فقہائے کرام آج تمہارے مذہب کا برہنہ فوٹو نہایت آزادی سے تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ ان تمام درندوں کی ہڈیوں کی مالا گلے میں ڈالو اور ان کی کھالوں کا اوڑھنا بچھونا بناؤ۔ مزہ تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ کہہ سن کر پھر بھی یہ معصوم بے زبان بھولے اور سیدھے سادے مولوی صاحبان یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ یہ مسائل خلاف تہذیب نہیں۔

کتے کی ہڈیوں کی مالا گلے میں‘ اس کی کھال کا کرتا جسم پر‘ اس کی کھوپڑی کا ٹوپ سر پر‘ اس کے چمڑے کی جوتی پاؤں میں‘ جانماز بھی کتے کے قالب کا‘ ڈول بھی اسی کے چمڑے کا‘ جیبوں میں کتے کا گوشت‘ بغل میں کتے کا پلا‘ کندھے پر بڑا کتا غرض اس انوکھی ہیئت سے نماز پڑھنے کو حنفی مذہب جائز بتلاتا ہے۔ ہدایہ مجتبائی میں ہے۔

وان کان اقل الخ۔ (هدایه مجتبائی جلد اول صفحه ٧٦)

یعنی ''چوتھائی سے کم پنڈلی کھلی ہو تو بھی عورت کی نماز ہو جائے گی۔''

اس طرح ران بھی اگر چوتھائی سے کم کھلی ہوئی ہو تو نماز ہو جائے گی۔ اسی طرح پیٹ اور سر بھی اگر اتنا کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی صفحہ ٧٨۔ اور لکھتے ہیں:

والعورۃ الغلیظۃ۔

یعنی ''عورت مرد کی شرمگاہ قبل و دبر بھی اگر پاؤ سے کم ننگی ہو تو نماز ہو جائے گی۔''

برادران جس مذہب میں نماز جیسی اعلیٰ عبادت کا یہ حشر ہوا ہو۔ سمجھ لیجئے اس میں اور عبادتوں کی کیا گت بنی ہو گی؟ مجھے یہ عبارت لکھتے ہوئے کلیجہ میں ٹیسیں اٹھ رہی ہیں۔ دل دھڑک رہا ہے۔ طبیعت بے قابو ہے' دو وجہ سے ایک تو یہ کہ جب یہ باتیں غیر مذہب لوگوں کے کان میں پڑیں گی تو وہ کیا کہیں گے؟ اور حنفیت کی نسبت ان کا ریمارک کیسا ہو گا؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ عوام الناس یہ مسائل سن کر ہی دامن جھاڑ کر الگ ہو جائیں گے اور صاف کہہ دیں گے کہ نعوذ باللہ ہمارے ہاں یہ مسائل نہیں۔ یہ ہم پر تہمتیں ہیں ہم ان مسائل کو نہیں مانتے۔ یہ صرف تعصب کی وجہ سے ہمارے مذہب کو بدنام کرنے کے لئے ہم پر چپکائے گئے ہیں۔ خیر اول وجہ کا تو ہمارے پاس صاف جواب ہے جن کتابوں کے یہ مسائل ہیں وہ اسلامی کتابیں نہیں۔ ہم ان مجموعوں کو نہ اللہ کی طرف سے مانیں' نہ نبی کی طرف سے۔ ان کے لکھنے والے ہم جیسے ہی امتی انسان تھے۔ لہٰذا ان کی باتیں ہم پر حجت نہیں' نہ ہم ان کتابوں کو قابل اعتبار مانیں نہ مستند اور بالکل صحیح جانیں۔

لیکن حنفی بھائیو! ذرا بتلاؤ تو آپ کیا جواب دیں گے؟ دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ میری نسبت کوئی بدظنی آپ نہ کریں' میں تو آپ کی کتابوں سے نقل کر کے صفحات سمیت حوالہ دیتا ہوں۔ خود آپ کے مولوی صاحبان بھی مانتے ہیں پھر آپ مجھ پر الزام کیوں رکھیں؟ اب جو چند باتیں میں نے کہی ہیں ان کی دلیلیں بھی سنیے اور آپ کی بہترین اور سنئے مدہ تر اور معتبر کتابوں سے حنفی مذہب کی معتبر کتاب عالمگیری مصری میں ہے:

لو صلی وفی عنقه قلادة فیها سن کلب او ذئب تجوز صلوته۔
(عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ٦٥)
یعنی "اگر کسی شخص نے نماز پڑھی اس حال میں کہ اس کی گردن میں وہ ہار تھا جس میں کتے کے یا بھیڑیے کے دانت تھے تو اس کی نماز جائز ہے۔"
ردالمختار مصری میں ہے
ان الحیته والفارة ...... لو صلی بلحمه مذبوحا تجوز۔ (ردالمختار مصری جلد اول صفحہ ١٥٠)
یعنی "اگر کوئی شخص سانپ اور چوہے کو ذبح کر کے پھر ان کے گوشت کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو جائز ہے نماز ہو جائے گی۔"
حالانکہ حدیث میں حلال جانور ذبح کئے ہوئے کا گوشت مسجد میں لانا بھی منع ہے۔ طحطاوی مصری جلد اول صفحہ ٩٦ میں ہے کہ ان کھالوں سے کتابوں کے غلاف بنانے بھی جائز ہیں۔ کتے کی کھال اور اللہ کے کلام کی جلد توبہ توبہ اور باقی حوالے بھی آ رہے ہیں۔
مسئلہ نمبر ٩:
درمختار مصری میں ہے
طهر بذکوة۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ١٥٠)
یعنی "(کتا ہاتھی وغیرہ درندے اور حرام جانور) کی کھال ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔"
حنفی مولوی صاحب جو ہمارے رسالے در محمدی کا جواب لکھنے بیٹھے تھے وہ اب تک تو خیر کچھ نہ کچھ سیاہ سفید کرتے رہے۔ لیکن یہاں آ کر تو آنکھیں بند کر کے دامن بچا کر صاف نکل گئے۔ حنفی مذہب کے اس مسئلہ کو مان تو لیا لیکن دلیل میں کچھ بولے ہی نہیں۔ بلکہ کتے وغیرہ کی کھال کو پاک کرنے کے لئے دلائل کی جو عمارت چنی تھی وہ بھی چھت سے لے کر پائے تک کھود ڈالی یعنی اس سے آپ نے یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ یہ سب کھالیں

دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہیں؟ کیوں صاحب یہ دباغت سے پہلے محض چھری پھیر لینے سے پاک ہو جانے کا فتویٰ کیسے دے دیا؟ اب تو مطلب صاف ہے کہ چھری لو' کتے کے گلے پر پھیرو' کھال اتارلو' پھر خواہ اس کا لباس بناؤ خواہ اوڑھنا بچھونا بناؤ۔ خواہ ڈول اور جائے نماز بناؤ' خواہ دسترخوان اور توشہ دان بناؤ۔ خواہ کلام اللہ کی جلدیں بندھواؤ' سب پاک طیب' سب حلال دست۔ بلکہ درمختار کے اسی صفحہ میں ہے:

الفتوی علی طهارته۔ (درمختار مصری جلد اول صفحه ۱۵۰)

یعنی ''فیض میں ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ حرام جانوروں کا گوشت بھی جب ان پر چھری پھیر لی جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔''

بلکہ آگے چل کر لکھتے ہیں **قیل نعم** ...... **اظهر** ملاحظہ صفحہ ۱۵۱ یعنی اگر کوئی پارسی ہندو وغیرہ بھی بغیر بسم اللہ پڑھے چھری پھیر دے تو بھی ان حرام جانوروں کتے وغیرہ کی کھال حنفی مذہب کے ظاہر اور صحیح قول کے مطابق پاک ہو جاتی ہے۔ فیہ مجتبی اور بحر میں بھی یہی ہے۔ یہاں تک بھی خیریت تھی کہ کھال ہی پر پاکیزگی رہ جاتی لیکن نہیں سنیے عالمگیری شریف مصری میں ہے۔

وما طهر جلد بالدباغ طهر جلده بالذكوة و كذلك جميع اجزائه تطهر بالذكوة۔ (عالمگیری شریف مصری جلد اول صفحه ۲۵)

یعنی ''جن جن جانوروں کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے ان کی کھالیں ذبح کر لینے سے بھی پاک ہو جاتی ہیں اور نہ صرف کھال بلکہ اس کے بدن کے تمام اجزاء بھی پاک ہو جاتے ہیں۔''

یعنی ایک کتے پر اگر چھری پھیر دی جائے تو اس کی ہڈیاں' کھال' ناخن' بال' دانت' آنت' گوشت پوست غرض تمام اجزاء بدن سب کے سب پاک صاف طیب طاہر ہیں۔ س طرح بھیڑیئے' شیر چیتے' گیدڑ وغیرہ کے بھی۔ ہار بناؤ' جانماز بناؤ' تانت بناؤ' تو بڑا اؤ' مشک بناؤ' مشکیزہ بناؤ' پکھال بناؤ سب کے لئے حلال۔ شرط صرف یہ ہے کہ بنانے

والا حنفی ہو۔

ناظرین خدالگتی کہنا میں نے جو مسئلہ نمبر ۸ میں لکھا تھا اس میں کوئی مبالغہ تو نہ تھا؟ دیکھئے کھلے الفاظ میں حرام جانوروں کے جسم کی تمام چیزوں کو جب کہ ان پر چھری پھیر لی جائے۔ پاک مان لیا گیا اور عالمگیری کوئی معمولی کتاب تو نہیں۔ وہ تو جناب عالی پانچ سو فقہا کی عرق ریزی کا نتیجہ اور دماغ سوزی کا مربہ ہے۔ جس پر بادشاہ عالمگیر کا دو لاکھ سے اوپر اوپر روپیہ صرف ان علماء کی تنخواہوں پر صرف ہوا ہے۔ اور سنیے حنفی مذہب کی معتبر کتاب مراقی الفلاح مصری میں ہے:

کالمیته اذا صارت ملحا والقذرة ترابا اور مادًا۔ (مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۹۲)

یعنی ''مردہ جانور اگر نمک بن گیا اور پاخانہ اگر مٹی یا راکھ ہو گیا تو مردار جانور اور یہ پلیدی اور گندگی سب پاک ہے۔''

کہو حنفی دوستو! اب تک یہ مسائل آپ کو گھناؤنے تو نہیں معلوم ہوتے! کیا آج کے بعد بھی حنفی کہلوانا پسند ہی کرتے رہو گے؟ اے حنفی مذہب کے علمبردار عالمو! آج تمہیں کھلے الفاظ میں اپنے مذہب کی کتابوں کے یہ فیصلے پڑھ کر بھی شرم نہیں آتی۔ یہ راز طشت از بام ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی آپ کو خیال نہیں آتا کہ اب تو عہد عتیق کی ان کتابوں کی تجدید و تبدیل کر لیں۔ حنفی مذہب مولویو! کیا کوئی ضعیف حدیث بھی اس امر پر پیش کر سکتے ہو کہ صرف چھری پھیر لینے سے کتے کی کھال، ہڈی، بھیجا، بال، ناخن، دانت وغیرہ سب پاک ہو گئے۔ سنو حدیث شریف میں ہے:

لا ینتفعوا من المیته باھاب۔

یعنی ''مردار کے چمڑے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔''

خود آپ کے فقہاء نے بھی اس حدیث کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ حلال جانوروں کی کھالوں سے بھی جب وہ اپنی موت آپ مر گئے ہوں دباغت سے پہلے فائدہ اٹھانا جائز

نہیں۔ پھر حرام جانوروں کے چمڑے ہی نہیں بلکہ ان کی تمام چیزون سے فائدہ اٹھانا جائز کیسے ہو گیا۔ کوئی ملا صاحب یہ نہ کہہ دیں کہ ہمارے فقہائے کرام نے پاک بتلایا ہے۔ لیکن استعمال جائز نہیں۔ کیوں کہ آپ کے مذہب کی کتاب شامی شریف میں ہے:

معنى طهر جاز استعماله۔ (شامی شریف جلد اول صفحہ ۱۵۰)

یعنی ''پاک ہونے کے معنی ہی یہ ہیں کہ استعمال جائز ہے۔''

مسلم بھائیو سنو! قرآن پاک نے تو تمام خبیث چیزیں حرام اور نجس قرار دی تھیں۔ **يحرم عليهم الخبائث** کہہ دیا تھا پھر تم کیوں الٹ پلٹ کرنے بیٹھ گئے؟ یونہی کیا اسلام کو بدنام کرنے والے کم ہیں جو آپ نے ان میں اضافہ کرنا چاہا۔

مسئلہ نمبر ۱۰:

ليس الكلب بنجس العين عند الامام۔ (درمختار جلد اول صفحہ ۱۵۲)

یعنی ''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کتا نجس العین نہیں یعنی وہ خود سارا کا سارا ناپاک نہیں۔''

اس کی دلیل حنفی مولوی صاحب نے یہ دی ہے کہ سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ اور سیدنا امام مالک رحمہ اللہ بھی اسے نجس نہیں کہتے۔ میں کہتا ہوں بالفرض اگر یہ دونوں بزرگ بھی اس طرف ہوں تو آپ کو فائدہ نہیں اور ہمیں کوئی نقصان نہیں۔ ہم پر جس طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول محض حجت شرعی نہیں اس طرح ان دونوں بزرگوں کا بھی اور پھر میں کہتا ہوں کہ ان بزرگوں پر آپ محض تہمت باندھ رہے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری شریف کی تبویت میں ہرگز ہرگز کتے کو پاک نہیں کہا۔ بلکہ باب میں حدیث لائے ہیں کہ کتے کے جوٹھے برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے۔

رہا امام المحدثین کا اپنی صحیح میں قول زہری وارد کرنا اگر اس سے کسی کو شبہ ہوا ہو تو میں کہوں گا کہ یہ قول بھی کتے کی پاکیزگی پر دلالت نہیں کرتا۔ اس میں یہ قید موجود ہے کہ اور

پانی نہ ہوتو اس پانی سے وضو کرے جسے کتے نے جھوٹا کیا ہے۔پس یہ قید خود ہی بتلا رہی ہے کہ وہ پاک نہیں ورنہ اس قید کی خلاف حضرت سفیان رحمہ اللہ کا تیمّم کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ پھر حدیث لاکر صاف کر دیا کہ جب کتے کے جھوٹے برتن کو بھی سات دفعہ دھونے کا حکم ہے تو پھر اس کے اندر کا پانی کیسے پاک رہ گیا؟ اور جب اس کا جھوٹا ناپاک تو وہ خود کیسے پاک ہو گیا؟ پھر کس قدر جرات ہے کہ اپنے مذہب کے ایک خوفناک' ذلیل' مکروہ اور گندے مسئلہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ایک اتنی بڑی جلیل الشان ہستی کا نام بھی لے دیا۔ اسی طرح حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا نام جو آپ نے لکھا ہے اور فتح الباری کا حوالہ دیا ہے افسوس اس فتح الباری سے آپ نے یہ نقل نہ فرمایا:

وعن مالك روايته بانه نجس۔

یعنی "سیدنا امام مالک رحمہ اللہ سے کتے کے نجس ہونے کی روایت مروی ہے۔"

علاوہ ازیں شاید جناب نے اس پر بھی غور نہیں فرمایا کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں کتے کے نجس نہ ہونے کا قول تو مالکیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور نجس ہونے کی روایت امام مالک سے مروی بتلائی ہے اور مالکیوں کا مذہب الگ چیز ہے اور قول مالک رحمہ اللہ الگ چیز ہے۔ ہاں البتہ امام ابوحنیفہ کتے کے پاک ہونے کے یا کم از کم یوں کہہ لیجئے کہ نجس العین نہ ہونے کے قائل ضرور ہیں۔ چنانچہ عالمگیری مصری میں ہے۔

والصحيح ان الكلب ليس بنجس العين ۔

یعنی "صحیح بات حنفی مذہب میں یہی ہے کہ کتا نجس العین نہیں۔"

اب جناب کتے کے نجس ہونے کی صاف دلیل سنیے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے ایک گھر میں دعوت کی گئی۔ آپ نے قبول فرمائی۔ دوسرے گھر میں دعوت کی گئی۔ آپ نے انکار کر دیا لوگوں نے پوچھا حضور ﷺ یہ کیوں؟ فرمایا ان کے گھر میں کتا ہے۔ لوگوں نے کہا حضرت جس گھر کی دعوت آپ نے قبول فرمالی ہے وہاں بھی تو بلی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نجس نہیں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ کتا نجس ہے۔ دیکھو حاشیہ ہدایہ علاوہ

ازیں منتخب کنز العمال مصری صفحہ ۱۳۲ جزء اول میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ثمن الکلب خبیث وھوا خبث منه۔

یعنی ”کتے کی قیمت نجس ہے اور وہ خود اس سے بھی زیادہ نجس ہے۔“

یہ دونوں حدیثیں کتے کی نجاست کی صاف دلیلیں ہیں۔ مگر باوجود اس کے حنفی مذہب کتے کو نجس نہیں مانتا۔ طحطاوی مصری میں ہے:

انه طاھر العین۔ (طحطاوی جلد اول مصری صفحه ۱۹)

یعنی ”ٹھیک بات یہی ہے کہ کتا طاہر العین ہے یعنی خود پاک ہے۔“

مراقی الفلاح مصری میں ہے:

انه غیر نجس العین۔ (مراقی الفلاخ مصری جلد اول صفحه ۱۵۲)

یعنی ”وہ نجس العین نہیں۔“

اور درمختار مصری میں ہے:

وعلیه الفتوی۔ (درمختار مصری جلد اول صفحه ۱۵۲)

یعنی ”فتویٰ اس پر ہے کہ کتا نجس العین نہیں۔“

اور درالمختار کے اسی صفحہ میں ہے:

ھو کغیرہ من الحیوانات۔ (درمختار مصری جلد اول صفحه ۱۵۲)

یعنی ”کتا بھی مثل اور چوپائے جانوروں کے ہے۔“

مسئلہ نمبر ۱۱:

درمختار مصری میں ہے:

ودلوا۔ (درمختار مصری جلد اول صفحه ۱۵۳)

یعنی ”کتے کی کھال کا ڈول بنانا بھی جائز ہے۔“

ان دونوں کے جواب میں حنفی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ جب کھال بعد دباعت پاک ہو جاتی ہے تو اس کی جانماز یا ڈول بنانے میں کیا مضائقہ؟ اے جناب ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حنفی مذہب میں کتے کی کھال کا ڈول بنانا' کتے کی کھال کی جانماز بنانی' اس میں پانی بھر کر اس سے وضو کر کے اس کی کھال کو بچھا کر اوڑھ کر نماز پڑھنا بے شک جائز ہے۔ بلکہ بیچنا' اجرت پر دینا لینا' قیمت لینا' اسے اٹھائے ہوئے نماز پڑھنا' اس کی ہڈیوں کی مالا پہننا' اس کے دانت اور ناخن کے ہار بنا کر گلے میں حمائل کرنا' اس کا گوشت جیب میں ڈال کر نماز پڑھنا غرض اس کے تمام اجزاء محض چھری پھیر لینے کے بعد پاک ٹھہرے یہ تو ہے حنفی مذہب۔

البتہ یہ مذہب اہلحدیث کا ہے کہ کتا بالکل ناپاک خواہ چھری پھیر و خواہ دباغت دو وہ ناپاک ہی ناپاک ہے بلکہ کتا تو اتنا ناپاک ہے کہ حدیث میں ہے کہ اس کا چاٹا ہوا برتن ایک مرتبہ نہیں جب تک سات مرتبہ نہ دھوئے تب تک پاک نہیں ہوتا۔ اب برادران احناف خود فیصلہ کر لیں کہ انہیں وہ مذہب پسند ہے یا یہ؟ حنفی مذہب کی کتاب مراقی الفلاح المصری میں ہے:

فتجوزا الصلوۃ فیه وعلیه والوضوء منه۔ (مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۹۶)

یعنی "کتے کی دباغت دی ہوئی کھال کی جانماز بنا کر کتے کی کھال کے ڈول میں پانی لے کر اس سے وضو کر کے نماز پڑھنی جائز ہے۔"

درمختار مصری میں ہے:

فیباع ویوجر ویضمن۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۳)

یعنی "کتے کی تجارت کرنا' اسے اجرت پر دینا اور اس سے تاوان لینا وغیرہ سب جائز ہے۔"

گویا حنفی مذہب میں کتا مثل بکری کے ہے۔ کتے کے پلے کو بغل میں دبا کر بڑے

کتے کو سر پر اٹھا کر نماز پڑھنی بھی اسی کتاب کے صفحہ میں جائز لکھی ہے۔ بلکہ اسی کتاب درمختار میں ہے:

وان ینز کلب فرق عنز۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)

یعنی ''کتے نے بکری سے جفتی کی' جس سے بچہ ہوا اور اس کا سر کتے جیسا ہے اگر وہ بچہ گھاس کھالے تو حلال ہے سر کو نہ کھائیں دھڑ کھالیں۔ اس صورت میں کہ سر اس کا کتے جیسا ہو۔''

اور فتاویٰ قاضی خان برحاشیہ عالمگیری میں ہے:

اذا صلی علی جلد کلب و ذئب قد ذبح جازت صلوته۔ (فتاوی قاضی خان برحاشیہ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۰)

یعنی ''کتے اور بھیڑیے کی کھالوں پر جب کسی نے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز جائز ہے جبکہ انہیں ذبح کر دیا گیا ہو۔''

بلکہ پہلے حنفی مذہب کے فتاویٰ گذر چکے ہیں کہ یہی حکم ہر ایک درندے کی کھال کا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳:

درمختار مصری میں ہے:

ولوا خرج حیا و لم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البیر۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۳)

یعنی ''اگر کنویں میں کتا گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا اور اس کا منہ پانی کو نہیں لگا تو کنویں کا پانی نہیں بگڑتا۔''

اس کے جواب میں حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب اس کی دبر پر نجاست نہ لگی ہو۔ میں کہتا ہوں درمختار میں یہ قید نہیں۔ اور آپ نجاست کو اتنا برا کیوں مانتے ہیں۔ سنیے اسی کتاب کی شرح ردالمختار کے اسی صفحہ میں ہے۔

وقع علی راسه حمام نجس جازت صلوته۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۳)

یعنی ''نمازی کے سر پر حالت نماز میں نجاست میں لتھڑا ہوا کبوتر آ بیٹھا تو اس کی نماز جائز ہے۔''

بلکہ یہ بھی ہے کہ اس طرح اگر کوئی نجس کپڑوں والا بچہ گود میں بیٹھ جائے جب بھی نماز ہو جائے گی۔ اپنے اہلحدیث کو جو پانی کے مسئلہ میں الزام دیا ہے۔ اس کی نسبت گذارش ہے کہ اہلحدیث کے مذہب میں صحیح حدیثوں کے مطابق جو پانی رنگ یا مزہ یا بو بدلنے سے پہلے ناپاک نہیں ہوتا وہ وہ پانی ہے جو کم از کم قلتین ہو۔ اور جناب کے ہاں اس کی کوئی قید نہیں اگر زمین کے کسی گڑھے میں یونہی تھوڑا سا پانی ہو اور ایک کتا منہ اونچا کئے ہوئے لوٹ پوٹ ہو رہا ہو' دل کے غسل کر رہا ہو تو آپ تو اپنے حنفی مذہب کے مطابق اس میں سے پانی پی لیں گے' اس پانی سے ہنڈیا پکا لیں گے' کپڑے دھو لیں گے لیکن ہم اہلحدیث ایسا نہیں کر سکتے' پس ان حدیثوں سے اور اہلحدیث کے مذہب سے آپ کو کیا سروکار؟ آپ کے مذہب کی اعلیٰ کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۲۲ میں ہے **یصل فمه الماء لا ینجس** یعنی کتا گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا اور اس کا منہ پانی تک نہیں پہنچا تو اس گڑھے کا پانی نجس نہیں' یہ تو ہوا حنفیوں کے پینے کے پانی کا حکم' اب کھانے کی کیفیت سنیے' فتاویٰ قاضی خاں مصری جلد اول صفحہ ۲۸ میں ہے:

بعر الفارة اذا وقع فی حنطته وطحنت الحنطت لا باس یاکل الدقیق۔

یعنی ''گیہوں میں چوہے کی مینگنیاں جب پڑ جائیں اور پھر گیہوں پیس لئے جائیں تو اس آٹے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔''

یہ ہوئی حنفیوں کی کھانے کی روٹی' اب سالن کی کیفیت ملاحظہ ہو' اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ میں ہے' امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ گوشت شراب میں پکایا گیا پھر اسے پاک پانی

میں تین مرتبہ جوش دے لیا گیا تو پاک صاف ہو جائے گا۔

اللحم اذا اطبخ بالخمر...... يغلى اللحم فى الماء الطاهر ثلاثا فيطهر۔

''پس کتے والا پانی پینے کو' مینگنیوں والی روٹی کھانے کو اور شراب والا گوشت سالن کو۔''

اور سنیے منیۃ المصلی صفحہ ۹۰ میں ہے۔ الکلب اذا اکل یعنی انگور کے ایک خوشے میں سے کچھ کتے نے کھالیا' باقی جو بچ رہے اس پر جہاں جہاں اس کا منہ لگ گیا ہے تین دفعہ پانی سے دھوڈالے پھر کھالے' سنیے یہ کھانے پینے کے بعد فروٹ مل رہا ہے۔ جناب مولوی صاحب نے اس نمبر ۱۳ کے مسئلہ میں بھی کچھ اور نام گنوا دیئے ہیں اس کا جواب تو بارہا ہو چکا کہ ہم پر امتیوں کے اقوال حجت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۴:

درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۳ میں ہے ولا الثوب بانتفاضه یعنی بھیگے ہوئے کتے نے اگر پھریری لی اور اس کی چھینٹیں کپڑوں پر آئیں تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک کتا کیچڑ پانی میں بیٹھا ہوا تھا وہ اٹھا اس کا بدن لت پت ہو رہا ہے' اس نے جھرجھری لی۔ پاس ہی ایک حنفی شخص کھڑا ہوا تھا' اس کے بدن پر اور اس کے کپڑوں پر وہ چھینٹیں پڑیں' وہ انہیں کپڑوں اور اسی بدن سے بے نہائے اور بے دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے اور پڑھا بھی سکتا ہے بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زندہ کتے کے بال اور اس کی کھال یعنی بدن بھی پاک ہے' اس مسئلہ کو بھی ہمارے دوستوں نے تسلیم کیا ہے' خود تو کوئی دلیل نہیں دی' ہاں ہم سے اس کے خلاف دلیل مانگ رہے ہیں۔

سنیے جناب! بھیگے ہوئے کتے نے جب جھرجھری لی اور بدن جھاڑا تو اس کے بدن کی' اس کے منہ کی' اس کی دبر کی' ناک کی' غرض کے سارے بدن کی چھینٹیں آئیں گی اور اس کے ناپاک ہونے میں شک ہی کیا ہے؟ رہا حنفی مذہب تو اسے ان چھینٹوں کی کیا پرواہ

ہوگی جبکہ وہاں مسئلہ ہے کہ اگر نجاست خفیفہ سے کپڑا یا بدن چوتھائی سے کم آلودہ ہو گیا ہو تو نماز پڑھ لینی جائز ہے:

بول الخفاش و خرئوه لا يفسد الماء والثوب۔ (مراقی مصری جلد اول صفحہ ۹۰ عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ۲۴)

یعنی ''چمگادڑ کی بیٹ اس کا پیشاب پانی میں پڑے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا کپڑوں پر پڑے تو کپڑے بھی پاک ہی ہیں۔''

ناظرین کرام! ایک ستم ظریفی اور سنیے کہ کتے کی چھینٹیں چمگادڑ کا پیشاب وغیرہ تو کپڑے کو ناپاک نہ کرے لیکن اللہ کی راہ میں جو اولیاء اللہ شہید ہو جائیں ان کے خون کی چھینٹیں اگر کسی کے کپڑے پر پڑ جائیں تو وہ کپڑا بالکل ناپاک ہو گیا' چنانچہ:

ان اصاب دم الشهيد ثوب انسان افسده۔ (فتاویٰ قاضی خاں جلد اول بر حاشیہ عالمگیری مصری صفحہ ۲۱ میں ہے)

یعنی ''شہید کا خون کسی انسان کے کپڑے پر لگ گیا تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔''

کتے کی چھینٹیں پاک اور خون شہداء کے قطرے ناپاک؟ اسی قاضی خاں کے اسی صفحہ میں ہے۔ **اذا نام الكلب على حصير المسجد الخ** یعنی تر جسم والا پانی میں بھیگا ہوا کتا مسجد کی چٹائی یا بوریہ پر آ سویا اگر ناپاکی کا اثر بوریئے یا چٹائی پر نہ پایا جائے تو وہ بھی نجس وناپاک نہیں' اوراس پر بھی تعجب نہ کیجئے۔ درمختار مصری اول صفحہ ۱۴۳:

لا لو وقع فيه فمات۔

یعنی ''کسی بڑے حوض میں اگر کوئی کتا گر پڑے اور مر جائے تو بھی اس حوض کا پانی ناپاک نہیں۔''

جبکہ اوپر سے جما ہوا ہو' بلکہ ہدایہ یوسفی جلد اول صفحہ ۷۱ میں لکھا ہے۔

قدر الدرهم الخ یعنی انسان کا پیشاب گدھے کا پیشاب وغیرہ اگر ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر وزن میں ایک مثقال کپڑے پر یا بدن پر لگا ہوا ہو یا پاخانہ اتنا لگا ہوا ہو تو بھی نماز

ہو جائے گی اور صفحہ ۲۷ میں ہے کہ حرام پرندوں کی بیٹ اس سے زیادہ لگی ہوئی ہو تو بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۱۵:

ولا بعضه مالم یر ریقه۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۳)

یعنی ”کتے نے اگر کپڑے پر کاٹا جب تک اس کا تھوک نہ دیکھا جائے وہ بھی پاک ہے۔“

اسے بھی معترض صاحب مانتے ہیں، دلیل کچھ نہیں دیتے، صرف ایک نام اور لکھ دیتے ہیں کہ فلاں نے بھی یہی لکھا ہے، میں کہتا ہوں ہمارے نزدیک اگر اس فلاں کی بات حجت ہوتی تو صاحب درمختار کی بات بھی حجت ہوتی، اے جناب صرف اللہ کے بندوں اور صرف رسول ﷺ کے تابعداروں سے آپ قیامت تک یہ امید نہ رکھئے کہ فلاں اور فلاں کی بات کو بھی دین مذہب میں داخل کرلیں گے اور آپ کے مذہب میں کتے کا کاٹا تو کہاں؟ سنیے:

وعفی رشاش بول الخ۔

یعنی ”پیشاب کے باریک چھینٹے کپڑے یا بدن پر خواہ کتنے ہی پڑے ہوں۔“

یہاں تک کہ کپڑا یا بدن بھر گیا ہو لیکن پھر بھی کوئی حرج نہیں کپڑا بھی پاک بدن بھی پاک۔ (مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۹۰)

لو رعف فکتب الفاتحته بالدم علی جبهته وانفه جاز للاستشفا۔

(شافی جلد اول صفحہ ۱۵٤)

یعنی ”اگر کسی کی نکسیر پھوٹتی ہو تو اسے بطور علاج کے سورہ فاتحہ (الحمد شریف) کو اپنی پیشانی پر اور ناک پر خون سے لکھنا جائز ہے۔“

اور اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

وبالبول ایضا۔

یعنی ”پیشاب سے لکھنا بھی جائز ہے۔“

حنفی دوستو! کیا اب بھی حنفی مذہب ہی رہو گے جو مذہب قرآن شریف کا خون سے اور پیشاپ سے لکھنا بھی جائز بتلائے' میں پھر ایک مرتبہ آپ سے صدق دل سے کہتا ہوں اورللہ ان مختلف ہستیوں کے ہاتھ سے اپنی نکیل چھڑالواور قرآن حدیث کے پاک صاف اور یکطرفہ سچے اور اچھے پاک اور طیب فرمان کے سامنے جھک جاؤ۔

راضیاً کان او غضبان۔ (فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اول ۴۹)

یعنی ”کتا خواہ خوشی خوشی کاٹے تو اور خواہ غصے سے کاٹے جب بھی۔“

اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی تھوک کا نشان بالکل صاف نظر نہ آئے۔

مسئلہ نمبر ۱۶:

ولا صلوة حامله ولو کبیرًا۔ (درمختار مصری جلد اول ۱۵۳)

یعنی ”اگر بڑے کتے کو بھی اٹھا کر لئے ہوئے نماز پڑھے تو بھی نماز فاسد نہیں ہو گی۔“

معترض صاحب نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو لئے ہوئے نماز پڑھی ہے' سمجھدار حنفی بھائیو! آپ کے زندہ ضمیر سے اپیل ہے۔ للہ انصاف کرو کہاں حضور ﷺ کا اپنی نواسی رضی اللہ عنہا کا اٹھانا اور کہاں ان حنفیوں کا کتے کو اٹھانا؟ یہ ہے بیجا حمایت مذہبی کا مظاہرہ کہ رسول اللہ کی نواسی پر کتے کا قیاس کیا جاتا بلکہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۴ میں لکھا ہے:

ولو استنطف کلبًا۔ (شرح درمختار مسمی به ردالمختار)

یعنی ”کتے کے چمکارنے سے بھی نماز نہیں بگڑتی۔“

شرح درمختار مسمی بہ ردالمختار کے اسی صفحہ میں ہے کہ کتے کے پلے کو آستین میں لے کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی حالانکہ کتے کی ناپاکی حدیث سے صاف ظاہر ہے اور ہم

پہلے اس کی دلیلیں نمبر ۱۰ میں بیان کر آئے ہیں اور اسی صفحہ میں لکھا ہے۔

او ساق حمارا۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۳)
یعنی ''نمازی اپنی نماز کے حال میں گدھے کو ہانکے اور چلائے تو بھی اس کی نماز خراب نہیں ہوتی۔''

برادران میں یہاں آپ کی توجہ ایک اور امر کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں کیا عجب کہ پروردگار عالم کسی میرے بھائی کو اس سے ہدایت دے دے یہ تو آپ نے سن ہی لیا ہے کہ حنفی مذہب میں کتے کو اٹھا کر کسی نے نماز پڑھی تو اس کی نماز ہو گئی۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ اسی کتاب میں ہے:

وقراء ته من مصحف۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ٤٦١)
یعنی ''اگر قرآن اٹھا کر اسے دیکھ کر قرات کرے تو نماز فاسد ہو گئی۔''

یہ اچھا انصاف ہے کہ اگر کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو ہو جائے لیکن قرآن اٹھا کر پڑھے تو نہ ہو۔ کتے کو چمکارنے اور گدھے کو ہنکانے سے نماز میں خلل نہ آئے اور قرآن کو دیکھ کر قرات پڑھنے سے نماز باطل ہو جائے۔ منصف دوستو! للہ را انصاف کرو' دیکھو یہ مذہب کا معاملہ ہے۔ یہاں تو اصلاح کر سکتے ہو لیکن وہاں جہنم کی آگ نہیں بجھا سکتے۔ یہاں غیر مقلد وہابی وغیرہ کوئی کہہ دے تو حرج نہیں لیکن اگر وہاں جہنمی بن گئے تو فرمایئے۔ پھر کیا ہوگا۔

ہاں میرے بھائیو! اور سنو آپ کے یہ ملا مولوی چونکہ آپ کو تقلید کی بھول بھلیاں سے نکالنا نہیں چاہتے' اس لئے جو پٹیاں انہوں نے مقلدین کی آنکھوں پر چڑھا رکھی ہیں انہیں اتارنا پسند نہیں کرتے۔ اپنی کساد بازاری کے خوف سے اس تقلیدی جھنجھٹ میں ہی آپ کا رہنا پسند کرتے ہیں اور اسی لئے باوجود جاننے کے محض ابلہ فریبی اور دھوکہ وہی سے کام لیتے ہیں۔ حضرت امامہ کے اٹھانے کی حدیث وارد کر کے کتے کے اٹھانے کے جواز کی دلیل تو آپ کے سامنے رکھ دی مگر کیا مجال کہ خود وہ بھی اس حدیث کو مان لیں۔ حنفی

مذہب تو اسے مکروہ بتلاتا ہے اسی کتاب میں ہے:

وحمل الطفل۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۴۸۳)

یعنی ’’بچے کو اٹھا کر اسے گود میں لے کر نماز پڑھنی مکروہ ہے۔‘‘

بھائیو! غور کرو اور دیکھو کہ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ انسان کے بچے کو لے کر نماز پڑھے تو مکروہ لیکن کتے کے پلے کو لے کر نماز پڑھے تو جائز' قرآن اٹھا کر نماز پڑھنی تو ناجائز لیکن کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنی نماز پڑھانی جائز' معترض صاحب نے ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ یہ جواز اس وقت ہے جب کہ کتے کا منہ بندھا ہوا ہو۔ میں کہتا ہوں یہ بھی مولوی صاحب کی غلطی ہے۔ اس کتاب کی شرح شامی کے اسی صفحہ میں ہے:

والا شبه اطلاق الجواز۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۴۸۳)

یعنی ’’منہ باندھنے کی قید ٹھیک نہیں۔‘‘

مزید لطف کی بات سنیے:

ولا تبطل صلوته بنظره الى فرج المطلقته۔ (مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۲۰۰)

یعنی ’’نمازی اگر حالت نماز میں عورت کی شرمگاہ کو شہوت کی نظر سے دیکھے تو بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔‘‘

اور اس کتاب کے صفحہ ۱۹۶ میں ہے کہ اگر قرآن دیکھے اور جو یاد نہ ہو اسے نماز میں پڑھے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ سن لیا جناب نے کہ شرمگاہ دیکھ کر شہوتی ہونے سے نماز باطل نہ ہوئی اور قرآن دیکھ کر پڑھنے سے نماز باطل ہو گئی۔ اور عالمگیری میں ہے:

لو نظر فی کتاب من الفقه فی صلوته وفهم لا تفسد صلوته بالا جماع۔ (عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۶)

یعنی ’’اگر نماز پڑھتے ہوئے فقہ کی کسی کتاب کو دیکھا اور سمجھا بھی تو تمام حنفی مذاہب فقہا کا اجماع ہے کہ نماز فاسد نہ ہو گی۔‘‘

اس اندھیر کو خیال فرمایئے کہ قرآن دیکھا اور پڑھا تو نماز فاسد لیکن فقہ شریف کی کتاب دیکھی پڑھی اور خوب مطلب ومعنی بھی سمجھ لیا تو نماز فاسد نہیں۔ یہ ہیں حنفی مذہب کے مسائل، ساتھ ہی یہ بھی نہ بھولئے کہ ان حضرات کے دل میں قرآن کریم کی کیا قدر ہے اور فقہ کی کیا کچھ عزت ہے؟

مسئلہ نمبر ۱۷:

وطهارة شعره۔ (درمختار مصری جلد اول ۱۵۳)

یعنی ''کتے کے بال حنفی مذہب میں بالاتفاق پاک ہیں۔''

اسے بھی ہمارے مولوی صاحب مانتے ہیں اور بکری کے بالوں پر قیاس کرتے ہیں۔ کتے کو بکری پر قیاس کرنا ایسے مجتہدین اوران کے ہم خیال حضرات کو مبارک ہو۔ کتا بکری جس اندھیر نگری میں یکساں ہوں وہاں کے بسنے والے انسان اللہ جانے کس دل گردے کے ہوں گے؟ ہم پہلے وہ دلائل بیان کر آئے ہیں جو کتے کے ناپاک ہونے کے ہیں۔ جب کتا ناپاک اور نجس ہے تو اس کے بال بھی اس کے اپنے ہیں۔ لیکن حنفی مذہب تو ان بالوں کو سینے سے لگائے رہتا ہے۔ چنانچہ عالمگیری میں ہے:

اذا جعلت التكته من شعر كلب لا باس به۔ (عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ۴۹)

یعنی ''کتے کے بالوں کے بٹن اور گھنڈیاں بنالو تو کوئی حرج نہیں۔''

ناظرین کرام کتے کے بالون کی پاکیزگی کا فتویٰ سن کر آپ چونک نہ پڑیں۔ حنفی مذہب میں تو سور کے بال پاک ہونے کا فتویٰ بھی موجود ہے۔ چنانچہ شامی مصری میں ہے:

انه عند محمد طاهر۔ (شامی مصری جلد اول صفحہ ۱۵۱)

یعنی ''سور کے بال بھی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہیں۔''

اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے:

وعند محمد لا ينجسه۔ (شامی مصری جلد اول صفحہ ۱۹۱)

یعنی ''امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک تھوڑے سے پانی میں بھی اگر سور کے بال پڑ جائیں تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔''

بلکہ اسی صفحہ میں ہے کہ اگر ایک درہم سے کم سور کے بال اپنے ساتھ لے کر نماز پڑھے تو بھی حرج نہیں۔ اور مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۸۹ میں حنفی مذہب کا ایک قول یہ بھی ہے کہ چیل' شکرا باز وغیرہ حرام پرندوں کی بیٹ بھی پاک ہے اور درالمختار کے حاشیہ پر ہے:

فلا خلاف فی طهارة شعره حيا و ميتا۔ (ردمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵۳)

یعنی ''حنفی مذہب میں بالاتفاق کتے کے بال پاک ہی ہیں۔ زندہ کتے کے بھی اور مردہ کتے کے بھی۔''

نمبر ۷ سے نمبر ۱۷ تک ایک نظر دوبارہ ڈال جایئے اور دیکھئے کہ کتے کے پاک کرنے کے لئے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور کیسی کچھ شیفتگی کتے سے ظاہر کی ہے اور اب سنیے۔

مسئلہ نمبر ۱۸:

درمختار مصری میں ہے:

کمار خص الخمر للعطشان۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۱۵٤)

یعنی ''پیاسے آدمی کو رخصت ہے کہ شراب پی لے۔''

یہ مسئلہ ہمارے حنفی مولوی صاحب کو کچھ ناگوار خاطر گذرا اور آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ اضطرار کے وقت ہے اور دلیل اس پر یہ پیش کی ہے کہ لفظ عطشان مبالغہ کے لئے ہے۔ اس کا جواب سنیے اسی کتاب درمختار میں ہے۔

او لخوف عطش۔ (درمختار مصری جلد ۵ صفحہ ۳۱۹)

یعنی ''پیاس کے خوف کی وجہ سے شراب پی لینا جائز ہے۔''

کہیے جناب یہاں لفظ عطشان ہی نہیں جو جناب تاویل کر سکیں۔ یہاں تو صاف طور پر لکھ دیا گیا ہے کہ صرف پیاس کے خوف کے وقت بھی شراب کا پی لینا حنفی مذہب میں جائز ہے۔ اور پیاس پر ہی کیا موقوف ہے۔ سنیے آپ کے مذہب کی کتاب فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

یغلی اللحم فی الماء الطاهر ثلاثا فیطهر۔ (فتاوی قاضی خان مصری جلد اول صفحہ ۲۲)

یعنی ”جو گوشت شراب میں پکایا ہوا سے تین مرتبہ پاک پانی میں جوش دے لیا جائے۔“

تو امام ابو یوسف کے نزدیک جو حنفی مذہب کے قاضی القضاۃ اور امام صاحب کے شاگرد رشید ہیں وہ گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ عالمگیری مصری میں ہے:

الرغیف اذا القی فی الخمر ثم صار الخمر خلا فالصحیح انه طاهر۔ (عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ٤٥)

یعنی ”روٹی شراب میں ڈال دی جائے پھر شراب سرکہ بن جائے تو ہمارا صحیح مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے جب کہ بو نہ ہو۔“

مزید فرمایا:

اذا صب الخمر فی المرقته ثم الخل۔ (عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ٤٦)

یعنی ”شوربے میں شراب ڈالی پھر سرکہ ڈالا اگر وہ مزے میں سرکے کی طرح کھٹا ہو تو پاک صاف طیب وطاہر ہے۔“

اچھا اب سنیے نہ اضطرار ہے نہ پیاس ہے نہ خوف پیاس ہے اور پھر بھی حنفی مذہب شراب پینے کی اجازت دیتا ہے گویا شراب مثل ماں کے دودھ کے ہے۔ ہدایہ مطبوعہ فاروقی میں ہے:

ما یتخذ من الحنطة والعشیر العسل والذرة حلال عند ابی حنیفة ولا یحد شاربه عند وان سکر منه۔ (مطبوعه فاروقی جلد ٤ صفحه کتاب الالشربه صفحه ٤٨٠)

یعنی ''گیہوں کی' جو کی' شہد کی' جوار کی شراب حلال ہے۔اس کے پینے والوں کو حد بھی نہ مارنی چاہیے۔اگر چہ اسے نشہ بھی چڑھا ہو۔''

یہ فرمان خاص حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے:

نبیذ العسل والتین ونبیذ الحنطة والذرة والعشیر حلال عند ابی حنیفه۔ (امام اعظم ابو حنیفه صفحه ٤٨١)

''شہد کی' انجیر کی' گیہوں کی' جوار کی' جو کی شراب حلال ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ کا فتویٰ یہی ہے۔''

اسی صفحہ پر ہے:

وهو حرام عندنا۔

یعنی ''شراب کے جس جام میں نشہ آئے وہی حنفی مذہب میں حرام ہے۔(یعنی جام شراب کے کسی شرابی نے لنڈھائے نشہ نہیں چڑھا تو یہ تو حلال ہے)۔''

البتہ دسواں جام جس سے نشہ چڑھ جائے حرام ہے۔اسی صفحہ میں ہے:

اذا قصد به التقوی۔ (امام اعظم ابو حنیفه صفحه ٤٨١)

یعنی ''انگور کی شراب جس کا شیرہ پکنے میں دوتہائی جل گیا ہو اور ایک تہائی رہ گیا ہو تو وہ شراب بھی پی لینی حلال ہے۔مگر قوت حاصل کرنے کے لئے پئے۔''

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا یہی مذہب ہے:

اذا تخلمت الخمر حلت ...... ولا یکره تخلیلها۔ (امام اعظم ابو حنیفه صفحه ٤٨٣)

یعنی ''شراب کا سرکہ بن جائے تو حلال ہے اور اس کا سرکہ بنانا بھی مکروہ نہیں۔''

سنا آپ نے گیہوں کی' جو کی' شہد کی' جوار کی' انجیر کی' شراب' سرکہ بنی ہوئی شراب' سرکہ میں پڑی ہوئی شراب سب حلال ہیں۔ اور درمختار مصری میں ہے:

نبیذ التمر والذبیب۔ (درمختار مصری جلد ۵ صفحہ ۳۳۲)

یعنی ''ترکھجور کی' خشک کھجور کی' کشمش کی' نبیذ جب کہ کچھ پکا لی جاوے تو اس شراب کا پی لینا بھی حلال ہے۔ مگر لہو ولعب کے طور پر نہ پئے۔''

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں:

الخلیطان من الذبیب والتمر۔ (درمختار مصری جلد ۵ صفحہ ۳۳۲)

یعنی ''کھجور اور کشمش ملی جلی کی شراب بھی اسی طرح حلال ہے۔''

پس یہ بارہ قسم کی شراب ہوئی جو حنفی مذہب میں حلال ہے۔ اور درمختار میں ہے:

والحلال منها اربعته انواع۔

یعنی ''اصطلاح میں شراب کہتے ہیں نشہ والی چیز کو (اس نشہ والی شراب میں سے)۔''

چار قسم کی تو حرام ہے اور چار قسم کی حلال ہے۔ اللہ اکبر کیا ٹھکانا ہے۔ (درمختار مصری جلد ۵ صفحہ ۳۱۸ وصفحہ ۳۶۱)

شراب کو حلال کر کے ہی چھوڑا اور صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ شراب جو نشہ لائے اس کی آٹھ قسمیں ہیں جن میں سے چار حلال ہیں۔ کہئے جناب مولوی صاحب اب تو آپ بہت جھینپ رہے ہوں گے۔ فرمایئے اب اضطرار کہاں رہا۔ پیاس کی شدت کہاں رہی؟ یہاں تو صاف لفظوں میں حلال کہہ دیا اور ایک دو قسم کو نہیں' بارہ قسم کی شراب مطلق حلال گویا شیر مادر' اے جناب اب اگر آپ لاکھ پردہ پوشی کرنا چاہیں تو کیا ہوتا ہے۔ جب تک یہ کتابیں دنیا پر موجود ہیں اور جب تک ان کے ماننے والوں سے دنیا خالی نہیں ہوتی۔ یہ ندامت تو اٹھانی ہی پڑے گی۔ بلکہ درمختار مصری میں ہے:

فان اکل شیئا من ذالك لا حد علیه ...... وان سکر منه۔ (در مختار مصری جلد ٥ صفحہ ٣٢٥)

یعنی ''اگر بھنگ وغیرہ کھائے پیئے اور اس سے نشہ چڑھے پھر بھی حنفی مذہب میں اس پر حد نہیں۔''

حنفی بھائیو! مجھے معاف رکھنا میں موقعہ پر بطور آپ کی خیر خواہی کے اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ تو آپ کو معلوم ہے اور میرے رسالے در محمدی کا جواب لکھنے والے اخبار الفقیہہ کے ٹائٹل پر بھی اشعار لکھتے رہتے ہیں کہ:

فلعنته ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفه۔

یعنی ''ریت کے ذروں کی گنتی کے برابر اللہ کی لعنتیں اس شخص پر ہیں جو امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے۔''

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کس چیز کو پسند کریں گے۔ آیا ان بارہ قسم کی شرابوں کو حلال کر کے خوب پیئیں گے اور چیٹھے آباد کریں گے یا انہیں حرام کر کے لعنتی بننا پسند کریں گے! آؤ میں بتلاؤں' نہ شرابیں پیو' نہ انہیں حلال کہو' نہ لعنتی بنو' بلکہ میری طرح کہہ دو کہ یہ کتابیں دینی کتابیں نہیں۔ ان کے سارے مسائل صحیح نہیں۔ یہ لوگوں کے خیالات اور انسانی رائے قیاس کا مجموعہ ہے جس میں صحیح بھی ہے۔ غلط بھی ہے۔ جھوٹ بھی ہے سچ بھی ہے۔ بس ادھر اپنے اس تقلیدی پٹے کو گلے سے اور اس تقلیدی پٹی کو آنکھوں سے ہٹایا اور ادھر دل میں نور اور طبیعت میں سرور پیدا۔ اللہ ہمیں نیک توفیق دے۔ یہاں تک تو شرابیں پینے کا ذکر تھا اب اور سنیئے در مختار مصری میں ہے۔

وصع توکیل مسلم ذمیا ببیع خمرا و خنزیر۔ (درمختار مصری جلد ٤ صفحہ ٤٤٥)

یعنی ''مسلمان شخص (حنفی مذہب) اگر شراب اور سور کی سوداگری اور خرید و فروخت کے لئے کسی ذمی کو وکیل بنالے تو یہ صحیح ہے۔''

اور شامی صاحب تو صفحہ ۳۲۴ جلد ۵ میں لکھتے ہیں:

فلا یحرم قلیلھا۔

یعنی ''تھوڑا سا بھنگ وغیرہ جامد نشہ کی چیزوں کا کھا پی لینا حلال ہے۔''

فتاویٰ خانیہ میں ہے:

رجل باع۔ (فتاویٰ خانیہ جلد ثانیہ صفحہ ۲۵۵)

یعنی ''شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرہ انگور بیچنا اور گرجوں اور آتش کدوں کے بنانے والوں کے ہاتھ ان کاموں کے لئے اپنی زمین بیچنا جائز ہے۔''

لطیفہ شامی والے نے جو درمختار کے شارح۔ ان شرابوں کے حلال ہونے کی ایک بڑی باریک وجہ نقل کی ہے اور کیوں نہ ہو آخر تو فقیہ ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

ان الخمر موعودة فی العقبی فینبغی اَن یحل من جنسھا فی الدنیا انمودج ترغیبا۔

یعنی ''جنت میں چونکہ شراب ملنے کا وعدہ ہے تو اگر دنیا میں چکھی ہی نہیں تو اس کے مزے کی اور لطف وسرور کی اور خوشی وخرمی کی خبر ہی کیا پڑے گی۔''

جو اس جنتی شراب کی رغبت ہو اس واسطے بطور بانگی اور نمونے کے ہم ان شرابوں کا دنیا میں پی لینا حلال کہتے ہیں تاکہ لوگ پئیں اور انہیں آخرت کی شراب کی رغبت ہو۔ **اعوذ باللہ اعوذ باللہ** پھر حنفی مذہب میں سونا پہننا بھی حلال ہونا چاہیے۔ ریشم پہننا بھی' گانا سننا بھی' چار سے زیادہ بیویاں کرنا بھی غرض کہ جس جس کام کا وجود جنت میں ہے اس کا نمونہ دنیا میں حلال ہونا چاہیے۔ ورنہ بے نمونہ دیکھے چکھے برتے رغبت ہی کیا ہوگی؟ واللہ پھڑ کا دیا' حنفی دوستو! اپنی فقہ کا نمونہ دیکھ لیا فقیہوں کا قیاس سن لیا یہ ہے وہ فقہ جس سے ہم اہلحدیث آپ کو ہٹانا چاہتے ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے فقہ کے پیچھے رہیں خواہ قرآن وحدیث کی تابعداری کریں۔

مسئلہ نمبر ۱۹:

درمختار مصری میں ہے:

ثم الاحسن زوجتہ۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۴۱۲)

''(یعنی امامت کی ابتدائی شروط میں اگر برابری ہو تو اسے امام بنایا جائے۔) جس کی جورو بہت زیادہ خوبصورت ہو۔''

اس مسئلہ میں حنفی مولوی صاحب نے جو قلابازیاں کھائی ہیں وہ یقیناً قابل دید ہیں اول تو اس مسئلہ کی کایا پلٹنے کی کوشش کی ہے۔ پھر دلائل کی تانک جھانک کی ہے۔ اب مسئلہ کی حقیقت سنیے۔ رسول اللہ ﷺ نے امامت کے لئے جو شرط بیان فرمائی ہیں ان میں سے کسی امتی کو نہ کمی کرنے کا اختیار ہے نہ زیادتی کرنے کا حق ہے۔ شارع کو سبق دینے والے احکام اللہ میں اپنے دماغی تخیلات ملانے والے اس کامل دین محمدی کو ناقص بتلانے والے کیا اس وعید قرآن کے مستحق نہیں:

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ۔

یعنی ''ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی لکھی ہوئی باتوں کو شریعت کے احکام کہتے ہیں۔''

سنیے جناب! حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ امامت کا حق دار وہ ہے جو قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ پھر وہ جو سنت کو زیادہ جانتا ہو' پھر وہ جو ہجرت میں مقدم ہو' پھر وہ جو عمر میں بڑا ہو (مسلم) یہ تو تھا حدیث کا مسئلہ اب حنفی مذہب کا مسئلہ سنیے وہ لکھتے ہیں سب سے زیادہ حقدار امامت کا وہ ہے جو احکام نماز کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ پھر وہ جو تلاوت اچھی جانتا ہو' پھر وہ جو پرہیز گار زیادہ ہو' پھر وہ جس کی جورو بہت زیادہ خوبصورت ہو' پھر وہ جو زیادہ مالدار ہو' پھر وہ جو بڑے مرتبے والا ہو' پھر وہ جو اچھے کپڑے والا' پھر وہ جو بڑے سر اور چھوٹے ذکر والا ہو۔ پھر مقیم مقدم ہے۔ مسافر پر آزاد اصلی مقدم ہے آزاد شدہ پر' پھر بے وضو تیمم کرنے والا مقدم ہے جنابت سے کرنے والے پر وغیرہ وغیرہ

ملاحظہ ہو۔

در مختار مصری جلد اول صفحہ ۲۱۲ و صفحہ ۲۱۳ پھر اس میں فقہاءِ حنفی کا اختلاف کوئی کسی کو کسی مقام پر مقدم کرتا ہے۔ کوئی کسی کو کسی سے موخر کرتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں انصاف پسند دوست بتلائیں ان دونوں صورتوں کو پیش نظر رکھ کر بتلائیں کہ صاف ظاہر ہو رہا ہے یا نہیں کہ حدیثی مذہب اور ہے اور تقلیدی مذہب اور ہے۔ اور یہ بھی فرما دیجئے کہ اللہ رسولؐ کے بتلائے ہوئے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنی طرف سے یہ فضول موشگافیاں کرنی کونسی فقاہت ہے۔ کیا یہ آیت قرآنی:

لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ۔

یعنی ''خدا رسولؐ کے آگے نہ بڑھو کے خلاف نہیں؟''

اسی لئے تو میں فقہ حنفی کے وسیع مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ موجودہ حنفیوں کا جو ان کتابوں کو شرعی مسائل کی معتبر کتابیں مانتے ہیں مذہب اور ہے اور قرآن حدیث کے سوا وہ ایک بالکل تیسری چیز ہے۔ واللہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہ ایک طرف صحیح حدیث کا صاف اور سلجھا ہوا مسئلہ موجود ہے' اسے چھوڑ کر فقہاء احناف اس کے مقابل ایک گھگھا بنائیں اور پھر کلمہ کو مسلمان کہلانے والے حدیث کو چھوڑ کر اس کے پیچھے لگ جائیں اور کوئی انہیں راہ راست کی طرف رہبری کرنے لگے تو اسے غیر مقلد لا مذہب وغیرہ الزام لگا کر دنیا میں نکو بنانے کی کوشش کی جائے' ان فقہا سے جنھوں نے نہایت بے دردی سے حدیث رسول ﷺ کا خلاف کیا اور احکام شرعی کی بے ادبی کی' زیادہ تعجب ان حضرات پر ہے جو دونوں نقشے دیکھ لیں' دونوں راہیں جن پر کھل جائیں اود پھر بھی وہ حنفی مذہب کی پر خار اور غلط راہ کو چھوڑ کر سنت کے صاف راستے پر نہ آئیں اور فرمان نبوی کی پوری عزت نہ کریں' کیا ان کے کان میں قرآن کریم کی یہ پاک آیت نہیں پہنچی:

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔

یعنی ''جو لوگ ہمارے نبی ﷺ کے حکم کا خلاف کریں انہیں زبردست فتنے اور دردناک عذابوں سے ڈرتے رہنا چاہیے۔''

اس مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مجیب حنفی نے پہلے تو یہ لکھا ہے کہ اس سے مراد اچھے اوصاف والی عورت ہے۔ خوبصورت چہرے والی نہیں' میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے۔ درمختار کے الفاظ الاحسن زوجتہ ہیں جس کے لفظی معنی ہیں ''بہت حسن والی بیوی والا'' یہی لفظ احسن اس سے پہلے ہے یعنی خوبصورت چہرے والا' چنانچہ مراقی الفلاح مصری جلد اول ص ۱۷۴ میں حسن صورت کے لفظ ہیں جس طرح امامت کی تقدیم کے لئے حنفی مذہب میں ایک وصف خوبصورت چہرے والا ہونا ہے۔

اسی طرح ایک وصف خوبصورت بیوی والا ہونا بھی ہے' خود امام کی اپنی خوبصورتی کو بھی امامت میں دخل ہے اور اس کی بیوی کی خوبصورتی کو بھی۔ احسن کے معنی اصبح خود در مختار میں موجود ہیں اور اصبح کا لفظ بھی وارد ہے جو آپ کی تاویل کی رگ گردن کاٹ رہا ہے جو صاف بتا رہا ہے کہ چہرہ کی خوبی مراد ہے نہ کہ اوصاف اور اخلاق کا اچھا ہونا اوصاف کا اچھا ہونا تو الگ بیان کیا ہے اور چہرہ کا خوبصورت ہونا الگ بیان کیا ہے۔

مراقی الفلاح مصری جلد اول ص ۱۷۵ میں بھی یہی لفظ فالاحسن زوجتہ موجود ہیں اور کیا عجب کہ اسی بنا پر حنفی مذہب نے یہ مسئلہ بھی گھڑ لیا ہو کہ غلام کی امامت' گاؤں والوں کی امامت اور اندھوں کی امامت مکروہ ہے ملاحظہ ہو درمختار مصری جلد اول ص ۴۱۳ اور ص ۴۱۴' گو بہ ظاہر ان فقہا نے اور ہی وجہ بیان کی ہو' لیکن ظاہر ہے کہ عموماً دیہاتوں میں چاند جیسی صورتیں کم ہوتی ہیں' غلام کے نکاح میں خوبصورت اور حسین لڑکی کون دے گا؟ اندھے کو حسن صورت کی تمیز ہی کیا؟ اس کے پلے حسین عورت کیوں پڑنے لگی؟

جناب من! امام کی عورت کی خوبصورتی کو مسئلہ امامت میں پورا دخل موجود' آپ کے فقہا اسے لکھیں مانیں اور آپ اس سے جھینپیں اور شرمائیں یہ کیوں ہاں اگر یہ مسئلہ آپ کو بھی شرم وحیا لحاظ ومروت کے خلاف معلوم ہوتا ہو تو میری طرح آپ بھی کھلم کھلا کیوں نہ

لکھ دیں کہ ہم اس واہی مسئلے کو نہیں مانتے' نہ ہم ان بیہودہ مسائل والی کتابوں کے مجموعے کو شرعی احکام کا مجموعہ سمجھیں' ہمیں حدیث رسول ﷺ کافی ہے نہ یہ فرضی شکلیں بنانے کی ضرورت تو نہ ان پر فتاویٰ دینے کا حق' خوش فہم مجیب صاحب نے ایک دلیل بھی اس کی دی ہے کہ اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی اہل اور عورتوں کے لئے اچھا ہو اور امامت کے لئے اچھا آدمی ہونا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہاں ایک مرد کا اپنے بال بچوں اور گھر والوں کے ساتھ نیک سلوک ہونا اور کہاں اس کی' بیوی کا خوبصورت ہونا۔

حدیث میں جو وصف ہے وہ مرد کا ہے اور آپ کی فقہ میں جو وصف ہے وہ عورت کا ہے پھر آپ یہ استدلال بچوں کا کھیل اور میل کا بیل نہیں تو اور کیا ہے؟ الغرض یہ اچھا امام ہے کہ پہلے بیوی ٹٹولی جائے اور بقیہ الفقیہ بہت اچھی بیوی والا اور بقول فقہا بہت حسین بیوی والا امام بنایا جائے' بہر صورت عورت کی دیکھ بھال ضرور ہو' پھر کسی حنفی امام کو مصلی نصیب ہو اس کی بیوی اچھائیاں اور خوبصورتی خواہ اخبار الفقہ کے قول کے مطابق ہمسایہ سے معلوم ہو یا اہل محلہ سے یا عام لوگوں سے' لیکن معلوم ہونا ضروری ہے اور سنیے اس مشکل کو طحاوی نے یوں ٹالا ہے کہ:

بالا طلاع او الاخبار۔ (جلد اول مصری ص ۱۷۵)

یعنی ''یا تو کسی کو اطلاع ہو یا کسی نے کہا ہو۔''

ساتھ ہی طحاوی نے اس اشکال کو بھی محسوس کیا ہے وہ لکھتے ہیں یہ بہت مشکل اور بہت کم' الغرض مسئلہ مذکورہ میں عورت کی خوبصورتی مراد ہے نہ کہ اچھے اوصاف اور اگر بالفرض اوصاف کا اچھا ہونا تسلیم کر لیا جائے جب بھی یہ مسئلہ بے دلیل رہتا ہے اور پھر بھی امام جی کی عورت کی دیکھ بھال ضروری ہو جاتی ہے اور در حقیقت فقہاء حنفیہ کو خوبصورتی مطلوب ہے گو کسی کا ذہن اس فلسفہ پر نہ پہنچے لیکن غالباً ان مصنّفین کتب فقہ کو ان کی فقہ کی بلند پروازی نے یہ سمجھا دیا ہے کہ جب اس کی بیوی خوبصورت ہوگی تو اسے اپنی بیوی کے ساتھ پوری محبت ہوگی اور اس کی طرف پوری رغبت ہوگی اور یہ رغبت و محبت اسے بدکاری

سے بچانے کا سبب ہوگی۔ اس لئے امامت کی شروط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ امام کی بیوی خوبصورت کی تحقیق کر لی جائے' اچھا حنفی اماموں! یہ انوکھی امامت مبارک ہو' یہ امتحان بہت کڑا دیکھیں کون منظور کرتا ہے؟

مسئلہ نمبر ۲۰:

درمختار مصری میں ہے:

ثم الاکبر راسا والا صغر عضوا۔ (درمختار مصری جلد اول صفحہ ۴۱۲)

یعنی "امامت کی ان تمام شرائط میں بھی برابری ہو تو اسے امام بنایا جائے جس کا سر بڑا ہو اور عضو یعنی ذکر چھوٹا ہو۔"

اس پر تو حنفی مولوی صاحب پسینوں پسینوں ہو گئے' اسے بھی الٹ پلٹ کرنے کی لا حاصل سعی کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ بڑے سر اور دوسرے اعضاء جس کے چھوٹے ہوں یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ تو چھوٹے چھوٹے ہوں اور سر بڑا ہو' کہتے ہوئے تو یہ کہہ گئے لیکن پھر انہیں سوجھی کہ اس ٹائپ کا آدمی ملے گا کہاں تو جھوٹے اعضاء کو چھوڑ جھٹ سے لکھ دیا کہ مناسب اعضاء والا اور بڑے سر والا' کیوں الفقیہ صاحب یہ گول گیند کی طرح لڑھکنے کیوں لگ گئے؟

سنیے جناب! یہاں راساً کے مقابلہ میں عضواً ہے اعضاءً نہیں اس لئے آپ کا یہ ترجمہ کہ جسم کے اور اعضاء چھوٹے ہوں محض غلط ہے' گو ایک ایک عضو جسم انسانی میں اور بھی ہیں لیکن ان میں سے کوئی مراد نہیں' کیا آپ اس سے ناک مراد لیں گے یا ناف مراد لیں گے؟ پھر چھوٹے کے لفظ کو بھی چھوڑ مناسب کا لفظ لکھنا یہ فقہاء کی فقاہت پر پانی پھیرنا ہے' اس لفظ کا یہی ترجمہ مجھ سے پہلے خود تمہارے فقہاء نے کیا ہے جو لکھتے ہیں:

انالمراد بالعضو الذکر۔ (ردالمختار ص ۴۱۳)

"کہ یقیناً عضو سے مراد ذکر ہے۔"

ابوالسعود کا اس کی تردید کرنا تو یہ تو ہم کہتے ہی ہیں کہ فقہ کا وہ کونسا ایسا مسئلہ ہے جس کی تردید عموماً کسی دوسرے فقیہ نے نہ کی ہو؟ یہ انسانوں کا کلام ہے کوئی کچھ کہتا ہے' کوئی کچھ۔ اسی امامت کی تقدیم کے مسئلہ میں اسی صفحہ میں کیا نفس مسئلہ میں اور اختلاف آپ نے نہیں دیکھے؟ حنفی بھائیو! سنتے ہو ابوالسعود سے پہلے کے فقہاء کو ہمارے یہ مجیب مجہول لکھتے ہیں' اگر کوئی اہلحدیث یہ لکھ دیتا تو شور مچ جاتا۔ پھر آپ نے تو با کے لفظ سے استدلال کیا ہے اس کا جواب سنیے۔ یہ استدلال اس کے لئے صحیح نہیں کہ وہ کسی دوسری چیز کے مقابلہ میں ذکر نہیں کیا گیا اور یہاں بڑے سر کے مقابلہ میں چھوٹا عضو بیان کیا گیا ہے ہاں یہ خیال رہے کہ یہ مسئلہ جس طرح الفقیہ پیش کر رہا ہے۔

اس طرح سے بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں' نہ اس طرح ثابت ہے جس طرح اگلے فقہاء نے لکھا ہے نہ سر کا بڑا ہونا اور عضو مخصوص کا چھوٹا ہونا۔ اصل میں فقہاء حنفیہ نے جس چیز کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ کی ایجاد کی ہے' اس تک ان چھوٹے سر والوں کے دماغ پہنچے ہی نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ بڑا سر ہونا عقلمند ہونے کی نشانی ہے اور چھوٹا ذکر ہونا کم شہوت ہونے کی نشانی ہے تو عقل مند کم شہوت والا مقدم ہے۔ امامت نماز کے بارے میں شرح مراقی الفلاح مصری میں ہے:

لان کبره الفاحش یدل غالبا علی د نامه الاصل۔ (شرح مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۱۷۵)

یعنی ''عضو مخصوص کے چھوٹے ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اس کا بہت بڑا ہونا عموماً ذلیل اصل ہونے کی علامت ہے۔''

اس سے صاف ثابت ہوا کہ عضو سے مراد یہاں عضو مخصوص یعنی آلہ تناسل ہے' لیکن یہ لوگ اس معمہ کو حل نہ کر سکے اور فقہاء کی منشاء نہ سمجھ کر باتیں بنانے لگے' یہ بھی واضح رہے کہ نامہ نگار الفقیہ اردو کی کتاب درمختار کا ترجمہ دیکھ کر اس میں جو ہے لکھتے ہیں اور اسی کا حوالہ دیتے ہیں آپ کو عربی کے الفاظ پر نظر نہیں' اصل کو جیسے مسائل میں چھوڑ رکھا ہے

ویسے ہی عبارتوں میں بھی۔ ذالك مبلغهم من العلم طحطاوی مصری میں ہے۔

فسره بعض المشائخ بالا صغر ذكرًا۔ (طحطاوی مصری جلد اول صفحہ ۱۷۵)

یعنی ''حنفی مذہب کے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اس سے مراد چھوٹا ذکر ہے۔''

یہ عبارت مولوی صاحب کی تاویل باطل کی دھجیاں اڑا رہی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں مراد عضواً سے ذکر ہے نہ کہ اور اعضاءً بلکہ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس کے معلوم کرنے کا طریقہ بھی بتلایا ہے کہ یا تو اس پر اطلاع ہو یا کسی نے کہا ہو' امامت نماز کا نقشہ چونکہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ حنفی مذہب کی نماز کا نقشہ بھی آپ کے سامنے پیش کردوں' اس نقشہ کو میں نے اپنے اخبار محمدی کی جلد۲ نمبر۲ بابت یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء میں لکھا تھا جس کی نقل اور کتابوں والوں نے بھی اپنی کتابوں میں کی ہے۔ اب وہ نقشہ ملاحظہ ہو۔

حنفی مذہب کی نماز

امام الحرمین شمس الشریعہ ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ جوینی رحمہ اللہ اپنی کتاب مغیث الخلق میں جس کا ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے' ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس کا اردو ترجمہ آج ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور ان کے انصاف پسند ضمیر سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ذرا خیال فرمائیں کہ احادیث رسول ﷺ کو ماننے میں اصل دین باقی رہتا ہے یا علماء کی موشگافیوں کے ماتحت ہونے میں۔ ''واقعہ یہ ہے'' سلطان محمد بن سبکتگین حنفی المذہب تھا لیکن فطرتاً اسے علم حدیث کی طرف پوری توجہ اور رغبت تھی' محدثین سے احادیث نبوی ﷺ سنا کرتا تھا' اکثر حلقہ درس میں حاضر رہا کرتا۔ حدیث کو سمجھنے کی پوری کوشش کرتا۔

بالآخر حدیث کا رنگ اس پر چڑھا' اس نے دیکھا کہ حنفی مذہب کے زیادہ تر مسائل بالکل خلاف حدیث ہیں' برخلاف اس نے شافعی مذہب کے اس قدر مسائل خلاف نہیں' دل پر ایک چوٹ سی لگی اور دفعتہً خیال پیدا ہوا کہ دونوں مذہب کے علماء جمع کئے جائیں اور ان میں مباحثہ کروایا جائے اور دیکھا جائے کہ فی الواقع خلاف حدیث کس مذہب میں زیادہ ہے تاکہ کسی مذہب کی ترجیح معلوم ہو' چنانچہ دونوں جانب کے علماء ''مروشہر'' میں بلوائے گئے اور اس بات پر رائے زنی کی گئی کہ طریقہ مناظرہ قائم کیا جائے' بالآخر یہ قرار پایا کہ دو رکعت نماز حنفی مذہب کے مطابق اور دو رکعت نماز شافعی مذہب کے مطابق بادشاہ کے سامنے پڑھی جائے' چونکہ نماز افضل تر عبادت اور اصل اسلام ہے' اس کی اچھائی برائی سے مذہب کی برائی بھلائی کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت قفال مرزی رحمہ اللہ جو ایک زبردست عالم اور دونوں مذہبوں سے پوری طرح واقف تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ دونوں مذہبوں کی رو سے ایسی نماز جس سے کم درجہ جائز نہ ہو پڑھ کر دکھائیں۔

قفال مرزی رحمہ اللہ نے اولاً شافعی مذہب کے مطابق دو رکعتیں ادا کیں۔ کامل طہارت اور پاکیزگی سے باقاعدہ پورا وضو کر کے اچھا اور پاک لباس پہن کر قبلہ کی طرف

متوجہ ہو کر باادب خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں' جن میں نماز کے کل ارکان بجالائے' نہ کسی فرض کو چھوڑا نہ سنت کو' نہ ہیئت کو' نہ رکن کو اور عمدگی سے نماز پوری کی کیونکہ شافعی مذہب میں نماز کے کمال اور عمدگی کو چھوڑنا جائز ہے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا اور دو رکعتیں حنفی مذہب کے مطابق ادا کرو جسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جائز رکھتے ہوں۔ قفال رحمہ اللہ نے کتے کی دباغت دی ہوئی کھال پہن لی اور اس کا چوتھائی حصہ نجاست آلود کر لیا اور بھگوئی ہوئی کھجوروں کے پانی سے الٹا سلٹا وضو کیا' مثلاً پہلے پاؤں کو دھویا' پھر ہاتھوں کو دھویا' اسی طرح بے ترتیبی سے بغیر نیت کے وضو کیا چونکہ وہ ایک میدان میں تھے اور گرمی کا موسم تھا اور کھجوروں کے چکنے اور میٹھے پانی سے وضو کیا تھا' بدن پر مکھیاں بھن بھنانے لگیں اور مچھر اور طرح طرح کے جانوروں کی بلا کی طرح آ گھیرا اور ایک تماشا بن گیا پھر بجائے اللہ اکبر کہنے کے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ خدا بزرگ ''خدا بزرگ تراست'' کہہ کر بجائے قرآن کریم پڑھنے کے چھوٹی سی آیت مدھامتان کا ترجمہ ''دو برگ سبز'' فارسی زبان میں پڑھ دیا اور بغیر باقاعدہ اطمینان کے ساتھ رکوع کرنے کے دو سجدے کر لئے اور وہ بھی کیا تھے۔

جیسے مرغ زمین سے دانا اٹھاتا ہو اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ بھی نہ کیا' اسی طرح دو رکعت پڑھ کر سلام کے بجائے گوز مار دیا اور فارغ ہو گئے' اور سلطان سے کہنے لگے' یہ ہے حنفی مذہب کی جائز نماز' سلطان محمود کو بے حد طیش آیا اور نہایت خشمناک ہو کر اسے فرمانے لگے۔ قفال میں سچ کہتا ہوں اگر اس میں کچھ بھی غلطی ہوئی اور کوئی ایک بات بھی حنفی مذہب کی جائز کی ہوئی نہ ہوئی تو میں اللہ کی قسم تیری گردن اڑا دوں گا' یہ تو ایسی نماز ہے جسے کوئی دیندار جائز نہیں کہہ سکتا اور ساتھ ہی موجود حنفیوں نے بھی انکار کیا کہ یہ حنفی مذہب کی نماز نہیں' قفالؒ نے عرض کیا کہ حضور اس مذہب کی کتابیں منگوا لیں چنانچہ حنفی مذہب کی فقہ کی کتابیں لائی گئیں چونکہ دونوں مذہب کے علماء آپس میں فریقین تھے۔

اس لئے ایک پڑھے لکھے نصرانی کو بلوا کر سلطان محمود نے حکم دیا کہ قفال کی پیش کردہ

عبارتیں پڑھ کر ترجمہ بادشاہ کو سنائے' قفال نے وہ سب مقامات پیش کر دیئے جن میں ان مذکورہ بالا کاموں کو جائز کہا گیا تھا اور جن حوالوں سے اس طرح کی نماز جائز ہوتی تھی۔ اب بادشاہ کو یقین ہو گیا اور اس نے اس مذہب سے توبہ کی۔ اس واقعہ کو نقل کر کے امام الحرمین لکھتے ہیں:

لو عرضت الصلوة التي جوزها ابو حنيفة على الحامي لا متنع من قبولها والصلوة عماد الدين فناهيك فساد اعتقاده في الصلوة وضوحاً على بطلان مذهبه۔

یعنی ''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جس نماز کو جائز کیا ہے اگر یہ نماز کسی گنوار اور جاہل آدمی کے سامنے بھی پیش کی جاوے تو وہ بھی اسے قبول نہ کرے گا' اور جس مذہب نے نماز جیسی اسلام کی جڑ کو اس طرح بگاڑ رکھا ہو اور اس مذہب کے باطل اور غلط ہونے میں کیا شبہ رہ گیا؟''

ہمارے دوست مندرجہ بالا مضمون سے ہم پر خفا نہ ہوں۔ ہم نے دنیا کے ایک ممتاز تر وجود' ایک بہترین انسان' ایک مسلمہ عالم جنہیں دنیائے اسلام کی جانب سے امام الحرمین کا خطاب ملا ہے' سے یہ مضمون نقل کیا ہے۔ اصل قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے جو صاحب چاہیں زیارت کر لیں۔ ہاں یہ تو ہم بھی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ بیشک حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں سب مسائل موجود ہیں' جن سے حنفی مذہب کی نماز کا یہ نقشہ بالکل صحیح اترتا ہے۔ اب عبارتیں مع عربی و ترجمہ کے صفحات کے حوالوں سمیت ملاحظہ فرمائیے جو صرف اسی کتاب درمختار سے ہم نقل کرتے ہیں۔

اولاً تو حضرت قفال کے کتے کی دباغت دی ہوئی کھال پہنی' اس کی نسبت حنفی مذہب کی معتبر کتاب (درمختار جلد اول ص ۱۵۲) لیس الکلب نجس العین یعنی کتا نجس العین نہیں۔ اور ص ۱۵۰ میں ہے افاذ کلامہ طھارۃ جلد کلب یعنی کتے کی کھال دباغت کے بعد پاک ہے' پھر اسے نجاست میں آلودہ کیا' اس کی نسبت سنیئے ص ۲۳۵ میں ہے وعفی دون

ربع یعنی چوتھائی تک نجاست پہنچنے تک کپڑا پاک ہے' ہدایہ میں بھی یہی ہے حتی یبلغ ربع الثوب یعنی نجاست آلود کپڑے پہن کر نماز جائز ہے یہاں تک کہ چوتھائی کپڑے تک پہنچے' بربع المصاب یعنی چوتھائی کپڑے سے کم تک اگر نجاست میں آلود ہو گیا تو نماز ہو جائے گی یہی حکم بدن کا بھی ہے یعنی کم از کم چوتھائی تک اگر پلیدی لگی ہوئی ہو تو بھی نماز ہو جائیگی' بھیگی ہوئی کھجوروں کے شیرے سے بھی وضو ہو سکتا ہے' وضو کو الٹا سلٹا کرنے کی نسبت سنیئے' ص ۹۰ میں لکھا ہے والترتیب یعنی وضو کے اعضاء کو ایک کے پیچھے ایک دھونا یہ سنت ہے (یعنی اگر ایسا نہ کرے تو بھی وضو ہو جائے گا)'' نیت نہ کرنے کی دلیل سنیئے ص ۷۸ میں ہے البدایته بالنیته یعنی نیت سنت ہے (یعنی اگر نہ بھی کی جائے تو وضو ہو جائے گا) چنانچہ شرح کے اسی صفحہ میں ہے' ان الصلوۃ نصح عندنا بالوضو ولو کم یکن منویا یعنی وضو کی اگر چہ نیت نہ کی ہو تاہم ہمارے مذہب میں نماز ہو جائیگی اور صحیح ہوگی۔ خدا بزرگ تراست کی دلیل سنیئے ص ۳۵۷ میں ہے۔ کما ضح لو شرع بغیر عربیة یعنی بجائے اللہ اکبر کہنے کے دوسری کسی زبان میں اس کا ترجمہ کہدے تو درست اور صحیح ہے۔

صرف ایک ہی آیت پڑھنے سے متعلق سنیئے ص ۳۹۶ میں ہے فرض القرات ایتہ یعنی فرض صرف ایک آیت کا پڑھ لینا ہے۔ اس ایک آیت کا بھی صرف ترجمہ پڑھ دینے کے متعلق سنیئے ص ۳۵۸ میں ہے۔ قرافیھا بالفارسیه ...... وھو یحسن العربیته اجزائه عندا ابی حنیفه (ص ۸۴ جلد اول مجتبائی) یعنی ایک شخص باوجود اچھی طرح عربی میں قرآن پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو پھر بھی اگر وہ فارسی میں پڑھے تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہے (نماز ہو جائیگی) اب رہا امام قفال رحمہ اللہ کا رکوع سجود میں اگر تعدیل یعنی اطمینان نہ کرے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی' ص ۲۳۰ پر لکھا ہے کہ رکوع جو فرض ہے۔

وہ صرف اتنا جھک جانے سے ادا ہو جاتا ہے کہ اگر اپنے ہاتھوں کو دراز کرے تو گھٹنوں کو تھام سکے' اور سجدے کی فرضیت صرف اتنی ہے کہ پیشانی زمین پر لگ جائے اور

دونوں پاؤں کی کوئی ایک ہی انگلی زمین پر لگ جائے بس وہ رکوع ہو گیا یہ سجدہ ہو گیا عبارت ملاحظہ ہو یجٹ لو مدیدیہ نال رکبتیہ ...... **بجھتہ وقدمیہ ووضع اصبع واحد منہما** اس سے بھی واضح عبارت ہدایہ کی ہے جس کی جلد اول مجتبائی ص ۸۹ میں ہے۔

اما الاستواء قائمًا فلیس بفرض وکذا لجلستہ بین السجدتین والطمانیتہ فی الرکوع والسجود و ھذا عند ابی حنیفۃً ومحمدً۔

یعنی ”رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا‘ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا‘ رکوع سجدہ اطمینان قرار اور آرام کرنا‘ امام صاحب کے نزدیک فرض نہیں‘ نہ ان کے شاگرد محمد کے نزدیک۔“

اور ہدایہ اول یوسفی ص ۱۰۰ میں ہے کہ صرف ناک لگا لینے‘ صرف ماتھا لگا لینے سے سجدہ ہو جاتا ہے۔ اب بجائے سلام کے پچھلے راستے سے ہوا نکال دینے کی بابت حوالہ لیجئے اسی کتاب درمختار جلد اول مصری کے ص ۳۲۱ میں ہے **ومنہا الخروج بصنعہ** یعنی نماز کے خلاف کوئی بھی کام کر ڈالے تو نماز سے گویا سلام پھیر دیا یعنی بقدر تشہد پڑھ لینے کے آخری التحیات میں بیٹھا رہا‘ پڑھا کچھ بھی نہیں‘ پھر بجائے سلام کے خواہ گوز مار دے‘ خواہ قہقہہ لگا کر ہنس دے‘ خواہ کسی سے بات کر لے‘ یا اٹھ کر چلتا پھرتا بنے‘ یہ سب قائم مقام سلام پھیرنے کے ہے۔

ملاحظہ ہو اسی کتاب کی شرح‘ اور ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۱۰۱ باب الحدث میں لکھا ہے **ان تعمد الحدث فی ھذہ الحالتہ ...... تمت صلوتہ** یعنی قصداً التحیات جتنا بیٹھ کر گوز مار دے تو نماز پوری ہو گئی‘ ناظرین کرام یہ ہے حنفی نماز کا نقشہ اور وہ ہے حنفی امامت کا نقشہ اگر پسند ہو تو حنفی بنے رہو اگر طبیعت سے گھن کرتی ہو تو آؤ ہمارے ساتھ مل جاؤ اور اللہ رسول کی باتوں کا ماننا اپنے ذمہ فرض کر کے ان بیہودہ باتوں اور ان مکروہ مسائل کو ترک کر دو۔

مسئلہ نمبر ۲۱:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۸ میں ہے۔ او جامع فی مادون الفرج ولم ینزل یعنی اگر روزے دار روزے کی حالت میں شرمگاہ کے سوا کہیں جامعت کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا' مجیب صاحب نے ایک اور نام لکھدیا اور اپنے نزدیک بار دلیل سے سبکدوش ہو گئے' حالانکہ ہمارے نزدیک نہ ان کا قول قابل حجت' نہ ان کا۔ حدیث شریف میں تو اس شخص پر بھی کفارہ ہے جو اپنی بیوی سے مجامعت کرے' انزال ہونے نہ ہونے کی کوئی قید حدیث شریف میں نہیں۔ ملاحظہ ہو بخاری و مسلم وغیرہ جہاں صاف ہے کہ ایسے شخص کو جناب محمد ﷺ نے فرمایا تجھ پر کفارہ ہے ایک غلام آزاد کرنہ ہو تو دو مہینے کے روزے رکھ' اگر نہ طاقت ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ' بلکہ آپ کے فقہاء نے بھی کوئی قید نہیں لگائی ملاحظہ ہو مراقی مصری جلد اول ص ۳۸۷ جب اپنی بیوی نے یہ فعل کرنا موجب ہوا روزے کے ٹوٹ جانے کا اور کفارے کے واجب ہو جانے کا۔ پھر حنفی مذہب کے فقہاء کا فرج کے سوا اور جگہ جماع کرنے سے روزے میں کسی قسم کا نقصان نہ بتلانا بلکہ انزال ہو بھی جائے تو کفارے کا حکم نہ دینا۔

مردہ عورت اور جانوروں کے ساتھ بدکاری کرنے سے بھی گو ان کی فرج میں ہی دخول کیا ہو پھر بھی روزے کو سالم بتلانا' ایک اندھیر مچانا نہیں تو اور کیا ہے؟ ملاحظہ ہو درمختار اور اس کی شرح ردالمختار کا یہی صفحہ اور اس سے اگلا صفحہ' گو کوئی صاحب اسے ہلکا امر جانیں مگر فقہاء نے تو درحقیقت منی کے نکلنے پر بھی بعض صورتوں میں روزے کو فاسد نہیں بتلایا جیسے ہاتھ سے منی نکالنا یعنی مشت زنی کرکے فراغت حاصل کر لینا ملاحظہ ہو اگلا نمبر ۲۲

مراقی الفلاح مصری جلد اول ص ۳۹۲ میں ہے او انزل بوط میتۃ او بھیمۃ...... او انزال بتفخیذ او تبطین او عبث بالکف......او وطئت وھی نائمۃ یعنی مردہ عورت کی صحبت کی اور انزال بھی ہو یا جانور سے کالا منہ کیا اور منی بھی نکلی یا ران یا پیٹ سے مجامعت کی اور انزال بھی ہو مشت زنی کرکے منی نکال ڈالی ان سب صورتوں میں

روزے کا کفارہ نہیں' اس طرح سوئی ہوئی عورت کے ساتھ جماع کیا تو بھی اس عورت پر کفارہ نہیں' اور ہدایہ جلد اول ص ۱۹۹ میں ہے کہ حضرت امام اعظم صاحب فرماتے ہیں لونڈے بازی کرنے سے بھی اگر روزہ رکھ کر کی ہو تو کفارہ نہیں اور یہ بھی خیال رہے کہ تنویر الابصار کا یہ لکھنا کہ فرج کے سوا اور جگہ ظاہر کر رہا ہے کہ اگر دبر میں وطی کی جائے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ نمبر۲۲:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۹ میں ہے۔ ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال علیہ اگر زنا کا خوف ہو اور مشت زنی کر کے اپنے ہاتھ سے منی نکال ڈالے تو امید ہے کہ اسے کچھ وبال نہ ہوگا' اس مسئلہ میں بھی ہمارے حنفی دوست نے ایک نام اور لے دیا ہے' ہمارے نزدیک نہ اس کی بات حجت نہ اس کی' پھر آپ نہایت غیظ وغضب سے لکھتے ہیں کہ یہ فعل ہمارے ہاں مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے' میں کہتا ہوں جناب یہ تو آپ کی صرف پردہ پوشی ہے مکروہ تحریمی تو ایک طرف آپ کے مذہب میں تو فعل واجب ہے۔

اسی کتاب درمختار کی شرح ردالمختار کے اسی ص ۱۰۹ میں ہے۔ بل لو تعین الخلاص من الزنا بہ وجب یعنی اگر مشت زنی کرنے سے زنا کا بچاؤ کا یقین ہو تو مشت زنی کرنی واجب ہے۔

اللہ اکبر! حنفی دوستو! کیا اب بھی اسی مذہب کو ماننے چلے جاؤ گے؟ کونسا مجرد بے عورت جوان آدمی ایسا ہے جسے زنا کا خوف نہ ہو اور کیا منی نکل جانے سے حیوانی جذبات کا اس وقت مٹ جانا اور اس وقت شہوت کی تسکین کا ہو جانا یقینی نہیں! اور اس صورت میں حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ مشت زنی کرنی واجب ہے شرم! شرم!! شرم!!! اس سے بھی زیادہ سنیے فتح القدیر مصری جلد اول ص ۵۴ میں ہے۔ واستمنی بکفتہ ...... فلما الفصل اخذا حلیلہ حتی سکنت فارسل فخرج بلا شھوۃ یعنی امام اعظم امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مشت زنی کی اور جب منی آ گئی تو اپنے ذکر کے

سوراخ کو تھام لیا جب وہ ٹھنڈا پڑ گیا تو چھوڑ دیا اور منی نکال ڈالی تو اس صورت میں اس پر غسل کرنا بھی نہیں۔

بلکہ درمختار اور ردالمختار کے اسی ص ۱۰۹ میں ہے کہ روزے میں اس فعل کے کرنے والے کا روزہ بھی نہیں جاتا بلکہ اس طرح اگر منی نکال ڈالے تو بھی نہ روزہ جائے نہ کفارہ آئے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔ والمتبادر من کلامه الانزال یعنی ظاہر یہی ہے کہ انزال ہو جانے پر بھی نہ تو قضا ہے نہ کفارہ۔ اور شامی شریف جلد دوم ص ۱۰۹ میں ہے کہ غلبہ شہوت کے وقت تسکین شہوت کے لئے مشت زنی کر لینے میں کوئی گناہ نہیں اور اسی صفحہ میں ہے۔ ویجوز ان یستمنی بید زوجه و خادمته یعنی اپنی بیوی کے ہاتھ سے اور اپنی خدمت گزار عورت کے ہاتھ سے بھی مشت زنی کرانا جائز ہے۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول ص ۵۶ میں ہے۔ ولـه ذالك ان كـان اعـرب یعنی کنوارے شخص کو مشت زنی کر لینے کا اختیار ہے طحطاوی کے اسی صفحہ میں ہے:

لو ان رجلاً عزبًا به فرط شهوة له ان یستمنی بعلاج لتسکینها و لا یکون ماجور البته ینجور اسا براس هکذا روی عن ابی حنیفه۔

یعنی ''مجتہد امام اعظم حضرت ابو حنیفہ کا ارشاد ہے کہ جس نوجوان کنوارے کو شہوت کا غلبہ ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ مشت زنی کر لے تاکہ تسکین ہو جائے گو اس میں اس کو اجر اور ثواب تو نہ ملے گا لیکن کچھ گناہ بھی نہ ہوگا برابر سرابر رہے گا۔''

اور عالمگیری مصری جلد ا ص ۲۱۷ میں ہے کہ اگر دو عورتیں آپس میں چپٹی بازی کر لیں تو ان کا روزہ بھی فاسد نہیں ہوتا۔ حنفی دوستو! یہ تو ہیں حنفی مذہب کے مسائل۔ اب اہلحدیث مذہب کے مسائل سنیئے اور شرم سوز خلاف انسانیت مسائل کی برائی معلوم کیجئے' قرآن کریم فرماتا ہے۔ فمن ابتغی وراء ذالك فاولئك هم العادون۔ یعنی جو شخص (اپنی بیاہتا اور حلال لونڈی) کے سوا اور تلاش کرے وہ ظالم اور حد سے گزر جانیوالا

سرکش اور باغی اور عادی ہے' دوستو سنو! تمہارے فقہاء نے تو تسکین شہوت کے لئے یہ پاجیانہ طریقہ بتلایا کہ وہ مشت زنی کرے لیکن تمہارے اور ہمارے رسول سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء** (بخاری) یعنی ایسا شخص روزہ رکھے یہ روزہ رکھنا اس کیلئے خصی ہونا ہے' مشکوۃ مطبوعہ انصاری دہلی ص ۶۱ میں ہے۔

ان خصاء امتی الصیام یعنی روزے رکھنا میری امت کی تسکین شہوت کے لئے ایسا ہے جیسے خصی ہونا' ساتھ ہی وہ حدیث بھی خیال میں رہے جو تمہاری فقہ کی کتابوں میں بھی ہے جسے صاحب درمختار بھی لائے ہیں جس کی سند کے ذمہ دار وہ خود ہیں' جس میں ہے کہ **ناکح الید ملعون** ۔ص ۲۰۹ یعنی ہاتھ سے مشت زنی کرنے والا لعنتی ہے' ہمارے مجیب علامہ نے ایک اور دلیل یہ دی ہے کہ جب دو بلائیں کسی پر آ پڑیں تو اسی ہلکی چیز اختیار کرنی چاہیئے اور اس قاعدہ کی بناء پر اس نے اپنے طور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک طرف زنا کا خوف ہے' دوسری طرف مشت زنی ہے تو یہ دوسرا کام کر لے کیونکہ بہ نسبت اس کے یہ ہلکا کام ہے۔

میں کہتا ہوں اگر یہ قاعدہ سچ ہے اور قابل عمل ہے اور اس کے یہی معنی ہیں جو حنفی مولوی صاحب نے بیان فرمائے ہیں تو ایک طرف کسی گھر بار والی عفیفہ عورت سے کسی بدکار کا یہ ارادہ ہو تو اسے چاہیے کہ کسی پیشہ ور رنڈی سے منہ کالا کرے کیوں کہ بمقابلہ اس کے یہ ہلکا امر ہے' اسی طرح پڑوس اور دور والی' اسی طرح قرابت والی اور اجنبیہ' تف ہے اس سمجھ پر اور لعنت ہے ایسے کام پر اور ایسے کلام پر فقہ کے مقلدو! یاد رکھو شرعاً یہ بھی حرام وہ بھی حرام۔

گھر گرہستی عورت کے ساتھ جس طرح زنا کاری حرام' اسی طرح پیشہ ور عورت کے ساتھ بھی' جس طرح پڑوسن حرام اسی طرح دور والی بھی' جس طرح زنا حرام اسی طرح مشت زنی بھی۔ حنفی دوستو! اب آپ کو اختیار ہے کہ حنفی رہ کر ان نامہذب اور ناپاک مسائل کو مانو یا محمدی بن کر ان مسائل کو رد کرو۔

مسئلہ نمبر ۲۳:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۹ او کذا الاستمناء بالکف یعنی مشت زنی کرنے سے بھی ایسی حالت میں روزہ فاسد نہیں ہوتا' اس کی دلیل بھی معترض صاحب نے کوئی نہیں بیان کی بلکہ ہم سے ہی اس کے خلاف پر دلیل پوچھی ہے' ہاں آپ نے نہایت خفگی سے لکھا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب انزال ہو' پھر ہماری نسبت لکھا ہے کہ ''ہم نے انزال نہ ہونے کا ذکر نہیں کیا تا کہ ناظرین کو مغالطہ لگے کہ انزال ہونے پر بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔''

میں کہتا ہوں مسکین معترض سے بدحواسی میں اردو عبارت بھی نہیں سمجھی گئی' میں نے تو اس نمبر میں یہ عبارت لکھی ہے کہ ''ایسی حالت میں'' اور اس کی تشبیہ ہے نمبر ۲۱ کے ساتھ اور وہاں یہ قید لفظاً موجود ہے اس لئے یہاں لکھا گیا کہ ''ایسی حالت میں'' خیر یہ تو ہوئی ان کی خوش فہمی' لیکن اب میں کہتا ہوں کہ فی الحقیقت حنفی مذہب میں یہ بھی ہے کہ روزہ دار شخص مشت زنی کرے اور انزال ہو جائے تو بھی اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا ہاں یہ شرط ہے کہ ہو حنفی' سنوا ے ''العدل'' اور ''الفقیہ'' کے نامہ نگار و اسی کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے۔ لکن المتباد رمن کلامہ الانزال یعنی درمختار والے کے کلام سے فہم کے قریب تر بات یہی ہے کہ انزال ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

حقیقت میں شارح نے ٹھیک سمجھا ہے کیونکہ درمختار والے آگے چل کر لکھتے ہیں کہ زنا کا جب خوف ہو تب تو مشت زنی کرنے والے پر کوئی وبال ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ زنا کے خوف سے محض مشت زنی نجات نہیں دے سکتی جب تک کہ انزال نہ ہو' کیونکہ تسکین شہوت کا موجب یا سبب انزال ہی ہے' معترض کی چالاکی دیکھئے کہ شرح کی اس سے پہلے کی عبارت تو نکل کر دی اور اس کے ساتھ ہی کی یہ عبارت نقل نہ کی' یہ چوریاں اور سینہ زوریاں کہ لکن سے جس عبارت سے استدراک کیا ہے اسے چھوڑ دو آدھا کلام نقل کرو اور پھر اہلحدیث کو برا بھلا کہنے بیٹھ جاؤ' اچھا اب کھلے لفظوں میں سنیے۔ آپ کے مذہب کی

معتبر کتاب عنایہ شرح ہدایہ مصری جلد دوم ص ۲۵۶ میں ہے۔ اذ عالج ذکرہ بکفہ حتی امنی لم یفطر ۔ یعنی کسی نے حلق لگایا مشت زنی کی یعنی اپنے ہاتھ سے کام نکالا یہاں تک کہ انزال ہو گیا منی نکل آئی تاہم اس کا روزہ نہیں لوٹا' کہئے مولوی صاحب اب تو اپ کو بھی یقین ہو گیا کہ فی الواقع یہ گندہ اور ناپاک مسئلہ جس کے سننے سے آپ گھبراتے ہیں آپ کی کتابوں میں یونہی موجود ہے۔

میرے حنفی بھائیو! میرا روئے سخن تو آپ کی طرف ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بخاری مسلم وصحاح ستہ کی بلکہ حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں موجود کہ جس صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی بیوی کے ساتھ رمضان کے دن میں مجامعت کر لی اسے سیدنا محمد ﷺ نے ایک غلام آزاد کرنے یا دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ اور بخاری کی روایت میں ہے کہ روزے کی قضا کو فرمایا' اب اس حدیث کے ہوتے ہوئے امتی کہلوا کر مشت زنی جیسے پاجیانہ فعل کو روزہ کی حالت میں روزے کو بگاڑنے والا نہ بتلانا اس پر کفارے کا حکم نہ دینا تسکین شہوت کے لئے اسے جائز قرار دینا خوف زنا کے وقت اسے واجب بتلانا منی نکل جائے پھر بھی روزے کو باقی بتلانا یہ صریح مخالفت رسول اور خلاف پیغمبر ﷺ نہیں تو اور کیا ہے؟ خود معترض نے علامہ شامی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں بھی یہ موجود ہے کہ مشت زنی سے انزال ہو جانے پر بھی حنفی مذہب کے فقہاء کا یہ فیصلہ بھی ہے کہ روزہ نہیں بگڑتا چنانچہ اس میں ہے وھو المختار ۔ معلوم ہوا کہ علامہ کے اس مختار قول کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں جو اس کے خلاف ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں مصری جلد اول ص ۱۱۹ میں ہے لا یفسدو یعنی حنفی مذہب فقہاء کا یہ قول یہی ہے کہ جانور سے اور مردہ عورت سے جماع کیا اور منی نکل گئی یا ہاتھ سے مشت زنی کی اور منی نکل گئی تو ان سب صورتوں میں روزہ باطل نہیں ہوتا' دعا ہے کہ اللہ آپ کو سمجھ دے اور فقہ کی پوجا سے بچائے' ناظرین میں آپ کی زندہ ضمیر سے اپیل کروں گا کہ للہ اس حنفی مذہب کے اس بدترین مسئلہ کو ترک کر دو یہ لوگ تو صاف لکھتے ہیں کہ بوقت خوف

زنا مشت زنی واجب ہے اعوذ باللہ بلکہ طحطاوی مصری جلد اول ص ۴۸۴ میں ہے یو جر اذا اخاف الشہوت یعنی خوف زنا کے وقت مشت زنی کرنیوالے کو ثواب ملے گا۔ نعوذ باللہ۔

معترض نے لکھا ہے کہ ہمارے فقہاء کا مقصود یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی سے ایسا کر بیٹھے تو اس کیلئے حکم یہ ہے' یہ مقصود نہیں کہ یہ کام بھی ان کے نزدیک جائز ہو لیکن میں کہتا ہوں یہ نرا دھوکہ ہے' درمختار کے اسی صفحہ میں ہے کہ زنا کے خوف کے وقت مشت زنی کرنے میں وبال ہی نہیں' شارح لکھتے ہیں۔ یہ قید لگانا بھی فضول ہے بلکہ زنا سے بچنے کے لئے یہ پاجی فعل کرنا واجب ہے پھر لکھتے ہیں کہ تسکین شہوت کیلئے مشت زنی کرنے میں کوئی برائی نہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے ہاتھوں یہ کام کرانا بھی جائز ہے۔ پھر لکھتے ہیں کسی فقیہ نے اگر مکروہ لکھا ہے تو اس کا مطلب بھی مکروہ تحریمی نہیں' تو جائز ہونے میں ہرگز ہرگز کسی طرح کا کلام ہی نہیں' پھر لکھتے ہیں کہ نہ سمجھا جائے کہ یہ جواز اس شخص کے لئے ہے جو مجرد ہو جس کی بیوی لونڈی نہ ہو نہیں گو ہو لیکن وہ اس وقت پاس نہیں (یا مثلاً حیض سے ہے) نہیں جا سکتے تو بھی اپنے ہاتھ سے ہی کام نکال لے۔ اپنا پانی آپ ہی سینچ ڈالے چلو چھٹی ہوئی۔

شرم! شرم!! شرم!!! ہاں الفقیہ کے نامہ نگارو! سنیئے آگے چل کر درمختار نے اور صورتیں بھی بتائی ہیں وہاں بھی انزال ہو جانے پر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا' مثلاً چوپائے کے فرج کو اس کی پیشاب گاہ کو اس قدر مساس کیا کہ انزال ہو گیا پھر بھی روزہ میں کوئی نقصان نہیں او فس فرج بھیمۃ او قبلھا فانزل یعنی کسی چوپائے کی پیشاب گاہ کو مساس کیا یا بوسہ دیا اور انزال ہو گیا تو اس کے روزے میں ٹوٹ پھوٹ نہیں ہوئی۔

مسئلہ نمبر ۲۴:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۹ میں ہے۔ او ادخل ذکرہ فی بھیمۃ یعنی اگر کوئی شخص چوپائے جانور (گائے بھینس بکری وغیرہ) کے ساتھ برا کام کرے تو بھی ایسی

حالت میں روزہ نہیں جاتا۔"

مسئلہ نمبر ۲۵:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۶ میں ہے۔ او میتـــــةً یعنی اگر میت (مرے ہوئے مردے) کے ساتھ بھی بدفعلی کرے تو بھی ایسی حالت میں روزہ نہیں بگڑتا" معترض چونکہ اس کی دلیل دینے سے بھی عاجز تھے۔ اس لئے شروع ہی سے نقل کرنے میں ہی چالاکی کی یعنی میرے لفظ "ایسی حالت میں" نقل ہی نہیں کئے اور جھٹ سے اعتراض جڑ دیا کہ ہم نے انزال نہ ہونے کی عبارت ہی نقل نہیں کی حالانکہ یہ غلط ہے' لیکن شکر ہے کہ ان تمام مسائل کو مانا ہے کہ بیشک یہ امور حنفی مذہب میں ہیں بلکہ کفایہ شرح ہدایہ جلد دوم مصری ص ۲۶۱ میں امام ابوحنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ دبر میں وطی کرنے سے بھی خواہ عورت کی ہو خواہ مرد کی خواہ انزال نہ ہوا ہو خواہ منی بھی نکل گئی ہو پھر بھی دونوں پر روزے کا کفارہ لازم نہیں۔

عن ابی حنیفةً انه لا کفارة علیهما اور ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۹۹ میں بھی یہی ہے۔ وعن ابی حنیفةً انه لا یجب الکفارة بالجماع فی الموضع المکروہ۔ یعنی دبر میں جماع کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا' درمختار جلد دوم مصری ص ۱۱۳ میں ہے' او وطئت نائمته او مجنونتهً یعنی سوئی ہوئی اور دیوانگی والی عورت سے اگر وطی کی جائے تو ان دونوں پر بھی کفارہ نہیں' اسی صفحہ میں ہے' او وطئی امراة میتةً او صغیرةً لا تشتهی ...... او بهیمتهً یعنی اسی طرح مردہ عورت سے چھوٹی غیر خواہشمند لڑکی سے یا جانور سے جماع کیا اور حاجت روائی کر لی تو ان صورتوں میں بھی کفارہ نہیں اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔

اب اے حنفی بھائیو! میں تم سے پھر پوچھتا ہوں کہ بحث مباحثے کو تو جانے دیجئے خود اپنے دل میں انصاف کر لیجئے کہ حنفی مذہب کا یہ فتویٰ کہاں تک اصول اسلام کے مطابق ہے؟ حد جس کے دفعیہ کا شرعی عذر کی وجہ سے حکم ہے وہاں تو بحر دزنا کاری کے گو انزال نہ ہوا ہو حد کو واجب بتانا اور یہاں روزے کی حالت میں کفارہ نہ بتانا کیسے درست ہو سکتا ہے

؟اور روزے) کی حالت میں ایسے خلاف تہذیب فعل' ایسی انسانیت سوز حرکات' ایسی بے شرمی کی باتیں کرنیوالوں کو فقہاء کا ایسی آزادی دینا کہاں تک اسلام کے محاسن کو دوسروں کی نگاہ میں وقعت دے سکتا ہے۔؟ رسول اللہ ﷺ تو فرمائیں **من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجةٌ فی ان یدع طعامته و شرابه** ' (بخاری) یعنی جو لوگ روزے کی حالت میں بھی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑیں ان کی بھوک پیاس کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں' حدیث میں تو روزہ کا یہاں تک احترام ہو اور یہاں یہ تعلیم ہو کہ درندوں اور شیطانوں کا فعل کرنے سے بھی روزے میں نقصان نہ آ ہے **فالعیاذ بالله**۔

بلکہ مراقی الفلاح جلد اول مصری ص ۳۸۴ میں ہے **فعل المرأتین بلا انزال منهما لا یفسد** یعنی دو عورتیں آپس میں کاروائی کریں اور دونوں روزے سے ہوں اور انزال نہ ہوا ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا' بلکہ ص ۲۹۳ میں لکھا ہے۔ **او کل عمداً بعدا کله ناسیًا ...... ولو علم الحیر ...... او جامع ناسیاً ثم جامع عامداً ......** یعنی ایک شخص نے بھولے سے کچھ کھا لیا پھر اسے یاد آ گیا اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ معاف ہے اور میرے روزے میں نقصان نہیں پھر بھی اس نے جان بوجھ کر کھانا کھا لیا یا بھولے سے جماع کیا پھر یاد آ گیا پھر جان بوجھ کر جماع کیا تو بھی کفارہ نہیں'' خیال فرمایئے عمداً جماع کر رہا ہے اور فقہاء اسے کفارے سے آزاد کر رہے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۶:

در مختار مصری ص ۳۰۷ میں ہے۔ **قبل السکران بنته تحرم الام** یعنی نشہ کی حالت میں کسی نے اپنی بیٹی کا بوسہ لے لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی'' ناظرین خیال فرمائیں کہ اول تو وہ نشہ میں ہے اس کے فعل کا اعتبار نہیں پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ بوسہ اس نے لیا اور شامت اس کی بیوی کی آئی' برا کام اس نے کیا اور برائی اس کی بے گناہ بیوی پر پڑی۔ خوش فہم معترض نے اس میں ایک قید لگائی ہے کہ یہ بوسہ شہوت سے لیا ہو تو تب یہ حکم

ہے یہ قید درمختار میں نہیں جس کا میں نے حوالہ دیا ہے بلکہ درمختار کی شرح میں ہے یفتی بالحرمته فی القبلته مطلقاً یعنی بوسے میں حرمت کا فتویٰ علی الاطلاق ہے۔

یعنی شہوت سے ہو خواہ بے شہوت' لیکن میں کہتا ہوں یوں ہی سہی لیکن اس کی کیا دلیل ؟ یا تو یہ بے ممکی کہ بد سے بد فعل معاف یا یہ شوراشوری کہ خفیف سے خفیف جرم کی سزا نہ صرف اس پر بلکہ اس کی بے گناہ بیوی پر' سنو حدیث شریف میں ہے۔ لا یجنی جانٍ الاعلیٰ نفسه یعنی ہر گنہگار کا گناہ اسی پر ہے' قرآن کہتا ہے' لا تزر وازرة وزر اخری ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں'' جو کرے سو بھرے'' ابن ماجہ مصری جلد اول ص ۳۱۸ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ لا یحرم الحرام الحلال یعنی حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔ پس لڑکی کا شہوت سے بوسہ لینا گو حرام ہے مگر اس حرام سے حلال بیوی حرام نہیں ہوگی۔ یہ ان فقہائے کرام کی خفگی کا نتیجہ ہے۔

حدیث کا مسئلہ نہیں' بلکہ مجنون دیوانے اور پاگل کی نسبت بھی ان کا یہی فتویٰ ہے ملاحظہ ہو ص ۳۰۷ درمختار مصری جلد ۲ ص ۲۵۹ و مجنون...... کبالغ حالانکہ حدیث شریف میں ہے مجنون جنون کی حالت میں شرعی مواخذہ سے معاف ہے' اسی طرح بھولے ہوئے شخص کے اور غلطی کرنے والے اور اکراہ یعنی زبردستی سے مجبور کئے ہوئے شخص کے بارے میں بھی حنفی مذہب کا یہی فتویٰ ہے' چنانچہ درمختار مصری جلد دوم ص ۳۰۶ میں ہے۔ ولا فرق ...... بین عمد ونسیان و خطا واکره یعنی خواہ جان کر چھوئے یاد یکھے یا بھولے سے یا خطا سے جبر کئے جانے سے یہاں تک کہ اگر مرد اپنی بیوی کو جماع کے لئے جگانا چاہے اور بھولے سے ہاتھ لڑکے پر پڑ جائے تو یہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ حالانکہ حدیث میں ہے وعن المعتوه حتی یعقل یعنی جنون کی حالت کا ہر کام لغو ہے۔ دوسری حدیث ہے۔ ان الله تجاوز عن امتی الخطا والنسیان وما استکرھوا علیه (مشکوۃ) یعنی میری امت کی خطا بھول چوک معاف ہے اور جو کام

زبردستی کرایا گیا ہو وہ بھی لغو ہے قابل مواخذہ نہیں' یا تو اتنی مہربانی تھی کہ مشت زنی وغیرہ کرلے جب بھی روزہ نہ جائے یا اس قدر خفگی ہوئی کہ ایک بیہوش شخص جو اپنے آپے میں نہیں جس کا اقبال انکار لینا دینا کچھ معتبر نہیں اس کی ایک بیہوشی کی حرکت پر اس غریب کی بیوی حرام کردی اور اس بے گناہ عورت کا گھر اجاڑ دیا۔

اور لطیفہ سنیے ہدایہ شریف جو اس درمختار سے بہت زیادہ معتبر ہے جسے حنفی حضرات مثل قرآن مانتے ہیں اس میں لکھا ہے کہ کسی عورت کو اگر شہوت سے چھو لے یا اس کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھ لے تو اس کی ماں اس پر حرام ہو جائیگی۔ لیکن اتنا چھوئے اس قدر مساس کرے کہ انزال ہو جائے یا اس کے پاخانہ کی جگہ میں بدفعلی کرے تو حرام نہ ہوگی ملاحظہ ہو ہدایہ **فصل فی المحرمات۔**

بلکہ اسی درمختار میں ہے۔ **فلو انزال مع مس او نظر فلا حرمته** یعنی صرف شرمگاہ کو دیکھ لینے اور مساس کر لینے سے تو حرمت ثابت ہو جائے لیکن اگر اتنا دیکھتا رہا یا مساس کرتا رہا کہ انزال ہو گیا تو حرمت جاتی رہی۔ کیا مزے کی حلت حرمت ہے کہ محض چھونے سے حرمت لیکن اگر اتنا چھوئے کہ انزال ہو جائے تو حرمت جاتی رہی' صرف دیکھ لینے سے حرمت موجود ہے لیکن شرمناک خلاف انسانیت لوطی فعل کرنے سے حرمت مفقود' عجب الٹی گنگا بہ رہی ہے۔ **فالحیاء الحیاء۔** اس سے بھی باریک تر مسئلہ سنیے عالمگیری مصری جلد اول ص ۲۰۲ میں ہے۔

اذ مدیدہ الی امراۃ بشھوۃ فوقعت علی انف ابنتھا فاز دادت شھوته حرمت علیه امراته وان نزع یدہ من ساعته۔

یعنی "ایک شخص نے اپنی بیوی کی طرف شہوت سے ہاتھ بڑھایا اور اس کی لڑکی کی ناک پر پڑ گیا۔ اس کی شہوت بڑھ گئی پھر گو اسی وقت اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ لیکن تاہم اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔"

اور ص ۲۹۱ میں ہے کہ اگر کسی عورت کو شہوت سے ہاتھ لگایا یا بوسہ لے لیا یا اس کی

شرمگاہ کو دیکھ لیا تو اس کی ماں اس کی بیٹیاں وغیرہ سب اس پر حرام ہوگئیں۔اسی طرح اگر عورت نے یہ کام کسی مرد کے ساتھ کر لئے جب بھی یہی حکم ہے' پھر اندھیر دیکھئے لکھتے ہیں لیکن اگر کسی چھوٹی لڑکی کے ساتھ جسے خواہش نہ ہو مجامعت کرے تو حرمت ثابت نہ ہوگی ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد اول ص ۲۹۲ اسی طرح اگر دبر کو دیکھے تو بھی حرمت ثابت نہ ہو گی ص ۲۹۳ اسی طرح اگر دیکھتے دیکھتے انزال ہو جائے تو بھی حرمت ثابت نہ ہوگی ص ۲۹۳ حنفی بھائیو! غور کرو میں پھر تم سے دوستانہ طور پر کہتا ہوں کہ ان انسانی اقوال کی بھول بھلیوں سے نکلو۔ان انسانی ہیر پھیر سے اپنے تئیں آزاد کرو اور پاکیزہ راہ پر لگ جاؤ۔

مسئلہ نمبر ۲۷:

درمختار جلد ۲ ص ۳۰۸ میں ہے۔ **فقال جا معتها تثبت الحرمته** یعنی اگر کسی نے (ہنسی مذاق میں جھوٹ) کہہ دیا کہ میں نے اپنی ساس سے مجامعت کی تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی'' اس کی نسبت حنفی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں لفظ ''جھوٹ'' ہم نے زیادہ کر دیا ہے۔حالانکہ معترض صاحب نے خود جو عبارت درمختار کی نقل کی ہے اس میں **ولو هازلاً** کا لفظ موجود ہے اور خود ہی اس کا ترجمہ کرتے ہیں' اگر چہ ہنسی سے ہو' تو اب مطلب یہ ہوا کہ اگر چہ کسی نے بطور مذاق کہہ دیا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی' پس ظاہر ہے کہ ہزل اور مذاق خلاف حقیقت کو ہی عموماً کہا جاتا ہے اور خلاف حقیقت کا دوسرا نام جھوٹ ہے' پس میں نے ترجمہ میں اسے واضح کر دیا تو آپ کو برا کیوں لگا؟

غرض صاحب کتاب صراحت میں موجود ہے کہ بناوٹ کے طور پر صرف یہ لفظ منہ سے نکالنا موجب حرمت ہے نہ یہ کہ یہ واقعہ فی نفسہ بھی سچا ہو' علاوہ ازیں اسی کتاب کے اسی صفحہ میں یہ بھی موجود ہے۔ **ولا يصدق انه كذب** یعنی وہ کہتا ہے میں نے جھوٹ کہا پھر بھی کوئی اعتبار نہیں اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی کہیئے اب تو یہ لفظ بھی آ گیا کہ وہ خود

قائل ہے کہ میں نے غلط اور جھوٹ کہا تھا' یہی میں نے بھی لکھا تھا پھر مجھ پر الزام زیادتی کا کیوں رکھا جاتا ہے؟

خیر اب میں دریافت کرتا ہوں کہ اے ''الفقیہ'' اور ''العدل'' اخبار کے اوراق سیاہ کرنیوالو تم ہی بتاؤ اور دین و دیانت سے ایمان و دیانت سے بتاؤ اور حنفی مذہب سے اور فقہ کی ان کتابوں سے بتاؤ جن کی عزت و حرمت نے آپ کے دلوں میں قرآن و حدیث کی کوئی وقعت و عظمت باقی نہ رہنے دی کہ اگر آپ کے نزدیک یہ حکم اس وقت ہے جب کہ جھوٹ نہ ہو یعنی سچ مچ کسی سفلے اور کمینے نے یہ حرکت کی ہو تو یہ حکم ہے' لیکن اگر کسی نے بطور مذاق یہ کہہ دیا اور واقعہ یہ نہیں تو اب فرمایئے کہ اس صورت میں مقلدین فقہ کا کیا فتویٰ ہے؟

اور اگر جناب کو یہ لفظ ہی دیکھنا ہے تو گو در مختار سے بھی میں نے نقل کر دیا لیکن ایک اور صاف حوالہ بھی لیتے جایئے' عالمگیری مصری جلد اول ص ۲۹۳ میں ہے۔ قال كذبت یعنی گو وہ کہتا ہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے پھر بھی اس کی بیوی اس سے جدا کر دی جائیگی' کہیئے اب تو آپ کی تشفی ہو گئی' اور سنیئے ص ۲۹۴ میں ہے۔ يصدق انه كذب یعنی وہ کہتا ہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے پھر بھی اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس کی بیوی اس پر حنفی مذہب حرام کر دے گا' ناظرین کرام یہ ظلم و سفا کی تو آپ نے دیکھ ہی لی۔

اب اس کے خلاف سنیئے' اسی صفحہ میں ہے کہ ایک شخص نے ایک کنواری لڑکی سے نکاح کیا لیکن جب اس سے مجامعت کرنی چاہی تو اسے کنواری نہ پایا۔ اس سے پوچھا کہ تیرا بکر کس نے توڑا' اس نے کہا تیرے باپ نے مجھ سے برا کام کیا تو وہ اس کی بات کا کچھ اعتبار نہ کرے اسے جھوٹا جانے اور بدستور اپنی بیوی بنائے رکھے تو یہ بھی حنفی مذہب میں جائز ہے' اور بعینہ یہی مسئلہ اسی در مختار جلد دوم ص ۳۰۳ میں بھی ہے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ تزوج بكرًا فوجد ثيبًا و قالت ابوك فضني خیال فرمایئے کہ وہاں تو مذاق سے ایک نے پوچھا' دوسرے نے مذاق سے جواب دیا پھر وہ غریب کہہ رہا ہے کہ میں نے

مذاقاً جھوٹ کہا تھا مگر پھر بھی اس کی بیوی جو محض بے گناہ ہے اس پر حرام' اور یہاں وہ خود کہہ رہی ہے کہ تیرے باپ نے مجھ سے کالا منہ کیا اس کا اقرار ہے۔

ساتھ ہی بکر ٹوٹا ہوا ہے لیکن پھر بھی حنفی مذہب کی یہ بے حمیتی ہے کہ اس کے خاوند کو اختیار ہے کہ اسے سچا نہ جانے اور جو عورت کہہ رہی ہے کہ اس کے خاوند کے باپ نے کنوار پتے میں اس سے حرام کاری کی ہے اور اس کا خاوند خود دیکھ رہا ہے کہ یہ کنواری اس کے پاس نہیں پہنچی لیکن تاہم وہ اس سے مباشرت کر سکتا ہے اور بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔

اب جناب نے جو فرمایا ہے اس کے خلاف دلیل پیش کرو گو یہ فرض ہمارا نہیں تاہم جس طرح آپ حضرات کی خیر خواہی کے لئے ہم ابتک دلائل پیش کرتے آئے ہیں' یہاں بھی ہم بخل نہیں کرتے' سنیئے ص ۲۲ کے جواب میں ہم اس کے خلاف دلائل احادیث سے نقل کر چکے ہیں اور قرآن سے بھی جن کا مختصر یہ ہے کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا' گو ساس سے مجامعت حرام ہے لیکن اس حرام کاری سے اس کی حلال بیٹی یعنی اس کی جائز جورو اس پر حرام نہ ہوگی' اور یہاں تو اس نے بطور ہزل دل لگی اور ہنسی کے کہہ دیا ہے۔

جسے خود وہ مان رہا ہے کہ میں نے غلط اور جھوٹ کہا پر اس دکھیا بے قصور نا کردہ گناہ کو گھر سے بے گھر کیوں کیا جاتا ہے' اس کا گھر در کیوں اجاڑا جا رہا ہے؟ اور لطف سنیئے یہاں تو ان فقہاء کرام کو اس قدر غضب وغصہ ہے اور اس سے پہلے اسی کتاب کے ص ۳۰۵ میں لکھ آئے ہیں کہ **وطی اخت امراته لا تحرم علیه امراته** یعنی اگر کسی نے اپنی بیوی کی بہن سے حرام کاری کی تو اس کی عورت اس پر حرام نہ ہوگی' اور اسی کتاب کے اسی جلد کے اسی صفحہ میں ہے **لوطی دبر مطلقاً** یعنی اگر کسی نے کسی مرد و عورت کی دبر میں وطی کی تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی' اب خواہ یہ کالا منہ کسی سے کیا ہو مثلاً ساس سے' سالی سے' خسر سے' سالے سے' کسی سے بھی کیوں نہ کیا ہو کوئی حرمت نہیں۔

اے انصاف پسندو! ذرا تو آنکھیں کھولو یہ کیا ہو رہا ہے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ ساس سے میں نے ایسی حرکت کی تو بیوی حرام اور سچ مچ ساس کے پاخانہ کی جگہ وطی کی تو بیوی

حلال' بلکہ اسی صفحہ میں ہے۔

فلو تزوج صغیرة لا تشتهی فدخل بها فطلقها و القضت عدتها و تزوجت باخر جاز للاول التزوج ببنتها یعنی اگر کسی نے کم سن' غیر چاہت والی لڑکی سے نکاح کیا پھر مباشرت کی پھر طلاق دیدی اس لڑکی نے بعد عدت کسی دوسرے سے نکاح کر لیا' اس سے اس کے لڑکی ہوئی تو اس لڑکی سے جو اس کے ہاں خاوند سے ہوئی ہے اس اگلے خاوند کو جو اسے طلاق دے چکا ہے نکاح کرنا جائز ہے۔ اب خیال فرمائیے کہ نکاح کے بعد یہ عورت اسی مرد کی ساس ہو جائیگی حالانکہ پہلے اس کی بیوی تھی لیکن حنفی مذہب یہاں کچھ غیرت نہیں کرتا' غرض ایک طرف تو اتنی سختی ہے کہ زبان سے جھوٹ موٹ نکلے گا کہ اس نے اپنی ساس سے حرامکاری کی تو بیوی نکاح سے باہر۔ دوسری طرف یہ بے غیرتی کہ ساس سے سچ مچ کالا منہ کیا اور وہ بھی ناجائز جگہ تو بیوی نکاح ہی میں رہی بلکہ تیسری طرف یہ حال کہ پہلے جو بیوی تھی وہی اب ساس ہے اور جائز ہے' برادران میں پھر کہوں گا کہ اس چکر دار راستہ کو چھوڑ دو اور شاہراہ محمدی ﷺ پر چلو بھلا یہ پہیلیاں بوجھنے کے قابل ہیں آؤ اس سہل اور پاک تعلیم کی طرف جو اللہ اور رسول ﷺ کی ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۸:

درمختار جلد دوم ص ۳۱۹ میں ہے۔ **ویحل له وطی امراة ادعت علیه** یعنی ایک عورت نے عدالت میں جھوٹا دعویٰ کیا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہو گیا ہے' وہ شخص انکار کرتا ہے عورت نے دو جھوٹے گواہ گذار کر دیئے' قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ نکاح ہوا ہے' حالانکہ حقیقتاً نکاح نہیں ہوا تو اب اس شخص کو اس عورت سے ملنا جلنا وطی کرنا سب حلال ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۹:

درمختار جلد دوم ص ۳۱۹ میں ہے۔ **و کذا تحل له لوا دعی هو نکاحها** یعنی اسی طرح ایک مرد نے ایک عورت پر جھوٹا دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور دو جھوٹے گواہ پیش

کر دیئے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو بھی یہ دونوں میاں بیوی بن کر رہیں سہیں اور اس شخص کو اس عورت سے صحبت کرنا حلال ہے۔ یہ خاص امام صاحب کا مذہب ہے۔''

مسئلہ نمبر ۳۰:

درمختار جلد دوم مصری ص ۳۱۹ میں ہے۔ **ولو قضی بطلا قها الشهادة الزور** یعنی اسی طرح اگر کسی عورت نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے اور جھوٹے گواہ بھی گزار دیئے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو باوجودیکہ وہ عورت خوب جانتی ہے کہ اس پر طلاق نہیں پڑی لیکن تاہم اسے جائز ہے کہ کسی دوسرے سے نکاح کر لے اور اس سے صحبت کرے کرائے سب حلال طیب ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۱:

درمختار جلد دوم مصری ۳۱۹ میں ہے۔ **حل للشاهد زورًا تزوجها** یعنی اس جھوٹی طلاق کی جس جھوٹے گواہ نے گواہی دی' اسے بھی اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہے۔

ان چاروں مسئلوں کی نسبت حنفی مولوی صاحب نے یہ دلیل دی ہے کہ قاضی کا جو فیصلہ ہوتا ہے۔ وہ ظاہر باطن میں نافذ ہوتا ہے یعنی دنیا میں بھی وہ فیصلہ سچا سمجھا جائے گا اور اس پر عملدرآمد ہوگا اور آخرت میں بھی وہی فیصلہ جاری ہوگا۔ یعنی اللہ میاں بھی اس فیصلہ کے ماننے پر مجبور ہیں' میں کہتا ہوں جناب مولوی صاحب خود آپ کے فقہاء اپنے اس مسئلہ کو اور اس کلیہ قاعدہ کو آگے چل کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔

غور سے سنیے اسی کتاب کے اس صفحہ میں ہے۔ **خالیةٌ عن الموانع** یعنی روک سے خالی ہو' یعنی اگر وہ عورت خاوند والی ہے یا دوسرے کی عدت میں ہے یا اس شخص نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں تو باوجودیکہ قاضی فیصلہ کر دے تاہم اس کی قضا کے ہوتے ہوئے بھی یہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی' پس باطن تو کیا ظاہر میں بھی قاضی کے فیصلے کو جاری نہ کیا گیا' علاوہ ازیں عنایہ مصری جلد ۳ ص ۱۵۴ میں ہے کہ املاک اور میراث

کے بارے میں قاضی کی قضا باطن میں نافذ نہ ہوگی' عالمگیری مصری جلد اول ص ۵۴۸ میں ہے کہ املاک اور میراث کے بارے میں قاضی کی قضا باطن نافذ نہ ہوگی' عالمگیری مصری جلد اول ص ۵۴ا میں ہے **ویبطل تفریق القاضی** یعنی ایک نامرد شخص اور اس کی بیوی کے درمیان قاضی نے جدائی کرادی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے صحبت کی ہے اور اس کے میرے درمیان خلوت ہو چکی ہے پھر دو سال کے بعد اس نامرد کی جورو کے لڑکا پیدا ہوتا ہے تو حنفی مذہب کے مطابق نسب ثابت ہو جائیگا۔

یعنی یہ لڑکا اسی نامرد کا سمجھا جائیگا اور قاضی صاحب کا فیصلہ باطل کر دیا جائے گا' ہدایہ جلد ۲ کتاب النکاح ص ۲۹۴ مجتبائی میں ہے۔ **بخلاف الا ملاك المرسلته** یعنی ایک شخص نے کسی لونڈی کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے لیکن خریدی ہے یا ورثے میں ملی ہے اس کی کوئی تعیین نہیں کی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ ہاں تیری ہی ہے تو اس صورت میں اور ایسی اور تمام صورتوں میں قاضی کی قضا باطن میں نافذ نہ ہوگی کہیے جناب آپ کا وہ کلیہ قاعدہ کہاں گیا' خیال فرمایئے وہاں تو ایک قاعدہ گھڑ کر اس حرام عورت کو حلال کر دیا پھر دوسری جگہ وہ قاعدہ توڑ کر اس لڑکے کو جس کی ماں اپنے خاوند سے دو سال سے الگ ہے اور کہہ چکی ہے کہ اس کا خاوند نامرد ہے' قاضی نے تسلیم کر لیا ہے' اس لڑکے کو اس نامرد کا لڑکا مان لیا' پھر اس قاعدے کو توڑ کر تمام کی تمام املاک جو بلا تعیین ہوں فیصلہ کیا کہ ان میں قضاء قاضی باطن میں جاری نہ ہوگی' غرض عجیب وغریب اکھاڑ پچھاڑ ہو رہی ہے۔

شامی جلد ۴ ص ۳۶۲ میں ہے۔ **اذا قضی القاضی بشهادة محدودین فی قذف وهو لا یعلم بذالك ثم ظهر لا ینفذ قضاءه** ۔یعنی قاضی نے دو گواہوں کی گواہی لے کر فیصلہ کر دیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں تہمت رکھنے کی حد کھا چکے ہیں تو اس صورت میں قاضی کی قضا یعنی جج کا فیصلہ باقی نہ رہیگا' نہ جاری ہو سکے گا' اور شامی کے اسی صفحہ میں ہے۔

رجل مات وله مدبرون یعنی ایک شخص پر قرض تھا وہ اپنے غلاموں کو اپنی موت

کے بعد آزاد کر چکا تھا' اب اس کی موت کے بعد قرض خواہوں نے دعویٰ کیا' قاضی نے اس کے ان غلاموں کو جو اس کی موت سے آزاد ہو چکے تھے۔ قبضہ میں لے کر بیچ ڈالے لیکن پھر معلوم ہوا کہ یہ تو آزاد ہو چکے تھے تو اس کا فیصلہ باطل ہو جائے گا' کہیے آپ کے اس اصول کے کہ قاضی کی قضا ظاہر باطن میں نافذ ہوتی ہے چیتھڑے اڑ گئے یا نہیں' ناظرین کرام ذرا کلیجہ تھام لینا ایک اور زبردست غضب ڈھایا جا رہا ہے۔

عالمگیری مصری جلد اول ص ۳۰۱ میں ہے۔ **ادعی رجل علی امراۃ نکاحا فجحدت** یعنی ایک مرد ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کرتا ہے' وہ انکار کرتی ہے کہ نکاح نہیں ہوا یہ اسے سو درہم دینے کر کے آمادہ کرتا ہے کہ تو نکاح کا اقرار کرے تو اس کے اس (جھوٹے) اقرار سے جو شاہدوں کے روبرو ہوا ہو حنفی مذہب میں سچ مچ نکاح ہو جائے گا۔ اور ان دونوں کو میاں بیوی بن کر رہنا سہنا آپس میں مجامعت کرنی وغیرہ سب جائز ہو گی۔ اللہ کے ہاں بھی اس پر کوئی شرعی پکڑ نہیں' نکاح و طلاق کی یہ روح فرسا حوصلہ شکن بے حیائی اور بے غیرتی والی صورتیں تو آپ نے سن لیں' اب ذرا پاک صاف طیب و طاہر اولادوں کی صورتیں بھی ملاحظہ فرمایئے اور پھر نہ صرف ان فقہاء کی فقہ کی داد دیجئے' بلکہ ان کے ماننے والوں کی تقلید کی تعریف کیجئے' ایک اولاد تو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ نامرد کے ہاں میاں بیوی کے چھوٹ چھٹاؤ ہو جانے کے دو سال بعد بچہ ہوتا ہے۔

حنفی مذہب اسے حلال کا بچہ کہہ کر اس نامرد کو ایک بچہ کا باپ تسلیم کر لیتا ہے' اب اور سنیئے' درمختار جلد ثانی ص ۶۸۴ میں ہے۔ **کنزوج المغربی بمشرقیه بینهما سنةً فولدت بسته اشهر مه تزوجها** یعنی ایک مغرب کے رہنے والے مرد نے ایک مشرق میں رہنے والی عورت سے وہیں بیٹھے نکاح کیا' دونوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ اگر ایک دوسرے کے پاس آنا چاہیں تو ایک سال لگ جائے مرد نے عورت کا اور عورت نے مرد کا منہ بھی نہیں دیکھا اور نکاح پر ابھی چھ مہینے ہی گذرے ہیں کہ اس (سبز قدم نیک بخت عفیفہ) کے ہاں لڑکا بھی ہو گیا تو یہ لڑکا حلال کا کہا جائے گا اور اس کو اسی مرد کا سمجھا

جائے گا (حنفی مذہب اس لڑکے کو حرام کا بچہ نہیں کہتا بلکہ حق حلال کا اور اس جائز باپ کا کہے گا) غرض عورت نے خاوند کو نہیں دیکھا' نہ خاوند نے اپنی معصوم عورت کی شکل دیکھی' ملنا جلنا در کنار' صورت آشنا بھی نہیں اور دور بھی اتنے ہیں کہ اگر ملنا چاہیں تو سال بھر میں مل سکتے ہیں۔

لیکن چھ مہینے گذرتے ہی لڑکا ٹپک پڑتا ہے تو حنفی مذہب اس کراماتی لڑکے کو حلال کہہ کر اس مغربی باپ کی گود میں ڈال دیتا ہے کہ لو اسے پرورش کرو' آہ! حنفی دوستو سوچو اور غور کرو اللہ نہ کرے اگر صحیح طور پر حنفی مذہب دنیا میں پھیل جائے تو ان فتاووں کے بموجب نکاح وطلاق کا ٹھکانہ رہے گا' نہ حسب نسب کا' دنیا سے امن وامان دین وایمان رخصت ہو جائے گا۔

بے شرمی بے حیائی بے غیرتی اور بے ایمانی کا دور دورہ ہو جائے گا' آہ! یہ جرات و جسارت کہ عورت جانتی ہے میرا دعویٰ جھوٹا ہے' مرد جانتا ہے میرا دعویٰ جھوٹا ہے گواہ جانتے ہیں ہماری گواہی خلاف واقعہ ہے لیکن یہ سب آپس میں میل جول کر سکتے ہیں' میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں' دنیا میں تو کیا اللہ کے ہاں بھی پکڑ نہیں کیونکہ حنفی قاضی کا فیصلہ ہے اور خود اللہ بھی حنفی مذہب ہے۔

بھلا کیا مجال کہ اس فیصلہ کے خلاف لب ہلا سکے' حنفیو! شرم وغیرت کرو۔ دوستو سوچو سمجھو' کیا یہی نکاح ہے کہ سوا سوا روپے کے دو جھوٹے گواہ کھڑے کر لئے اور بے نکاح ایک عورت کو گھر میں ڈال لیا' عورت کا جی گھبرایا تو اس نے بھی یہی ٹوٹکا کر لیا اور طلاق کا جھوٹا دعویٰ کر کے آزاد ہو کر دوسرے کے پلے بندھ گئی۔ بیچارہ اصلی خاوند منہ دیکھتا اور ہاتھ ملتا رہ گیا۔ حنفی دوستو! اپنے نفس پر قیاس کرو' ہے کوئی حنفی جس کے ساتھ یہ واقعہ ہو اور وہ چپ بیٹھا رہے۔ اسی لئے ہمارے جماعت کی ندا ہے کہ چھوڑو وہیں فقہ پرستی کو اور آؤ کلام اللہ اور حدیث رسول کی طرف۔

میں چاہتا ہوں اب میں آپ کو اس کے خلاف قرآن وحدیث کی صحیح دلیلیں بھی دکھا

دوں تاکہ تصویر کے دونوں رخ آپ پر عیاں ہو جائیں اور آپ سیدھی راہ پر آسکیں، سنیے قرآن پاک فرماتا ہے۔ **ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمنا قلیلاً اولئك لا خلاق لھم فی الاخرۃ و لا یکلمھم اللہ و لا ینظر الیھم یوم القیامۃ و لا یزکیھم ولھم عذاب الیمٌ** یعنی جولوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے دنیا سے لیتے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بات تک نہ کرے گا اور ان پر اللہ کی نظر رحمت بھی نہ ہوگی اور انہیں وہ پاک کرے گا بلکہ انہیں دردناک سخت تر عذاب ہوں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اس چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنی جگہ جہنم میں بنا لے۔ (مسلم) صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **انما انا بشر و انکم تختصمون انی ولعل بعضکم الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحوما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیٔ من حق اخیہ فلا یاخذنہ فانما اقطع لہ قطعتہً من النار** ۔یعنی میں ایک انسان ہوں، تم میرے پاس اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو، ممکن ہے کہ ایک شخص دوسرے سے بول چال میں زیادہ ہوشیار اور حجت باز ہو اور میں اس کی باتوں سے اس کے مطابق فیصلہ کر دوں اور دوسرا جو دراصل حقدار ہے۔ وہ اپنی کم گوئی کی وجہ سے رہ جائے تو جس شخص کے لئے میرا ایسا فیصلہ ہو جو واقعہ کے خلاف ہو، وہ اس فیصلے کی بناء پر دوسرے کا حق ہرگز ہرگز نہ لے، اگر لے گا تو وہ جہنم کا ایک ٹکڑا لے گا۔

بخاری اور مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا غضب و غصہ اس پر نازل ہوگا اس کے لئے جہنم کی آگ واجب ہے۔ اور جنت اس پر حرام ہے اگرچہ ایک پیلو کی مسواک ہی پر قسم کھائی ہو، برادران اب ان احادیث و آیات پر دوبارہ نظر ڈال جائیے اور غور کیجئے کہ اگر کسی کے جھوٹے دعوے پر رسولوں کے سردار اللہ کے پیارے سیدنا

محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے مطابق فیصلہ کر دیں تو بھی اس کے لئے وہ چیز حلال نہ ہو بلکہ وہ جہنم کا ٹکڑا' آگ کا غبار اور جنت کی محرومی کا باعث ہو اور آپ کے فقہاء کہیں کہ وہ اس کے لئے حلال طیب' نہ یہاں کوئی پکڑ نہ وہاں۔

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ خود پیغمبر ﷺ بھی اس صورت میں کسی مرد کے حق میں اس عورت کا یا عورت کے حق میں اس مرد کا فیصلہ کر دیں یا طلاق کا فیصلہ کر دیں تو ہرگز ہرگز یہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ ہو گی' نہ عورت اپنے صحیح خاوند سے الگ ہو گی' نہ گواہوں کو حق نکاح حاصل ہو گا' عورت تو بڑی چیز ہے اگر پیلو کی مسواک پر بھی ایسے فیصلہ رسول ﷺ سے کوئی قبضہ کرے تو وہ قطعاً جہنمی ہے اور جنت سے یقیناً محروم ہے' لیکن حنفی مذہب الٹی گنگا بہا رہا ہے' وہ قاضی کے فیصلے کی بناء پر ان حرام کاموں کو کرنا حلال بتلاتا ہے اور اس طرح اس بدکار کو سانڈ بنا رہا ہے کہ آخرت میں بھی تیری پکڑ نہیں۔ صاف صاف اللہ اور رسول سے مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے؟

شریعت کا فیصلہ تو ان احادیث کے مطابق صاف ہے کہ یہ لوگ دراصل زانی ہیں' کذاب ہیں' مفتری ہیں' کالے منہ والے ہیں' نہ وہ عورت اس مرد پر' نہ یہ مرد اس عورت پر' نہ ان کے بدکار گواہوں میں سے کسی پر یہ عورت حلال ہے بلکہ یہ سب حرام کار ہیں' اور سنیے مولائے کریم کا ارشاد ہے۔ **ولا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل و تدلوا بها الى الاحكام لتاكلوا فريقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون** یعنی آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس معاملہ لے جا کر کسی کا مال گناہ کے ساتھ ہضم کرو باوجودیکہ تمہیں اپنے ناحق پر ہونے کا علم ہو' اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مراد اس سے وہ شخص ہے جس پر دوسرے کا حق ہو لیکن حقدار کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو تو یہ انکار کر جائے' قاضی کے پاس مقدمہ پہنچے' حقدار دلیل نہ دے سکے اور قاضی اس کے حق میں فیصلہ کر دے تو یہ گنہگار ہو گا اور حرام خور ہو گا۔

سیدنا داؤد علیہ السلام جو قاضی تھے' نبی تھے' رسول تھے' ان کے فیصلوں کو جو ناحق تھے' توڑ دیا

گیا پھر حنفی قاضی کونسی ایسی ہستی ہے کہ اس کا فیصلہ پتھر کی لکیر ہو' حضرت مجاہد' حضرت سعید بن جبیر' حضرت عکرمہ' حضرت حسن بصری' حضرت قتادہ' حضرت سدی' حضرت مقاتل بن حبان' حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں کہ اپنے ناحق پر ہونیکا علم رکھتے ہوئے جھگڑے نہ کرو' ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد دوم عربی پر تفسیر فتح البیان مصری ص ۱۷۷ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ **فدلت هذه الاية الكريمته** یعنی اس آیۂ کریمہ اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حاکم حکم قاضی کی قضا حقیقت کو نہیں بدل سکتی۔ اس سے حرام حلال یا حلال حرام نہیں ہوتا۔

یہ حکم ظاہری چیز ہے اگر واقعہ کے مطابق ہو تو ٹھیک ہے ورنہ جھوٹے دعوے دار کے ذمہ پکڑ باقی رہے گی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اے ابن آدم یقین رکھ کہ قاضی کا فیصلہ کسی حرام کو تیرے لئے حلال نہ کرے گا اور باطل کو حق نہیں کر سکتا۔ حاکم ایک انسان ہے وہ گواہیوں اور ظاہری دلائل کو دیکھ فیصلہ کرتا ہے ممکن ہے اس کا فیصلہ ٹھیک ہو اور ممکن ہے غلط ہو۔ یاد رکھو غلط فیصلے پر کاربند ہو کر باطل پر اڑ نہ جانا ورنہ قیامت کے دن تمہاری نیکیاں برباد ہوں گی تمہارے اجر چھین کر ان کو دیئے جائیں گے' جن پر تم نے جھوٹے مقدمے سے دنیا میں غلبہ' حاصل کر لیا تھا' اس دن تم شرمندہ اور پشیمان ہو گے اور انہیں تم پر ڈگری ہو گی۔ (جلد دوم ص ۷ تفسیر ابن کثیر)

حنفی دوستو! کیا یہ سب دلائل تمہاری سمجھ میں نہیں آتے' کیا قرآن حدیث اقوال سلف سب کے خلاف اپنے مذہب کی پچ اور اپنے فقہاء کے قیاسات پر ہی اڑے رہو گے؟ اگر ایسا کرو گے تو یاد رکھنا اللہ کے نزدیک تم مشرک بن جاؤ گے۔ **ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين مالم ياذن به الله** قرآن کہتا ہے کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جو ان کے لئے دین کی وہ باتیں بتلاتے ہیں جو اللہ رسول کی بتلائی ہوئی نہ ہوں؟ اللہ سے ڈرو اور اللہ کے حرام کو حلال نہ کہو؟

مسئلہ نمبر۳۲:

درمختار مصری جلد دوم ص۴۱۲ میں ہے۔ **یباح اسقاط الولد قبل اربعته شهر** یعنی چار مہینے سے پہلے حمل کو گرا دینا مباح ہے'' معترض صاحب حنفی نے اس کی نسبت لکھا ہے کہ یہ قول ضعیف ہے' پھر لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ پھر لکھا ہے کہ اس میں پورے قتل کا گناہ نہیں ہے' پھر لکھا ہے کہ عذر کے وقت ہے' پھر لکھا ہے کہ عزل کا جواز اسے بھی جائز کر رہا ہے۔ میں حیران ہوں کہ آخر یہ پردہ داری کیوں کرتے ہیں۔ یہ بے خودی کے سبب تو ہو نہیں سکتی۔

کبھی اسے ضعیف قرار دینا' کبھی اختلافی مسئلہ کہنا' کبھی ہلکے گناہ کا باعث بتلانا' کبھی عذر کے وقت بتلانا اور پھر ایک دم کروٹ لے کر پکار اٹھنا کہ ہاں صاحب جائز ہے اور دلیل عزل ہے' یہ کیا ہو رہا ہے؟ درمختار جس کا حوالہ میں نے دیا ہے نہ تو وہ اس میں اختلاف نقل کرتے ہیں نہ اس قول کو ضعیف بتلاتے ہیں' نہ باعث گناہ صغیرہ کہتے ہیں' نہ حالت عذر میں جائز قرار دیتے ہیں' وہ تو صاف لکھتے ہیں کہ چار ماہ سے پہلے حمل کو گرا دینا مباح ہے بلکہ آگے چل کر لکھتے ہیں۔ **ولو بلا اذن الزوج** یعنی عورت خود اپنے حمل کو گرا دے' خاوند کی رضامندی کی بھی ضرورت نہیں۔

باقی رہا اختلاف اسے تو آپ عموماً فقہ کے کسی مسئلہ سے دور نہیں پائیں گے یہ تو لوگوں کے اقوال ہیں' کسی کی سمجھ میں کچھ آیا' کسی اور کی سمجھ میں اور کچھ آیا' نہر کی عبارت آپ نے نقل کیا' وہاں کیا یہ عبارت جناب کی نظر سے نہیں گذری کہ نعم یباح یعنی ایک سو بیس دن سے پہلے اگر حمل گرا دے تو جائز ہے' آپ کے مذہب کی دوسری معتبر کتاب فتح القدیر جلد ثالث مصری ص۲۷۴ میں ہے یباح یعنی ایک سو بیس دن سے پہلے ٹھہرے ہوئے حمل کو گرا دینا جائز ہے۔ کفایہ کے ص۲۷۳ میں ہے کہ حمل کو اس مدت کے اندر اندر گرا دینے میں کوئی گناہ نہیں۔

عالمگیری مصری جلد اول ص۳۵۷ میں یہ مسئلہ اسی طرح ہے کہ چار مہینے میں جب

چاہے حمل گرادے، مولوی صاحب ایمانداری اگر آپ میں ہوئی تو کم از کم اس خونی مسئلہ کی طرف داری تو آپ نہ کرتے، جسے گورنمنٹ نے بھی قانونی جرم قرار دے رکھا ہے۔

اے فقہ کے حامیو! کیا اندھیر ہو رہا ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو فتویٰ دیتے ہیں کہ حالت احرام میں چونکہ شکار کھیلنا منع ہے اس لیئے اگر کوئی احرام والا شخص کسی جانور کے انڈے توڑ دے تو اس نے بھی حرام کام کیا اور اسے فدیہ دینا چاہیے، لیکن دوسری جانب آپ ایک انسان کے بچہ کے خون کو بالکل رائیگاں کر رہے ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں کہ چار ماہ سے قبل حمل گرا دو۔ سچ ہے کہ مچھر مارنے سے رکیں اور اولاد نبی ﷺ کو شہید کریں۔ اس خونی مسئلہ کو جو عورتوں کی نسبت ہے آپ نے سن لیا، اب ایک اور گندہ مسئلہ سنیئے۔

فتاویٰ قاضی خاں مصری برحاشیہ عالمگیری مصری جلد اول ص ۴۰۵ میں ہے کہ امام صاحب کے قابل فخر شاگرد امام محمد رحمہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر عورت نماز کو چھوڑ دے، جنابت کا غسل کرنا چھوڑ دے، حیض کے بعد غسل کرنا چھوڑ دے تو بھی مرد اس کو مار نہیں سکتا۔ چلیئے چھٹی ہوئی۔ کیا آپ نے شامی میں ہے "عذر کے باعث ہو" یہ تو نقل کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ وہ عذر کس چیز کو قرار دے رہے ہیں؟ اس چیز کو جس کی نسبت ہم صاف کہہ سکتے ہیں کہ عذر گناہ بدتر از گناہ، یعنی وہ لکھتے ہیں کہ عذر یہ بھی ہے کہ اس کی ماں کو دودھ نہ ہو اور اس کے باعث اتنا مالدار نہ ہو کہ وہ کسی دایہ کا دودھ پلا سکے تو وہ عورت اپنا حمل گرا دے آہ! خونخوار درندوں سے بھی زیادہ درندگی ہو رہی ہے۔

قرآن پاک نے جنہیں اولادوں کو قتل کرنے سے روکا، ان کا عذر بھی تو یہی تھا جن سے کہا گیا **ولا تقتلوا اولاد کم خشیة املاق نحن نرز قلهم وایا کم ان قتلهم کان خطا کبیرًا** اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے ہلاک نہ کر دیا کرو، ان کی اور تمہاری روزیاں ہمارے ذمہ ہیں، ان کا قتل بھاری گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ کبیرہ گناہ ہے کہ تو اولاد کو اس ڈر سے ہلاک کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ (بخاری مسلم)

جس چیز سے کھول کھول کر قرآن و حدیث نے روکا تھا' آج تمہارے بزرگون نے اس روک کو ہٹا کر تمہیں آزادی دے دی۔

حنفی بھائیو! کیا اب تک اس مذہب پر اڑے رہو گے جو تمہاری اولادوں کے ساتھ کھلی دشمنی کرے' تمہاری بیویوں کو اجازت دے کہ وہ تمہاری بے خبری میں تمہاری اولاد کو ضائع کر دیں اور تمہارا نام و نشان مٹانے کے درپے ہو جائیں پس اول تو یہ عذر خود بدترین گناہ' پھر یہ پوشیدہ قتل انسانیت سوز حرکت ''یک نہ شد دو شد''۔ ناظرین آئیے میں آپ کو اسی شامی کے اسی صفحہ کی ایک اور عبارت بھی سنا دوں جن سے ''دو نہ شد بلکہ سہ شد'' بھی صادق آئے' وہ لکھتے ہیں۔ ''یجوز لها سد فم رحمها'' یعنی عورت کو یہ بھی جائز ہے کہ اپنے رحم (بچہ دان) کا منہ بند رکھے تا کہ اس میں نطفہ نہ جائے' نہ بچہ ٹھہرے بلکہ ''سہ نہ شد چہار شد'' سنیے درمختار والے اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ خاوند کو جائز ہے کہ وہ جب مجامعت کرنے بیٹھے اور منی نکلنے کو ہو تو منی باہر نکال دے' اسے اندر جانے ہی نہ دے تا کہ نہ اندر جائے' نہ بچہ جنے' نہ پیدا ہو۔

خواہ اس کام سے عورت ناراض ہی کیوں نہ ہو' غرض بچہ کو برباد کرنے کی پوری پوری ترکیب بتا دی کہ خاوند اپنا نطفہ اندر جانے ہی نہ دے اور اگر باوجود ان تمام کوششوں کے پھر بھی بے شرم بچہ جگہ پکڑ لے تو چار مہینے تک جس وقت چاہے اسے گرا دے کیونکہ اگر جیتا جاگتا ہوا تو پرورش کیسے کرینگے؟ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ یہ لغو مسئلہ سن کر ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھلیں گی' وہ اس تعلیم سے کوسوں دور ہو جائیں گے لیکن افسوس کہ یہاں الٹی گنگا بہنے لگی۔ جناب حنفی مولوی صاحب دریافت فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف کوئی حدیث ہو تو پیش کرو۔ ہاں جناب یتیم الحدیث صاحب سنیے جناب محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لا تقتلوا اولادکم سرًا۔ اپنی اولادوں کو پوشیدگی سے قتل نہ کرو۔ (ابوداؤد)

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت پڑھو جس میں قتل اولاد سے روکا گیا ہے اور قرآن کریم کی بہت سی آیتیں اسی مضمون کی ہیں۔ سورۂ تکویر پارہ عم کی آیت **واذ الموؤدة**

سئلت بھی بھول گئے۔ اگر حنفن عورتوں نے آپ کے اس مسئلہ پر عمل کیا تو حنفی اولاد سے ترس جائیں گے۔ عزل پر قیاس کرنے والے مقصد ہو کر منصب امامت پر بیٹھنے والے کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ خود عزل بلا رضا مندی طرفین۔ ایک حدیث میں منع ہے اور دوسری حدیث میں اسے بھی قتل پوشیدہ کہا گیا ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عزل کرنے والے کو کوڑوں سے پٹواتے تھے۔ سیدنا عثمان' سیدنا ابن مسعود' سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس کی ممانعت مروی ہے۔ ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کی کتاب فتح القدیر مصری جلد ۳ ص ۲۷۲۔ پھر آپ حضرات کا بنے بنائے چار مہینے کے بچہ کو ایک سو انیسویں دن بھی گرا دینے کو جائز کہنا' خون کرنا نہیں تو کیا ہے؟ درمختار کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر کسی نے لونڈی سے عزل کیا اور پھر بھی اسے حمل رہ گیا تو وہ بچہ سے انکار کر سکتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص ایسی صورت میں بچہ اسی کا فرمایا ہے ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف۔

مسئلہ نمبر ۳۴:

درمختار مصری جلد دوم ص ۶۵۰ میں ہے۔ ومواضع تربصه عشرون۔ یعنی بیس صورتوں میں مرد کو بھی (عورت کی طرح) عدت گذارنی پڑیگی' اس کی کوئی دلیل نہ پاکر کھسیانے معترض نے اپنے سننے والوں کے مکان میں کاک لگانے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''اصل کتاب میں لفظ تربص ہے ''عدت'' کیوں لکھا۔ اللہ جانے ان حضرات کو قرآن کریم کے الفاظ بھی بھول جاتے ہیں یا کیا؟ خود قرآن میں تربص بمعنی عدت موجود ہے۔ والمطلقت یتربصن بانفسهن اور جگہ ہے یتربصن بانفسهن اربعته اشهر وعشرًا دیکھئے طلاق کی عدت کو بھی تربصٌ کہا پھر میں نے تربص کے معنی عدت کے لئے تو کسی کا مجھے سوء الفہم کہنا کس قدر سوء فہمی ہے؟ خود درمختار والے نے اس پر باب باندھا ہے۔ باب العدۃ اور عدت کے معنی کئے ہیں تربص کے ملاحظہ ہو ص ۶۴۹ اب میں کہتا ہوں کہ جہاں جہاں تم نے مرد کو عورت کی طرح عدت میں

بٹھایا ہے۔ان سب کی دلیل پیش کرو۔ورنہ اللہ سے ڈرو۔

اور اپنی باتوں کو اللہ کی شرع نہ کہو۔اے چودھویں صدی کے مجتہدو! اور مقلدو! ذرا بتلاؤ تو مرد کو بھی حیض آتا ہے جس سے اس کی عدت کا اندازہ ہوگا؟ اور کیوں جی بھلا رجعی طلاق میں تو تمہیں خوف ہے۔لیکن بائن طلاق میں کیا ڈر رہ گیا؟ جب کہ اسے اس سے نکاح ہی حرام ہوگیا۔پھر یہ بھی یاد رہے کہ بہت سی صورتوں میں خود حنفیہ نے بھی مرد کی عدت کو اڑانے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان بیس جگہوں میں وہ بھی ہیں۔فتح القدیر میں ہے کہ اگر کوئی عورت مرتدہ ہوکر دارالحرب میں چلی جائے۔تو اس کی عدت کے اندر بھی اس کا خاوند اس کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے۔اب کہو مولوی صاحب آپ کی یہ ساری تحریر رکھی رہ گئی۔اور آپ کی جمع کردہ ساری بھوسی ہوا کے ایک ہلکے سے جھونکے سے اڑ گئی۔

اور سنیئے اگر تین طلاق کے بعد بھی جب تک عدت نہ گذرے' مرد اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا تو معلوم ہوا کہ گویا نکاح ابھی اسی پہلی طرح سے باقی ہے' پھر تمہارے مذہب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس سے زنا کیا تو اسے حد لگائی جائے گی۔

ملاحظہ ہو کفایہ۔کہئے جب نکاح میں ہے تو پھر وطی سے حد کیسی؟ اور اگر نکاح میں نہیں تو اس کی بہن سے نکاح حرام کیوں؟ اور غریب مرد کو عدت میں کیوں بٹھایا گیا؟ اور ایک دو جگہ نہیں بلکہ بیس صورتوں میں یعنی عورت مرگئی یا اسے ایک یا دو تین طلاقیں دیدیں تو جب تک اس کی عدت کی مقدار نہ گذرے' یہ شخص اس کی بہن سے' پھوپھی سے' خالہ سے' بھتیجی سے' بھانجی سے' نکاح نہیں کرسکتا' اگر چار بیویاں اس کی تھیں اور ایک کو طلاق دی ہے یا وہ مرگئی ہے تو اب بھی جب تک عدت نہ گذر جائے' کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔اسی طرح لونڈی کو آزاد عورت پر لانا بھی اور نکاح فاسد سے وطی کی ہوئی عورت کی بہن یا شبہ کے نکاح سے اور تین کے بعد چوتھی سے نکاح کرنا اگر نکاح فاسد یا شبہ نکاح سے اور سے وطی کر چکا ہے غرض ان تمام صورتوں مین حنفی مرد کو عورت کی طرح عدت گذارنی

پڑتی ہے۔

عورتوں کی عدت تو سنتے ہی تھے یہ مردوں کی عدت گزارنا حنفیوں کو مبارک ہو۔ یہاں تو اتنی خفگی ہے لیکن جب کسی عورت سے زنا کیا ہو تو اس سے نکاح کرنا بغیر عدت گذارے حنفی مذہب میں جائز ہے۔ اور اسی طرح ایک عورت نے جو دوسرے کے نکاح میں ہے اپنا نکاح کسی مرد سے کر لیا اور باوجود جاننے کے اس سے ملا۔ اور وطی کی تو اس کا خاوند بھی بے عدت گزارے وطی کر سکتا ہے ملاحظہ ہو شرح کا یہ صفحہ۔

بلکہ زانیہ عورت پر بھی کوئی عدت نہیں ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد اول ص ۵۴۹ بلکہ حنفی مذہب میں حربیہ عورت جو مسلمانوں کے ملک میں آ جائے گو وہاں اس کا خاوند موجود ہو لیکن اس پر عدت نہیں ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد اول ص ۵۴۹ **والحربيته دخلت دارنا بامان تركت زوجها في دار الحرب** اب اصل مسئلہ کی نسبت سنیے۔ میں کہتا ہوں صاف بات ہے طلاق نکاح توڑنے کو کہتے ہیں یا نکاح جوڑنے کو؟ اگر طلاق سے نکاح کیا گیا تو پھر دوسرے سے نکاح جائز کیوں نہ ہو؟ یہ تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص کی چار بیویاں ہیں۔

ایک کو طلاق دی تو اب جب تک وہ عدت سے نہ نکل جائے غریب مرد بھی عدت کرے، یعنی تب تک وہ اور نکاح نہ کر سکے گو اسے تیسری طلاق بائن دی ہوئی ہو حالانکہ قرآن فرماتا ہے۔ **فان طلقها فلا تحل له من بعد** یعنی تیسری طلاق کے بعد تا نکاح ثانی اس پر حلال نہیں۔ معلوم ہوا کہ طلاق حلال کو ہٹا دینے والی چیز ہے، خود تمہارے فقہاء لکھتے ہیں۔ **علی ذالك الاجماع** طلاق حلت کو ہٹا دینے والی ہے اور اس پر اجماع ہے۔

ملاحظہ ہو ہدایہ کتاب الحدود اسی میں لکھتے ہیں۔ **لزوال الملك المحلل من كل وجه** یعنی آخری طلاق کے بعد حلت کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ جب اس مطلقہ بائنہ

عورت سے حلت کی کوئی وجہ باقی نہیں تو پھر اس کے خاوند کو کیوں عدت میں بٹھایا جاتا ہے۔ اور سنیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور ان کے نکاح میں دس بیویاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چار کو رکھو اور باقی کو الگ کر دو۔ اب مطلقہ کی عدت کے زمانے تک ان میں سے کسی ایک سے رکے رہنے کا حضور حکم نہیں دیتے جس طرح آج کل اے حنفی عالم تم دے رہے ہو۔ حضور صلعم کے پاس فیروز ویلمی رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور کہتے ہیں میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں میں کیا کروں' فرماتے ہیں ایک کو ان میں سے پسند کر کے رکھ لو۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے تم بھی عدت گزارو۔

تاریخ الخلفاء میں ہے' عن عبداللہ بن یوسف قال الرشید لأبی یوسف انی اشتریت جاربتہً یعنی خلیفہ ہارون رشید نے ایک لونڈی خریدی اور یہ چاہا میں اس سے ابھی ہی صحبت کروں تو امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسف کو بلوا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو کہا ابو یوسف کوئی ایسا حیلہ بتاؤ کہ میں اس سے بھی اپنی مراد کو حاصل کر سکوں اور اس کے ایک حیض گزارنے کی عدت جو شریعت میں ہے اس سے بچ جاؤں کہو کوئی ایسی صورت بتا سکتے ہو کہ یہ عدت اس پر سے ہٹ جائے تو آپ نے جھٹ سے فرمایا' ہاں اس عدت کو ہٹانے اور ابھی ہی اس سے صحبت کرنے کا حیلہ یہ ہے کہ اسے تو اپنے کسی بچہ کو ہبہ کر دے اور پھر اس سے نکاح کر لے۔

ہارون س سے بہت خوش ہوا اور ایک لاکھ درہم انعام دینے کو کہا تو مفتی صاحب حنفی فرمانے لگے' حضرت صبح تو بہت دور ہے' حکم دیجئے کہ ابھی اسی وقت راتوں رات (جیسے آپ کو لونڈی کا وصال ہوا ہے) مجھے بھی یہ رقم مل جائے چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا کہ اسی وقت انہیں لکھ پتی بنا دو۔ کہو حنفی بھائیو یہاں عدت ہوئی میں تو کہوں گا کہ لکھی رقم کی بھینٹ چڑھ گئی' اس سے بڑھ کر انہی کا یہ واقعہ بھی ذہن نشین رہے جو کہ اسی کتاب تاریخ الخلفاء ہی میں ہے' لما افضت الخلافتہ الی الرشید وقعت فی نفسہ جاریتہ یعنی جب

ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اپنے باپ کی ایک لونڈی پر جس سے اس کے باپ نے جماع کیا تھا عاشق ہو گیا اور اس سے صحبت کرنی چاہی۔

اسے سمجھایا لیکن اس نے کہا میں ''آپ کے لئے حلال نہیں ہوں' اس لئے کہ آپ کے والد نے میرے ساتھ صحبت کی ہے۔ ہارون نے جھٹ سے فقیہ صاحب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ابو یوسف کو بلا لیا اور اسے اپنے عشق کا واقعہ بیان کر کے یہ بھی کہا کہ اس سے میرے والد بھی مل چکے ہیں' اب کیا ترکیب کی جائے؟ فقیہ صاحب فرمانے لگے تو اس سے مجامعت کر' گناہ اس کا میری گردن پر۔ سنا آپ نے یہ ہیں بانیان مذہب حنفی اور یہ ہے فقہ حنفی اور یہ ہے فقہ حنفیہ کا سرچشمہ۔ حلال کو حیلوں سے حرام کر دینا اور حرام کو حیلوں سے حلال کر دینا۔ عدت نہ تھی وہاں عدت لگا دی' جہاں تھی وہاں سے ہٹا دی۔ فالعیاذ باللہ

مسئلہ نمبر ۳۴:

درمختار مصری مطبوعہ دار الکتب جلد ۳ ص ۱۲۵ میں ہے تزوج بمحرمہ یعنی اگر کسی شخص نے اپنی (ماں بہن بیٹی وغیرہ) محرمات ابدیہ سے نکاح کر لیا اور پھر صحبت بھی کی تو حد نہیں ماری جائے گی اگرچہ دونوں جانتے ہوں کہ یہ کام حرام ہے۔''

مسئلہ نمبر ۳۵:

درمختار مصری جلد سوم ص ۱۶۹ میں ہے۔ او منکوحتہ الغیر یعنی اسی طرح دوسرے کی نکاحتا بیوی سے نکاح کیا اور مجامعت کی تو بھی اس پر حد نہیں اگرچہ اس کی حرمت کا علم ہو۔''

مسئلہ نمبر ۳۶:

درمختار مصری جلد سوم ص ۱۶۹ میں ہے۔ او معتدتہ ' یعنی اسی طرح دوسرے کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت سے نکاح کر کے وطی کی تو بھی حد نہیں لگائی جائے گی اگرچہ عورت مرد دونوں جانتے ہوں کہ یہ نکاح اور وطی حرام ہے۔

ان تینوں مسائل کی نسبت الفقیہ کا نامہ نگار کہتا ہے کہ یہی ٹھیک ہے۔ ان معصوم ہستیوں کو حد نہ مارنی چاہیے کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ میں کہتا ہوں حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نہیں حد لگے گی (فتح) اور آپ نے جو نکاح کرنے کا بہانہ لکھا ہے اس کی نسبت سنیے نکاح وہ منعقد ہوتا ہے جہاں محل نکاح ہو، ماں بہن محل نکاح نہیں۔ لہٰذا نکاح لغو ہوا، جس طرح کوئی مرد کسی مرد سے نکاح کرے اور با قاعدہ مہر سمیت ایجاب وقبول ہو لیکن محل نکاح نہ ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔

لہٰذا یہ فعل زنا ہوا اور زنا کی حد شریعت محمدیہ میں موجود پھر یہاں جہاں کہ حرام کاری عام حرام کاری سے بڑھی ہوئی ہے آپ حد اللہ کو ہٹا کر بے حیائی اور ڈھٹائی سکھانے والی و من یتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون کے مصدق کیوں بنتے ہو؟ دنیا کا ہر بھلا انسان اسے سن کر حیرت کرنے لگے گا کہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب بھی ہے جو ماں بہن کے ساتھ زنا کرنے والے کو بھی حد سے آزار قرار دیتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ نکاح سے وہ حرام عورت حلال ہوتی ہے جس کی حرمت کو زائل ہی نہ کرے گا۔ پس نکاح لغو امر اور زنا موجود لہٰذا حد ثلث۔ مولوی صاحب اگر کوئلہ کو کوئی ایک لاکھ مرتبہ دودھ سے دھوئے کیا وہ سفید ہو جائے گا؟ کیا کسی سیاہ فام حبشی کو ہزاروں مرتبہ سفید صابن سے نہلایا جائے تو کیا وہ پاک ہو جائے گا؟

اسی طرح اگر کوئی بے شرم تقلید کا مارا قیاس کا غلام اپنی نفسانی خواہش بجھانے کے لئے اپنی ماں بہن بیٹی سے منہ کالا کرے اور بظاہر نکاح بھی کر لے تو نکاح ہو جائے گا اور جب نہ ہوا تو اس کا یہ فعل زنا ہوا یا نہیں؟ اور جب زنا ہوا تو اس سفاک کے ساتھ تمہارے فقہاء کو اور تمہیں کون سی ہمدردی پیدا ہوگئی کہ اس کی پیٹھ کوڑوں سے یا اس کی جان ہلاکت سے بچانے کے درپے ہو گئے۔ اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ اگر بالفرض اس زنا کاری سے اس کی ماں کو حمل رہ گیا تو حنفی مذہب کے اس مسئلہ کے مطابق وہ بچہ اس عورت کے

بیٹے کا سمجھا جائے گا یعنی باپ بھی وہی اور بھائی بھی وہی اور اسے عدت گزارنی بھی واجب ہوگی۔ چنانچہ حنفی مذہب میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہوگا اور اس عورت پر عدت بھی واجب ہے۔

ملاحظہ ہو درمختار ص ۱۶۹ جلد ۳ مصری لیکن دوسروں کے نزدیک نہ یہ عدت ثابت ہے' نہ نسب۔ پس معلوم ہوا کہ یہ خالص زنا ہی ہے پھر اس پر حد قائم کرنا اپنے گھر کی شرح گھڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس تاکیدی حرام کی نسبت امام صاحب کا تو کھلا فتویٰ ہے جو عالمگیری مصری جلد ثانی ص ۱۶۵ میں ہے کہ عقد گو حرام سے ہو اور حرام بھی ایسا جس میں کسی امتی کو اختلاف نہ ہو۔ اور گو زنا کار کو اس کا علم بھی ہو تو امام کے نزدیک اس پر حد نہیں۔

اور صفحہ ۱۶۶ میں ہے۔ **او تزوج باخت امراته او بامها فجا معها** یعنی اگر کسی شخص نے اپنی سالی سے یا اپنی ساس سے تزوج کر کے صحبت کی تو بھی اس پر حد نہیں گو وہ کہے کہ میں اسے حرام جانتا تھا' اسی صفحہ میں ہے کہ متعہ کو بھی حرام جانتے ہوئے پھر بھی کسی نے متعہ کیا اور اس سے زنا کیا تو بھی اس پر حد نہیں' حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر حد ہے۔ (مسلم)

اب اور سنیے! زنا کی حد ہماری شریعت میں دو طرح پر دو قسم کے لوگوں پر جدا جدا ہے ایک تو وہ زانی جو شادی شدہ نہ ہوں اور ایک وہ جو شادی شدہ ہوں۔ اسی طرح حد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک حد کوڑے لگانا دوسری حد جان سے ہلاک کر دینا۔ پہلی حد پہلی قسم کے زانیوں کے لئے ہے۔ دوسری حد دوسری قسم کے زانیوں کے لئے۔ چونکہ ماں بہن بیٹی وغیرہ کے ساتھ بدکاری کرنے والا تمام بدکاروں سے گناہ میں زیادہ ہے تو اس کی حد کی صورت بھی حدوں میں سے سب سے زیادہ زبوں ہے۔

یعنی عام طور سے دوسری قسم کا حد کا طریقہ پتھر وغیرہ مار کر جان لینا جس سے اس پاپ کے گھڑے کے پھوٹنے میں کچھ دیر نہ لگے یعنی تلوار سے فوراً اس کی گردن اتار دو چنانچہ ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی میں حدیث ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نشان عطا فرمایا ہوا جھنڈا لے کر کہیں جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔

مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ میں اس کا سر کاٹ لاؤں' ترمذی میں ہے **من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ** جو محرمات ابدیہ (ماں' بہن' بیٹی وغیرہ) کے ساتھ وطی کرے اسے قتل کر ڈالو۔ یہ حدیثیں صاف دلیل ہیں اس امر پر کہ ماں بہن کے ساتھ زنا کرنے والے کی بھی حد جان لینا ہے مگر چونکہ دوسرے زنا سے یہ زنا بڑا ہے' اس لئے دوسرے زنا کی جان لینے کے طریقہ سے یہ طریقہ بھی برا۔ حنفی دستو! اب ایمان سے بتلاؤ یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ماننے کے قابل ہے؟ یا قول امام؟ سچ کہو کیا اس شبہ کا علم امام صاحب کو ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہوا؟

آہ یہ ظلم و ستم کہ ماں بہن بیٹی کی زنا کاری کو ہلکا امر بتلا کر پھر بھی چین نہ آیا تو زانیوں کے لئے ایک اور آسانی ٹٹولی کہ جس عورت کے ساتھ بدکاری کرنا چاہیں اس سے نکاح کر لیں گو اس بات کا علم ہو کہ اس کا خاوند موجود ہے پھر کھلم کھلا بدکاری کریں۔ حنفی مذہب قاضی ان پر بھی حد نہ لگائے گا' خیال فرمایئے اگر اس کا خاوند موجود نہ بھی ہوتا تو بھی اس سے زنا کاری کرنے والے پر حد تھی' اب جب کہ اس نے ڈبل گناہ کیا یعنی نکاحتا عورت سے نکاح پر نکاح کیا۔

ایک حرام یہ کر کے پھر دیدہ و دانستہ دوسرا حرام کیا یعنی اس سے زنا کیا تو حد معاف۔ ایک حرام اگر ہو تو حد موجود' لیکن دو دو حرام اگر ساتھ ہوں' ایک حد والے حرام کے ساتھ' دوسرا حرام ملا لے تو حد مفقود' یہاں یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح ماں بہن محل نکاح نہیں' اسی طرح کسی کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت بھی محل نکاح نہیں' لیکن حنفی حضرات کی یہ دیدہ دلیری ہے کہ اس پر سے حد ہٹا رہے ہیں چنانچہ فتاویٰ خانیہ مصری جلد ۳ ص ۵۰۷

میں ہے۔ لو تزوج امراۃ لھا زوج یعنی خاوند والی عورت سے باوجود اس علم کے اس کا خاوند ہے اور اس سے نکاح حرام ہے' کسی نے زنا کاری کی لیکن نکاح بھی پڑھا لیا تھا تو ان پر حد نہیں۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر رضاعی یعنی دودھ ماں یا دودھ بہن دودھ ساس وغیرہ سے زنا کاری کی لیکن وہ ہے لونڈی' آزاد نہیں تو بھی حد نہیں گو جانتا ہو کہ یہ میری رضاعی ماں یا بہن یا ساس یا سالی ہے' لیجئے جناب یہاں نکاح کو بھی ہٹا دیا صاف زنا کاری اور وہ بھی دودھ ماں وغیرہ سے اور پھر حد نہیں الفاظ یہ ہیں۔ لو وطی امته وھی حرام علیه برضاع او صھریةً..... لا حد علیه عند ابی حنیفةً۔ اب معتدہ غیر کے لئے جو اثر آپ نے وارد فرمانے کی خلاف عادت تکلیف گوارہ فرمائی ہے اس کی بابت گزارش ہے کہ منقول نہیں کہ دونوں میں ملاپ بھی ہوا تھا یا نہیں؟ دوسرے دونوں کو علم بھی تھا یا نہیں؟ وغیرہ پس اس قسم کے احتمال والا' ضعیف سند والا اثر حدود کے بارے میں ثبوت میں پیش کرنا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا پکڑنے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

حدود کو رفع کرنے کی حدیث جو یہ لوگ بار بار پیش کرتے ہیں اولاً تو ضعیف ہے' دوسرے مرفوع ہونا بھی صحت کے ساتھ ثابت نہیں۔ تیسرے یہ اسی وقت تک ہے کہ امام کے پاس قصہ نہ پہنچا ہو چنانچہ حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں یا ثبوت پورا نہ ہو' جب معاملہ پختہ ہے' قصہ بڑھ گیا ہے تو جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں ایک حد کا جاری ہونا اللہ کے نزدیک چالیس سال کی برسات سے زیادہ پسندیدہ ہے (ترغیب) لوگو اللہ کی پسندیدہ چیز کے دشمن نہ بنو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یعص اللہ ورسوله ویتعد حدوده یدخله ناراً خالداً فیھا وله عذاب مھین جو شخص اللہ رسول کی نافرمانی کرے اور حد سے گزر جائے' اسے اللہ تعالیٰ ہمیشگی والی جہنم میں جھونک دے گا اور رسوا کن عذاب اسے ہوتے رہیں گے۔

مگر حنفی مذہب نے تو زنا کاری کو اتنا سستا کر دیا کہ فتاویٰ خانیہ پر حاشیہ عالمگیری

مصری جلد۳ص ۵۱۳ میں ہے لوا متنع الشھود عن الرجم یعنی ایک شخص شادی شدہ ہے' اس کے زنا پر گواہ گذر چکے' قاضی نے اس کے رجم کا فیصلہ کر دیا جب رجم کے لئے نکالا تو گواہوں نے رجم کرنے سے انکار کر دیا' کسی نے ہاں کہی اور کسی نے نہ کہی یا ان گواہوں میں سے کوئی اس وقت سے پہلے مر چکا تھا یا کہیں چلا گیا ہے یا گونگا ہو گیا یا اندھا ہو گیا یا مجنون ہو گیا یا مرتد ہو گیا تو زانی کو سنگسار ہی نہ کیا جائے' کیا رحم و کرم والا مذہب ہے' اور کس قدر آسانیوں سے بھرا ہے' جبھی تو ہندوستان میں اس مذہب کی کثرت اور اشاعت ہے' الغرض گویا یہ فقہاء امتی نہیں نبی ہیں جو چاہیں کریں' حلال کو حرام حرام کو حلال شریعت کے داروغہ' نبی کے فرمانبردار' گویا حنفیوں نے انہیں سمجھ رکھا ہے۔ اب رہا معترض کا یہ کہنا کہ ہمارے ہاں اسے تعزیر کی جائے گی اس کی نسبت بھی سنیے۔ اولاً تو آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ اللہ کی مقرر کردہ حد کو تعزیر سے بدلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لھم یعنی ظالموں کا یہ کام ہے کہ جو انہیں کہا جائے اسے بدل ڈالتے ہیں۔

چودھویں صدی کے مولویو! یہ بدخصلت تو یہود میں تھی کہ قول اللہ کو بدل دیا کرتے تھے جو افسوس آج تم فخر سے کر رہے ہو' پھر تعزیر حد سے کم درجہ کی چیز کا نام ہے اور گناہ حد سے زیادہ اعلیٰ درجے کا تو یہ الٹا حساب کیوں؟ کہ جوں جوں گناہ بڑھتا جائے سزا گھٹتی جائے' پھر تعزیر کی بابت حدیث میں لا یجلد فوق عشر جلدات یعنی تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں گے آپ کے فقہاء نے اس میں بھی خلاف پیغمبر ﷺ کیا ہے تاہم وہ لکھتے ہیں۔ اکثرہ تسعة و ثلاثون سرطاً یعنی تعزیر میں زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے مارے جائیں گے۔ درمختار ص ۱۹۴ جلد۳ اور تعزیر میں کم سے کم تین کوڑے آپ کے فقہاء لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۱۹۵ جلد۳ اور خود امام صاحب نے اس تعزیر کا لفظ بھی اس کے لئے بولنا پسند نہیں۔ فرمایا آپ تو فرماتے ہیں نہ حد ہے نہ تعزیر بلکہ

صرف یوجع عقوبتہ یعنی تکلیف پہنچا دی جائے۔ شامی جلد۳ ص ۱۶۸ اسی طرح آپ کے فقہاء نے بھی لکھا ہے' اسی کتاب کی شرح شامی کے اسی صفحہ میں ہے کہ جب اسے علم نہ ہوتو لا حد ولا عقوبته تعزیر نہ تو حد ہے نہ سزا' نہ تعزیر' چلئے تعزیر سے بھی بچ گئے۔

اے حنفی بھائیو! میں تمہیں خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ للہ اس اندھی تقلید کے پٹے کو گلے سے اتارو۔ موحد' متبع' سنت اہلحدیث بن جاؤ۔ دوستو ان مسائل کے ماننے سے نہ صرف اسلام بلکہ امن وامان اور نسل انسان بھی اٹھ جائے گی' خیال تو فرمایئے کہ ایک شخص اپنی ماں بہن بیٹی سے اس طرح زنا کرے اس پر حد نہیں' جو شخص دوسرے کی بیوی سے اس طرح زنا کاری کرے وہ بھی حد سے آزاد' جو شخص دوسرے کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت سے اس طرح منہ کالا کرے وہ بھی حد سے الگ' آخر اس سے بڑھ کر اندھیر کیا ہوگا؟ اس میں ایک بات اور بھی ہے' میں چاہتا ہوں اسے بھی قلمبند کر دوں تاکہ یہ بھی کم از کم میدان میں تو آجائے' اس کتاب میں لفظ ہیں ظانا الحل یعنی امام صاحب کے نزدیک ماں بیٹا دونوں اگر اس حرام نکاح کو اور حرام کاری کو حلال جانتے ہوں تو بھی یہی حکم ہے۔ میں کہتا ہوں یہ صریح کفر ہے' ماں سے نکاح کرنے' ماں سے زنا کرنے کو جو حلال جانے اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

مسئلہ تو اپنی جگہ رہا لیکن یہ خود کس قدر بری بات ہے کہ ماں بہن کو وہ بیوی بنانا حلال جانے اور ماں بہن اس کی بیوی بننا اپنے لئے حلال سمجھیں تو ان دونوں کے کفر میں کیا شک رہ گیا؟ ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ یہاں تو اس قدر ڈھیل ہے اور دوسری جگہ اتنی سختی ہے کہ لکھتے ہیں۔ وبوطی امراة وجدت علی فراشه فننها زوجته ولو هوا عمی ملاحظہ ہو در مختار کا یہی صفحہ' یعنی ایک اندھا اپنے گھر گیا اور اس کے بستر پر ایک غیر عورت تھی۔ اس نے اس سے جماع کر لیا تو اس پر حد ہے' بلکہ لکھا ہے کہ اس نے پوچھا بھی کہ کیا تو میری بیوی ہے؟ تو عورت نے کہا کہ ہاں پھر بھی اسے حد لگائی جائیگی بلکہ شرح کے اسی صفحہ میں ہے کہ گو اندھیری رات میں یہ واقعہ ہوا ہو۔ خیال فرمایئے اندھا ہے' رات ہے'

اندھیرا ہے' عورت اسے یقین دلاتی ہے کہ میں تیری بیوی ہوں اور وہ غریب اسے بیوی جان کر اس سے مجامعت کرتا ہے لیکن یہاں حنفی مذہب کا وہ جال ہے کہ اس پر ضروری حد ماری جائے' اور وہاں وہ خبیث ماں کو ماں جان کر اس سے زنا کرتا ہے' اسے حد معاف یہ ہے رحم کا دریا۔

نکاح کی بے احتیاطی کے یہ مسائل تو آپ نے پڑھ لئے کہ نہ نکاح ہے' نہ ایجاب و قبول پھر بھی بیوی میاں بنا دیئے۔ اب احتیاط پر بھی نظر ڈال لیں درمختار مصری جلد اول ص ۳۲ میں لکھتے ہیں **یجدد نکاح امراتہ** یعنی احتیاطاً ہر مہینے میں ایک دو دفعہ اپنی بیوی سے اپنا نیا نکاح دو گواہوں کے روبرو کر لیا کرے۔

مسئلہ نمبر ۳۷:

درمختار مصری جلد ۳ ص ۱۷۰ میں ہے' **ولا یحد بوطی بھیمۃ** یعنی چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی حد نہیں ماری جائے گی۔ حنفی مولوی صاحب نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو پیش کیا ہے۔ میں کہتا ہوں انہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **من اتی بھیمۃً فاقتلوہ واقتلوھا** جو شخص چوپائے سے بدفعلی کرے اسے قتل کر ڈالو اور اس جانور کو بھی' پس پہلا فتویٰ تو صرف سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اپنا ہے' دوسرا فتویٰ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اب اے حنفی بھائیو! بتلاؤ کسے مانو گے؟ لیکن احناف کے ہاں تو جانور کی شرمگاہ اور اس کا منہ ایک ہی حکم میں ہے چنانچہ ردالمختار مصری جلد اول ۱۲۲ میں ہے۔ **فرج البھیمۃ کفمھا** یعنی چوپائے کی فرج اس کے منہ کی طرح ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ مردہ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے بھی حنفی مذہب میں حد نہیں ملاحظہ ہو شرح ہدایہ فتح القدیر مصری جلد پنجم ص ۴۵۔ **وکذا اذا زنی بمیتۃً** نفس مسئلہ میں اس روایت کو وارد کرتے ہوئے بھی آپ حضرات کو شرم کرنی چاہیے' یہاں پر

احناف کا عجب حال ہے کہ وہ اس حدیث کے ایک حصہ کو مانتے ہیں اور ایک حصہ کو نہیں مانتے۔ آدمی کے قتل کو نہیں مانتے اور جانور کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں' حالانکہ حقیقتاً پورا گناہ تو اس خبیث انسان کا ہے لیکن فقہ کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ گنہگار بالکل آزاد۔ چنانچہ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے۔ **تذبح ثم تحرق** یعنی اوس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے گو امام صاحب فرماتے ہیں ذبح کر کے کھا لیا جائے ملاحظہ ہو شرح کا یہی صفحہ۔ جب اس حدیث کے اس ٹکڑے کو مان کر جانور کے قتل کا فتویٰ دیا تو پھر اس انسان کے قتل کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ کیا قرآن کی یہ آیت بھول گئے۔ **افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعضٍ۔**

بعض کتاب پر ایمان لا کر بعض کتاب کا کفر کیوں کرتے ہو' اسی کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے۔ **لو مکنت امراۃ** یعنی اگر کوئی عورت کسی بندر سے حاجت روائی کر لے تو اس پر حد نہیں بلکہ حنفی مذہب نے تو اس بیہودہ مرد و عورت کو یہاں تک دلیر کر دیا ہے کہ اگر اس صورت میں انہیں انزال نہ ہو تو نہ وضو ٹوٹتا ہے' نہ غسل لازم ہوتا ہے بلکہ ذکر کو بھی نہ دھوئے یونہی نماز پڑھے پڑھائے' ملاحظہ ہو مراقی الفلاح ص ۵۷ جلد اول مصری۔

مسئلہ نمبر ۳۸:

درمختار مصری جلد سوم ص ۱۷۰ میں ہے۔ **او بوطی دبر** یعنی اغلام (لونڈے بازی) کرنے سے بھی حد نہیں۔'' اس کی دلیل بھی حنفی مولوی صاحب۔ نہ کچھ نہیں دی بلکہ وہ ہم سے اس کے خلاف پر دلیل بھی مانگتے ہیں' سنیے جناب امام شافعی' امام احمد' امام مالک رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا جاتا ہے کہ اغلام کرنیوالے کی حد کیا ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ شہر کی کسی بلند عمارت پر سے اوندھے منہ گرا دیا جائے اور پتھروں سے رجم کر دیا جائے۔ (ملاحظہ ہو ابن ابی شیبہ) ابو داؤد' ترمذی' ابن ماجہ' حاکم وغیرہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **من وجد تموہ یعمل عمل قوم لوط**

فاقتلوہ الفاعل والمفعول یعنی جسے تم لواطت کرتے پاؤ اس کو اور اس کے مفعول کو قتل کر ڈالو (ابوداؤد' ترمذی) بعض روایات میں ہے۔ فارجموا الاعلی والاسفل یعنی اوپر والے کو اور نیچے والے کو دونوں کو پتھروں سے رجم کر دو' خود پروردگار نے یہی سزا لوطیوں کو دی کہ ان کی بستیاں ان کے اوپر الٹ دی گئیں اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے گئے' جس چیز کے تصور سے' جس کے ناپاک نام سے' ایک بھلا انسان گھن کرے تم اس کام پر کوئی حد شرعی نہیں بتلاتے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر وہ دونوں شادی شدہ ہیں تو رجم کر دیئے جائیں اور غیر شادی شدہ ہیں تو کوڑے مارے جائیں' ہاں یہ بھی یاد رہے کہ جب ایک غیر عورت سے ایک شخص نے ناواجب طریقہ سے اپنی حاجت روائی کی یعنی زنا کاری کی تو اسے حد لگی اور یہ حاجت روائی غیر عورت یا مرد سے وہ کرتا ہے اور اس جگہ کہ جو جگہ حلال عورت سے بھی حرام تو جرم اور بڑھ گیا پھر جرمانہ میں کمی کیوں کر دی گئی؟

قرآن کریم نے جہاں زنا کو فاحشہ کہا ہے' وہاں لواطت کو بھی یہی نام دیا ہے فرماتا ہے۔ انہ کان فاحشۃ اور جگہ فرمایا اتاتون الفاحشۃ پہلا لفظ فاحشہ کا زنا کے لئے ہے اور دوسرا لواطت کے لئے اور آپ ہی کے مذہب کی کتاب کفایہ میں ایک حدیث ہے۔ اذا اتی الرجل الرجل فھما زانیان یعنی اغلام کرنے والا اور کرانے والا دونوں زانی ہیں' جس طرح زنا میں حرام جگہ اپنی شہوت پوری کرنا ہے' اسی طرح لواطت میں بھی' بلکہ اس کی حرمت اس کی حرمت سے بہت زیادہ ہے یہ تو عقلاً طبعاً شرعاً ہر طرح ممنوع اور مکروہ ہے' زنا میں تو اپنے پانی کا پھل ممکن ہے لیکن یہاں ممکن ہی نہیں جس عورت اجنبیہ سے زنا کیا ہے' اس کی حلت بھی ممکن ہے لیکن اس کی حلت تو کسی وقت ممکن ہی نہیں۔

خود اسی کتاب کے ص ۱۷ پر ہے۔ حرمتھا اشد من الزنا یعنی اس کی حرمت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے' پھر اس قدر زبردست حرام کاری پر سے حد ہٹا دینا بدکاروں کی حمایت کرنا تو نہیں! کہیں صوفیوں کی علت ومعلول کے جھگڑے نے آپ کو بھی از خود رفتہ تو

نہیں بنا دیا؟ تعجب ہے کہ حنفی مذہب کو ان بدکاروں سے ایسی کونسی محبت ہے کہ ہر طرح انہیں آزاد کر رہے ہیں۔

چنانچہ شرح وقایہ جلد ثانی کتاب الحدود مطبوعہ یوسفی ص ۲۵۷ میں ہے۔ **والمرتھن المرھونتہ** یعنی کسی کے پاس دوسرے کی لونڈی گروی ہے اور اس سے اس نے زنا کاری کی تو حد نہیں' بلکہ اس کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ کے اسی صفحہ میں ہے۔ **ان المتعیر للرھن کالمرتھن** یعنی رہن رکھنے کے لئے جو لونڈی کو ادھار لے جارہا ہو اس نے بھی اس سے زنا کاری کی تو حد نہیں' ہدایہ مجتبائی جلد ۲ کتاب الحدود ص ۲۹۴ میں ہے۔ **وجارۃ الموسی فی حق العبد والجاریتہ المرھونہ فی حق المرتھن** یعنی غلام اپنے آقا کی لونڈی سے بدکاری کرے یا جس کے پاس کسی کی لونڈی گرو ہو وہ اس لونڈی سے زنا کاری کرے تو ان دونوں پر بھی حد نہیں۔

خیر یہ آسانیاں حنفی مذہب کی تو آپ سنتے چلے آرہے ہیں اور سنیں گے لیکن ایک بلند پروازی اور بھی سنیئے' میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کو اس جگہ ایک لطیفہ اور بھی سنا دوں۔ فقہاء حنفیہ کو اجتہادی پرواز نے اس جگہ سے اور جگہ پہنچایا اور انہیں خیال پیدا ہوا کہ جنت میں بھی لونڈے بازی ہوگی یا نہیں؟ تو ایک جماعت فقہاء حنفیہ کا اجتہاد ہے وہ فرماتے ہیں ہوگی ملاحظہ ہو در مختار جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ اور اس کی شرح رد المختار کا یہی صفحہ' تو اب بھلا جنت کی نعمت جب یہ ٹھہری تو پھر یہاں اس پر حد کیوں ہو؟ شرم! شرم!! شرم!!! ابن ماجہ کی حدیث میں ہے۔ **ان اخوف ما اخاف علی امتی عمل قوم لوط** یعنی مجھے سب سے زیادہ ڈر اپنی امت پر اغلام بازی کرنے کا ہے' طبرانی کی حدیث میں ہے۔ **اذا اکثر اللوطیتہ رفع اللہ عزوجل یدہ عن الخلق فلا یبالی فی ای وادھلکوا** یعنی جب لواطت کسی قوم میں بڑھ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ ان سے اٹھالیتا ہے اور یہ بھی پروا نہیں کرتا کہ وہ کس جنگل میں ہلاک ہوئے۔

حاکم کی حدیث میں ہے۔ **ملعون من عمل عمل قوم لوط** یعنی یہ کام کرنے

والاملعون ہے‘ بیہقی کی حدیث میں ہے کہ یہ کام کرنے والا صبح شام اللہ کے غضب وغصہ میں رہتا ہے۔ کتاب ترغیب ترہیب مصری جلد دوم ص ۱۱۶ میں ہے۔ **فذھب قوم الی ان حد الفاعل** یعنی ایک قوم کا مذہب یہ ہے کہ فاعل کو زنا کی حد ماری جائے‘ شادی شدہ ہو تو رجم کیا جائے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں‘ سیدنا سعید بن مسیبؒ‘ سیدنا عطاء بن ابو رباحؒ‘ سیدنا حسن بصریؒ‘ سیدنا قتادہؒ‘ سیدنا نخعیؒ‘ حضرت ثوریؒ‘ سیدنا اوزاعی رحمہم اللہ کا یہی قول ہے‘ امام شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں لیکن زیادہ ظاہر مذہب ان کا بھی یہی ہے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ابو یوسف اور محمد بن حسن سے بھی یہی حکایت کی جاتی ہے۔

مفعول بہ پر بھی امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس قول کی بنا پر ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے‘ مرد ہو یا عورت ہو‘ شادی شدہ یا غیر شادی شدہ۔ بعض بزرگوں کا مذہب ہے کہ لوطی کو رجم کر دیا جائے‘ سعید بن جبیر اور مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت کرتے ہیں۔ امام شعبی رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت ہے‘ زہریؒ بھی یہی کہتے ہیں‘ امام مالک‘ امام احمد‘ امام اسحاق رحمہم اللہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

حماد بن ابراہیم‘ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی کو دو مرتبہ رجم کیا جاسکتا تو اس کے قابل یہ اغلام بازی کرنے والا تھا‘ سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ حدیث کے مطابق نیچے والے اور اوپر والے دونوں کو قتل کر دیا جائے‘ چاروں خلفاء راشدین نے ایسے پاجیوں کو آگ سے جلا دیا ہے‘ ایک تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ‘ دوسرے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ‘ تیسرے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ‘ چوتھے سیدنا ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہاں ایک ہیجڑا ہے جو بدکام کراتا ہے‘ خلیفہ اول نے اصحاب رضی اللہ عنہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ کیا جواب دیا جائے‘ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس بدکاری کو سوائے ایک قوم کے اور کسی نے نہیں کیا پھر ان پر (یعنی لوطیوں پر) جو عذاب آیا‘ اسے آپ جانتے ہی

ہیں پس اس شخص کو آگ سے جلا دیا جائے۔ اس مجمع نے اس کی تائید کی چنانچہ خلافت کی طرف سے یہی فرمان صادر ہوا' اوسط طبرانی میں حدیث ہے کہ ایسے لوگوں کا کلمۂ شہادت بھی قبول نہیں' ترمذی کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ انہیں نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا' طبرانی کی ایک اور حدیث میں ہے ایسا شخص کافر ہے' افسوس اتنی سختیاں ہوتے ہوئے حنفی مذہب کا یہ فیصلہ کس قدر لغو فضول اور مضحکہ خیز ہے۔ کہ اس شخص پر کوئی حد نہیں بلکہ یہاں تک لکھ مارا کہ یہ فعل جنت میں بھی ہوگا' بلکہ یہاں تک ہے کہ اگر کوئی حنفی اپنی بیوی کو طلاق دے دے پھر اس کی دبر میں وطی کرے تو یہی وطی رجعت ہو جائیگی' درمختار کے الفاظ ہیں۔

ووطیها فی الدبر۔

مسئلہ نمبر ۳۹:

ہدسوم ص۲۷۱ میں ہے۔ **اوزنی فی دار الحرب اوالبغی** یعنی حربی کافروں یا باغیوں کی سلطنت میں زنا کرنے سے بھی حد نہیں۔'' اس کی بابت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ اگر ہم فتح القدیر کے اس مقام کو دیکھ لیتے جو حنفی مذہب کتاب ہدایہ کی معتبر شرح ہے تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے' میں کہتا ہوں جناب مولوی صاحب میں نے اس کتاب کو بھی دیکھا ہے اور بہت اچھی طرح دیکھا ہے' سنیے اور کان کھول کر سنیے' میں نہ صرف آپ سے کہتا ہوں بلکہ آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اس مسئلہ میں خود صاحب فتح القدیر نے آپ کے مذہب کا رد کیا ہے اور اسے بالکل خلاف کہا ہے وہ تو پورا محاکمہ کرتے ہوئے آپ کے خلاف فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ بحث کو ختم کرو' کسی عربی دان دیانتدار کے سامنے فتح القدیر رکھ دو اور وہ جو کہہ دے مان لو کہ آیا اس مسئلہ میں صاحب فتح القدیر ہمیں ڈگری دیتے ہیں یا آپ کو؟ سنیے! وہ تو صاف لکھتے ہیں **والحق ...... انه یقامه اذا خرج** یعنی حق مسئلہ یہ ہے کہ جب دار الحرب سے وہ نکلے اس پر حد قائم کی جائے۔

اس اجمالی جواب کے بعد تفصیلی جواب سنیے جو حدیث اس کی دلیل میں آپ نے وارد کی ہے۔ یہ حدیث کہاں کی ہے اور کیسی ہے؟ اس کا آپ کو علم ہی نہیں۔ سیر کبیر جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے کوئی حدیث کی کتاب نہیں کہ اس کا نام لے دینے سے کام چل جائے۔ پس اولاً تو یہ حدیث ثابت ہی نہیں۔ دوسرے یہ کہ خود آپ اور آپ کے فقہاء اسے نہیں مانتے۔ چنانچہ خود صاحب درمختار اسی صفحہ میں لکھتے ہیں **الا اذا زنی** یعنی اگر کسی شخص نے دارالحرب میں ایسے لشکر میں زنا کیا جس کے امیر کو حدود جاری کرنے کا اختیار ہے تو حد ماری جائے گی۔

جو حدیث آپ نے وارد کی ہے اس میں تو ہے کہ دارالحرب میں زنا اور چوری کرنے والے پر حد نہیں لیکن پھر آپ کے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر دارالحرب میں کسی نے زنا کیا یا چوری کی اور وہ امیر جو حدیں جاری کرتا ہے وہاں ہے تو اس زانی چور پر حد لگائی جائے گی۔ مولوی صاحب کیا یہ حدیث جسے آپ پیش کر رہے ہیں خود اپنی کمزوری کو محسوس کر رہے ہیں کہ یہ حدیث بوجہ ثابت نہ ہونے کے پیش کرنے کے قابل نہیں۔

ہم پر تو حجت ہو سکتی ہے لیکن آپ پر حجت نہیں؟ اگر واقعی اس حدیث کو مانتے ہو تو پھر اس پر بھی حد لگاؤ جو امیر اور خلیفہ کے لشکر میں ہے۔ اور وہ لشکر دارالحرب میں ہے اور وہ زنا اور چوری کرتا ہے۔ کیوں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں ہے جو شخص دارالحرب میں زنا یا چوری کرے اس پر حد نہیں۔ یہ شخص بھی دارالحرب میں زنا اور چوری کرتا ہے پھر اس پر حد کیوں لگاتے ہو؟ ناظرین دراصل یہ حدیثیں وغیرہ سب کی سب حنفی مذہب کی دیواریں مضبوط کرنے کے لئے گھڑی جا رہی ہیں۔ یہ مجیب حنفی تو خیر اصاغر میں سے ہیں' ان کا تو اکابر کا بھی یہی حال ہے۔

یہاں تک کہ اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے ہدایہ والے نے اس جگہ ایک حدیث بنا بنوا کر اپنی کتاب الہدایہ میں لکھ دی کہ **لا تقام الحدود فی دار الحرب** یعنی دارالحرب میں حدیں نہ قائم کی جائیں جس کی بابت فتح القدیر کو بھی کہنا پڑا **یعلم له**

وجود یعنی اس حدیث کا وجود ہی معلوم نہیں ہوتا۔علاوہ ازیں یہ حدیث بھی حنفیہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ کیوں کہ اولاً تو یہ خبر ہے ممانعت نہیں نفی ہے۔ نہی نہیں' دوم دارالحرب میں حد کا نہ لگنا اس امر کو مستلزم نہیں کہ وہ یہاں سے چلا آئے تو دارالاسلام میں بھی حد سے بچ جائے۔لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔انہیں تو ہر طرح حنفی مذہب کی لاج رکھنی ہے۔علاوہ ازیں یہ حدیث دارالحرب کے لئے ہے۔حنفی صاحب دارالبغی یعنی باغیوں کی سلطنت میں زنا کرنے والے کو کس دلیل کی رو سے آزاد کیا جارہا ہے۔

ہندوستان کے حنفیو! سنو اور اے اسلامی سلطنتوں کے رہنے والو تم بھی سن لو جس قدر تم چاہو کفار کی سلطنتوں میں زنا کاریاں کرو تم پر حنفی مذہب میں کوئی حد نہیں۔قرآن کا حکم الزانية والزاني فاجلدوا یعنی زانی عورت اور زانی مرد کو کوڑے لگاؤ۔حنفی مذہب میں ان کے لئے ہے جو ہندوستان اور ہندوستان جیسی سلطنتوں میں نہ رہتے ہوں۔یہاں کی زمینیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔حنفیو! شرم کرو' قرآن کے صریح الفاظ کے خلاف تو اپنے اماموں کی نہ مانو' قرآن کہتا ہے' زانی مرد اور عورت کو حد لگاؤ' تمہارے امام کہتے ہیں' دارالحرب میں باغیوں کی سلطنت میں جو مرد وعورت زنا کرے اسے حد نہ لگاؤ۔لیکن تم ہو کہ امام کی چھوڑ کر قرآن کی ماننے کو تمہارا جی نہیں چاہتا۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین جو دارالحرب میں زنا کرے جب اسلامی سلطنت میں آئے اس پر حد جاری کرو۔(ابن ابی شیبہ)

امام شافعی' امام مالک' امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ ایسے زانی کو حد لگائی جائے مگر حنفی مذہب کی وسعت نے اس زانی کا سر چھپالیا اور اسے اپنی پناہ میں لے کر گودیوں میں بٹھالیا۔پھر اور لطیفہ سنیے۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی' چوری کی' شراب خوری کی' غرض کسی چیز کی حد حربی پر نہیں۔لیکن پھر اپنے اصول کو توڑ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں تہمت کی حد ہے۔آپ کے شاگرد قاضی ابو یوسف کی سنیے آپ فرماتے ہیں۔حربی کو ساری حدیں لگیں گی مگر شراب کی حد نہیں لگے گی خواہ کتنی ہی پی ہو۔ملاحظہ ہو فتح القدیر۔

برادران! قرآن کا خطاب ان مسلمانوں سے بھی ہے جو اسلامی سلطنتوں میں ہوں۔ جس طرح اسلامی سلطنت میں رہنے والے پر اسلامی حدیں ہیں۔ اسی طرح غیر اسلامی سلطنت والوں پر بھی۔ ایسے صاف مسئلے میں اختلاف کرنا گناہوں کے اور سیاہ کاریوں کے دروازے کھول دینا اور بدکاروں کو دلیر بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟ کتاب اللہ میں فاجلدوا ہر زانی کے لئے موجود پھر اپنے قیاس سے بعض زانیوں کی سرپرستی کر کے انہیں مخصوص کر دینا انتہائی جرات نہیں؟ سنیے جناب ایک فیصلہ کن حدیث بھی سن لیجئے۔

مراسیل ابی داؤد میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **اقیموا حدود الله فی السفر والحضر علی القریب و البعید ولا تبالوا فی الله لومته لا یم** یعنی اللہ تعالیٰ کی حدوں کو سفر میں اور وطن میں، پاس والوں پر، اور دور والوں پر جاری کرتے رہو اور اس بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ برادران اس حدیث میں غور کیجئے کس طرح صاف لفظ ہیں کہ دور والوں پر بھی حد جاری کرو، ایک دور والا شخص جس نے حالت اسلام میں دارالحرب میں زنا کیا تھا۔ آج وہ دارالسلام میں آیا اور قاضی کے سامنے اپنے زنا کا اقرار کیا۔

آج اس وقت اس قاضی کو اس زنا معلوم ہوا۔ حکم باری ہے کہ زانی کو کوڑے لگاؤ یا سنگسار کرو۔ فرمان رسول ﷺ ہے کہ دور والوں پر بھی حد جاری کرتے رہو۔ قاضی اللہ کی حد جاری کرنا چاہتا ہے۔ مگر حنفی مذہب بیچ میں آتا ہے اور کہتا ہے چونکہ اس نے زنا اس زمین پر کیا جس پر کفار کا قبضہ تھا۔ اس لئے آپ اسے حد نہ لگایئے۔ اس سے بھی زیادہ واضح حدیث سنیے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **لا ینبغی بوال ان یوتی بحد الا اقامته** یعنی کسی امیر بادشاہ کو لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جائے جس پر حد ہو اور پھر وہ اس حد کو جاری نہ کرے۔ بلکہ اسے حد قائم کر دینی چاہیے۔ منتخب کنزالعمال بر حاشیہ مسند احمد مصری جلد ۲ صفحہ ۳۹۴۔

حنفیو! اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ رسول سے کیا انعام پاؤ گے؟ حنفی مذہب کی اس

مسئلہ میں عجب لہریا چال ہے' اس نے کہا جو دار الحرب میں زنا کرے اس پر حد ہی نہیں' پھر کہا جو دار الحرب میں زنا کرے اور وہ ہو لشکر گاہ میں اور ذی اختیار امیر مصر وہاں موجود ہو تو اس پر حد ہے۔ پھر حنفی مذہب کہتا ہے کہ جو دار الحرب میں لشکر گاہ سے دور جا کر زنا کرے اور پھر لشکر گاہ میں چلا آئے تو اس پر بھی حد نہیں پھر وہ کہتا ہے جو لشکر گاہ میں زنا کاری کرے گو وہاں امیر لشکر موجود ہے تو بھی اسے حد نہیں مار سکتا۔ پھر اس سے بھی زیادہ آزاد ہو کر وہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر حربی کافر اور کافرہ امن حاصل کر کے دار الاسلام میں زنا کریں تو بھی ان پر حد نہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حنفی مذہب کی اسی کتاب درمختار جلد ثالث مصری صفحہ ۱۶۷ میں لکھا ہے لو طء امتہ ابویہ وان علیا...... وامتہ امراتہ وامتہ سیدہ ووطء المرتھن الا متہ المرھونہ...... المستعیر للرھن کالمرتھن...... المستاجرۃ والمغصوبتہ یعنی اپنی ماں کی یا نانی کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں۔ اپنے باپ کی یا دادا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں۔ اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں' اپنے آقا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں۔

اپنے پاس جو لونڈی گروی ہو اس سے زنا کرے تو حد نہیں۔ خرچی یعنی زنا کاری کی اجرت دے کر زنا کرے تو حد نہیں' کسی کی لونڈی کو غصب کر کے زنا کرے تو حد نہیں وغیرہ وغیرہ۔ حنفی دوستو خدارا غور کرو یہ کیا الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ یہ اللہ کی حدوں کو کیوں توڑا جاتا ہے۔ اللہ کے ہاں کیا جواب ہوگا۔ بلکہ شرابی کی نسبت بھی اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۰ میں لکھا ہے کہ اگر گواہ گواہی دیں اور شراب پیئے دیر ہوگئی ہو اب منہ میں بو نہ رہی ہو یا وہ خود شرابی اقرار کرے لیکن اس کے منہ کی بو باقی نہ ہو تو بھی شراب پینے کی حد نہ لگائی جائے۔

دوستو! اس چکر دار راستے کو چھوڑ و اللہ رسول کے اطاعت گذار بن جاؤ۔

مسئلہ نمبر ۴۰:

درمختار جلد ۳ مصری صفحہ ۱۷۲ میں ہے ولا حد بزنا غیر مکلف بمکلفۃ مطلقا یعنی نابالغ وغیرہ غیر مکلّف مرد اگر بالغہ وغیرہ مکلفہ عورت سے زنا کرے تو دونوں پر حد

نہیں ۔'' اس کی دلیل حنفی مذہب مولوی صاحب نے یہ دی ہے کہ چونکہ زنا اصل فعل مرد کا ہے اور وہ غیر مکلّف ہے جس پر حد نہیں ۔ اس لئے عورت پر بھی حد نہیں ۔ چونکہ اگلے فقہاء نے بھی یہی کہا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بحث کو قدرے وضاحت کے ساتھ بیان کر دوں ۔ سنیے اس اصول کے مطابق جہاں کسی شخص کو دوسرے نے مجبور کیا ہو کہ اس عورت سے زنا کرو ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا اور وہ عورت راضی رضامندی سے زنا کراتی ہے تو ظاہر ہے کہ اکراہ اور جبر کی وجہ سے اس مرد پر حد نہیں ۔

جیسے اس غیر مکلّف پر اور حنفی مذہب کے اس قاعدے کے مطابق زنا اصل فعل مرد کا ہے اور اس پر چونکہ اس صورت میں حد نہیں ۔ لہٰذا اس عورت پر بھی حد نہ ہونی چاہیے ۔ حالانکہ حنفی مذہب میں اس عورت پر حد ہے ۔ چنانچہ اسی کتاب کی شرح درالمختار کی اسی صفحہ میں ہے ۔ **فلوزنی مکرھا بمطا وعتہ و جب علیھا الحد** یعنی اگر کسی مرد پر زبردستی کی گئی اور کسی عورت نے راضی خوشی اس سے زنا کرایا تو مرد پر تو حد نہیں لیکن عورت کو حد ماری جائے گی ۔ اس طرح حنفی مذہب میں ہے کہ کسی شخص کی زنا کاری کے چار گواہ عینی موجود ہیں لیکن وہ عورت کو نہیں پہچانتے تو اس مرد پر بھی حد نہیں ۔

ملاحظہ ہو ہدایہ جلد اول صفحہ ۵۰۰ باب الشہادۃ کہو مرد کے فعل کو اصل بتانے والو! مرد کا فعل موجود شرعی گواہ موجود پھر حد ساقط کیوں ہے ؟ اسی طرح ہدایہ کے اسی صفحہ میں ہے اگر چہ چار گواہ شرعی زنا پر ہوں لیکن وہ کہہ دیں کہ عورت ناراض تھی جب بھی حد نہیں ۔ کہو آپ کا اصول کیا ہوا ۔ سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب غیر مکلّف مرد مکلفہ عورت کے ساتھ پایا جائے تو عورت کو حد لگے گی ۔ سیدنا امام مالک رحمہ اللہ اور سیدنا امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے علاوہ ان کے سب لغتاً اس عورت کو زانیہ کہا جائے گا اور قرآن نے زانیہ کو حد لگانے کو کہا ہے ۔ پھر اللہ کے مجرم کے حامی بن کر تم اپنا نقصان کیوں کرتے ہو؟ ایک اور دلیل بھی سن لیجیے جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ نابالغ کے اس فعل کو بھی اثر ہے ۔ حنفی مذہب میں ہے کہ عقر یعنی مہر مثل اس بچہ پر واجب ہے جو کسی بچی سے زنا کرے

یا کسی زبردستی اور اکراہ و جبر کی ہوئی عورت سے زنا کرے۔

ملاحظہ ہو اسی کتاب کی شرح کا یہی صفحہ۔ پس مہر تو آپ حنفی حضرات اس غریب بچہ پر بھی واجب کرتے ہیں جب اس کے فعل کا کوئی اثر ہی نہیں۔ تو اس سے مہر مثل کس چیز کا دلوایا جا رہا ہے؟ اور سنیئے حنفی مذہب میں ہے کہ اگر مستامن ذمیہ یا مسلمہ سے زنا کرے تو مرد پر حد نہیں لیکن دونوں قسم کی عورتوں پر حد ہے۔ اب فرمایئے کہ یہاں وہ قاعدہ کیا ہوا! ٹھیک اسی طرح حنفی مذہب میں ہے کہ **ولا باقرار ان انکر الاخر** ملاحظہ ہو اسی کتاب کا یہی صفحہ یعنی ایک تو کہے کہ میں نے زنا کیا اور دوسرا انکار کرے تو اقرار کرنے والے کو بھی حد نہیں مارنی چاہیے۔

مثلاً ایک مرد کہتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میں نے فلاں عورت سے زنا کاری کی اور وہ عورت انکار کرتی ہے تو اس اقرار کرنے والے مرد پر بھی حد نہیں۔ اب خیال فرمایئے کہ حنفی مذہب میں اصول تو یہ تھا کہ زنا اصل فعل مرد کا ہے تو اصل فعل مرد کے اقرار سے ثابت ہے۔ لہٰذا اسے حد لگانی چاہیے۔

مگر یہاں آ کر گویا اصل عورت کو قرار دیا جا رہا ہے۔ اور اس کے انکار کی بنا پر اس اقراری مرد کو بھی حد سے زیادہ آزاد کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ کے پاس آ کر جب حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے زنا کا اقرار کرتے ہین تو آپ ان کی حد کو اس عورت کے اقرار پر اٹھا نہیں رکھتے۔ بلکہ ان پر حد جاری کرنے کو فرماتے ہیں۔ (بخاری مسلم) جو دلیل ہے حنفیہ کے اس مسئلہ کے خلاف پر اور اس اصل کے خلاف پر بھی۔ اسی طرح صحیح بخاری مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ وہ شخص نبی ﷺ کے پاس ایک جھگڑا لے کر آ ہے۔ ایک نے کہا حضور ﷺ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے۔

دوسرے نے کہا ہاں حضور ﷺ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ واقعہ عرض کروں۔ آپ نے فرمایا کہو اس نے کہا کہ میرا لڑکا اس کے ہاں کام کاج پر تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر رجم

ہے۔تو میں نے اس کے بدلے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ میں دے دی۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی ہے اور رجم اس کی بیوی پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب میرا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق سنو! تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھے واپس مل جائے گی اور تیرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال تک جلا وطنی کوڑوں کا اور جلا وطنی کا حکم دے کر آپ نے حضرت انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے انیس تم اس کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو تم اسے رجم کرو۔ چنانچہ ان کے جانے پر اس نے اقرار کیا اور انہیں رجم کر دیا۔ (رضی اللہ عنہا) اس واقعہ میں بھی آپ نے اس لڑکے کی حد کو اس عورت کے اقرار پر منحصر نہیں رکھا۔ ایسی کھلی دلیلوں کے ہوتے ہوئے حنفیہ کا یہ مسلک یقیناً قابل ترک ہے۔ ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ بنو بکر بن لیث کا ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہو کر اپنی زنا کاری کا اقرار کرتا ہے۔ چنانچہ اسے سو کوڑے مارے جاتے ہیں۔ اب اس عورت سے پوچھا جاتا ہے وہ قسم کھا کر انکار کرتی ہے۔ اور وہ شخص اس کی زنا کاری پر کوئی شہادت پیش نہیں کر سکتا تو آپ حکم دیتے ہیں کہ اس پر تہمت لگانے کی دوسری حد بھی مارو۔ چنانچہ سو کوڑے زنا کاری کے لگ چکے تھے۔ اب اسی کوڑے تہمت کے اور لگائے جاتے ہیں۔

اور سنو! ایک مرد غیر شادی شدہ ایک عورت شادی شدہ سے زنا کرتا ہے ظاہر ہے کہ مرد پر اس صورت میں رجم نہیں تو آپ کے اس قاعدے کے مطابق عورت پر بھی رجم نہ ہونا چاہیے۔ حالانکہ یہاں آپ اپنے قاعدہ کے خلاف رجم کا حکم دیتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حنفیوں کا یہ غضب تو یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ عالمگیری مصری جلد دوم صفحہ ۱۶۷ میں ہے۔

لا یوخذ الاخرس بحد الزنا ولا بشئی من الحدود لو ان اقربه باشارة او کتابته او شهدت به الشهود علیه یعنی گونگے پر نہ تو زنا کی حد ہے نہ کوئی اور حد گو وہ خود اشارے سے اقرار کر لے یا لکھ کر اقرار کر لے گو گواہ بھی موجود ہوں اور شہادت دے

رہے ہوں۔ لیکن تاہم گونگے پر کوئی حد نہیں۔ اس کے برعکس سنیئے فتاویٰ خانیہ جلد ۳ صفحہ ۵۰۸ میں ہے۔ رجل زنی بصغیرۃ یعنی اگر کسی نے چھوٹی بچی کے ساتھ جماع کیا۔

یہاں تک کہ پیشاب پاخانہ کا راستہ ایک ہوگیا تاہم اس پر حد نہیں بلکہ اس کی ماں بیٹی وغیرہ سے نکاح کرنا بھی اس پر حرام نہیں۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر کسی لونڈی سے زنا کاری کرتے کرتے اسے مار ڈالا تو بھی امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد نہیں۔

اللہ یہ ظلم وستم' اسی کتاب کے صفحہ ۵۱۰ میں ہے کہ ایک غلام نے چار بار زنا کاری کا اقرار کیا لیکن اس کا مالک کہہ دے کہ یہ جھوٹا ہے تو اس پر بھی حد نہیں۔ بلکہ صفحہ ۵۱۱ میں ہے کہ اگر زنا کاری کے بعد ایک ماہ کے بعد گواہ گزارے تو بھی حد نہیں لگے گی۔

دوستو! کیوں رسول اللہ ﷺ کے خلاف پر کمر کس رکھی ہے۔ اللہ سے ڈرو اور اللہ کی حدود نہ توڑو۔ اپنے اور اپنے علماء کی باتوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ مانو۔

مسئلہ نمبر ۱۴۱:

درمختار مصری جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ میں ہے ولا حد بزنا بالمستاجر له یعنی جس عورت کو زنا کاری کے لئے اجرت دی ہو اور اس سے زنا کرے تو اس پر حد نہیں' اس کے جواب میں حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے آگے ہے کہ حق یہ ہے کہ حد واجب ہے۔ میں کہتا ہوں اسی کتاب درمختار کی شرح ردالمختار کے اسی صفحہ میں ہے والمتون والشروح علی قول الامام یعنی حنفی مذہب فقہ کی تمام متن کی اور شرح کی کتابوں میں یہی ہے کہ اس صورت میں حد نہیں کیوں کہ امام صاحب کا قول یہی ہے۔

کنزل الدقائق مطبوعہ دیوبند صفحہ ۱۷۰ میں ہے وبالزنا بمستا جزۃ یعنی اجرت پر اگر کسی عورت سے زنا کاری کی تو بھی حد نہیں۔ مولوی صاحب حد ہے یہ تو قول امام اعظم کے شاگردوں کا ہے۔ خود امام صاحب کا تو یہی قول ہے کہ اس پر حد نہیں پھر آپ کیوں امام صاحب کی چھوڑ کر ان کے شاگردوں کی مان کر غیر مقلد کیوں بنتے ہو؟

کافی میں ہے لو قال امھر تلک کذالا زنی بلک یجب الحد یعنی اگر کسی شخص نے کسی عورت کو زنا کاری کے لئے کچھ خرچی دی پھر اس سے زنا کیا تو حد نہیں۔ اے جناب مولوی صاحب ذرا تو تقلید شخصی کی لاج رکھئے' اس قدر دلیری سے تو جھوٹ نہ کہئے۔ فقہ کی کسی کتاب میں حضرت امام سے یہ مروی نہیں کہ ایسے شخص کو حد لگانی واجب ہے۔ پھر آپ کس طرح یہ داغ دھو سکتے ہیں۔ جس طرح اس سے پہلے نہایت بے باکی سے آپ نے اور مسائل تسلیم کئے ہیں۔ لامحالہ ایک دن اس مسئلہ کو بھی آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ یہ خاص حضرت امام صاحب کا مسئلہ اور ان کی فقہ ہے کہ جو زانی روپیہ پیسہ دے کر زنا کرے اس پر حد نہیں بلکہ حضرت امام صاحب کے نزدیک وہ زانیہ عورت جو اجرت اپنی زنا کاری کی لے وہ بھی اس کے لئے حلال ہے۔

چنانچہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔ ان ما اخذته الزانيه ان كان بعقد الجارة فحلال یعنی زانیہ جو اجرت یعنی خرچی زنا کاری کے بدلے لے وہ حلال ہے۔ سنا جناب نے حنفی بننے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اجرت دے کر زنا کر لو حد نہیں بلکہ وہ پیسہ بھی اس رنڈی کے لئے حلال ہے۔ حالانکہ حدیث میں صاف موجود ہے۔ مھر البغی خبیث یعنی زانیہ کی اجرت خبیث یعنی حرام ہے۔ لیکن حنفی مذہب کے مطابق آج جتنی رنڈیاں ہیں ان کی خرچی حلال ہے اور ان کے زانیوں پر کوئی حد بھی نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری جزو ثانی مصری صفحہ ۱۶۷ میں ہے استاجر امراة ليزني بها اوليطاها او قال خذی هذه الدراهم لا طات و قال مكنيني بكذا فرضيت لم يحد کسی شخص نے ایک عورت کو زنا کاری کیلئے کچھ اجرت پر رکھا۔ اجرت ٹھیرا کر اس سے وطی کی یا کہا کہ اتنی خرچی لے اور مجھے زنا کرنے دے یا کہا کہ مجھے اپنا آپ سونپ دے اور میں تجھے اتنا اتنا دوں گا وہ راضی ہوگئی اور اس نے زنا کاری کی تو اسے حد نہ لگانی چاہیے۔

غرض یہ خاص حضرت امام صاحب کا مسئلہ ہے اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ پھر اس سے انکار کرنا حنفی مذہب کو سلام کرنا ہے۔ مولوی صاحب! اگر حنفی رہنا چاہتے ہو تو

صاف لفظوں میں کہو کہ جو شخص خرچی دے کر زنا کرے اس پر حد نہیں۔ شجر حنفیت کی ایک شاخ یہ بھی ہے بلکہ حنفی مذہب میں ہے کہ چار گواہ ایک زنا کے گذر گئے۔ چاروں کہتے ہیں کہ اس نے اس عورت سے زنا کاری کی لیکن دو تو کہتے ہیں عورت خود بھی راضی تھی، دو کہتے ہیں عورت کی رضا مندی نہ تھی تو نہ عورت پر حد ہے، نہ مرد پر، نہ گواہوں پر سب بری الذمہ ہیں، بلکہ اگر ایک کہہ دے کہ عورت ناراض تھی تو بھی سب کو چھٹی ہے۔

ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ بلکہ صفحہ ۱۷۰ میں ہے کہ گو چار گواہ کسی کی زنا کاری پر گذر چکے ہوں لیکن وہ عورت کو پہچانتے نہیں کہ کونسی عورت ہے تو اس زانی پر بھی کوئی حد نہیں گو وہ زانی بھی کہہ رہا ہو کہ جس عورت کے ساتھ تم نے مجھے دیکھا وہ نہ میری بیوی تھی، نہ لونڈی اور گو بعد میں گواہ بھی کہیں کہ وہ فلاں تھی۔

مسئلہ نمبر ۴۲:

درمختار مصری جلد ۳ ص ۱۷۲ میں ہے۔ وکذالو قال اشتریتها یعنی ایک آزاد عورت سے زنا کیا اور پھر کہہ دیا کہ میں نے تو اسے خریدا ہے تو اس پر بھی حد نہیں، یعنی ایک شخص ایک عورت سے زنا کرتا ہے گواہ گذر جاتے ہیں، زنا کاری ثابت ہے، وہ عورت آزاد ہے لونڈی نہیں لیکن یہ زانی اگر حنفی ہے تو جھوٹ موٹ کہہ دے کہ یہ عورت میری زرخرید لونڈی ہے تو صرف اس کے اتنا کہتے ہی حنفی مذہب اسے حد سے آزاد کر دے گا بلکہ اس کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر چہ وہ کہے کہ یہ فاسد خرید ہے، یا بائع کو اختیار ہے یا مجھے صدقہ میں دی ہے یا میرے نام ہبہ کیا ہے۔ (اور ہو یہ سب غلط) اس عورت والا ان باتوں کا انکاری ہو، وہ عورت آزاد ہو، اس پر کسی کی ملکیت سرے سے ہو ہی نہیں، عورت والے ان تمام باتوں سے انکاری ہوں، اس بدکار زانی کے پاس کوئی ثبوت اور دلیل بھی نہ ہو، زنا کے چار گواہ گذر چکے ہوں مگر تاہم اس زنا کار پر حد نہیں۔

درمختار جلد سوم ص ۱۶۵ پر ہے۔ کولحی ولده وولده یعنی باپ اپنے بیٹے کی یا

دادا اپنے پوتے کی لونڈی سے زنا کرے گو حرام ہونا جانتا ہو پھر بھی اس پر حد نہیں۔ خیر اصل مسئلہ کی دلیل میں حنفی مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ اس کے حلال ظن کرنے سے اس پر مشتبہ ہوا' حالانکہ اولاً تو یہ فرمانا ہی غلط ہے کیونکہ وہ جواب اسے زر خرید لونڈی بتا رہا ہے یہ سرے سے غلط ہے' اس کا آزاد ہونا تسلیم کیا گیا ہے اور اگر صرف اس کی زبانی الفاظ ہی اسے حد سے آزاد کرانے کے لئے کافی ہیں تو پھر اس صورت میں کہ وہ کہہ دے میں نے اسے اپنی بیوی خیال کیا تھا۔

آپ کے اس کہنے سے حد ساقط نہیں ہوگی' اسی طرح جو شخص اپنے بھائی کی یا چچا کی لونڈی سے زنا کرے اور کہہ دے کہ میں تو اسے اپنے لئے حلال جانتا تھا تو بھی اس پر حد لگے گی اگر اس کے الفاظ کا اعتبار ہے تو اس صورت میں بھی اسے حد نہ لگنی چاہیے۔ الغرض یہ بھی حنفی مذہب کی ایک خاص عنایت ہے کہ ایسے زنا کار کو جو زنا بھی کرتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے وہ حد سے آزاد کر رہا ہے اور لطف کی بات سنیئے' عالمگیری مصری جلد ثانی ص ۱۶۹ میں ہے۔ اذا زنی بامتہ ثم اشتراھا یعنی کسی لونڈی کے ساتھ زنا کیا پھر اسے خرید لیا تو بھی اس پر حد ہے' خیال فرمایئے کہ آزاد عورت کے ساتھ زنا کر کے جھوٹ موٹ خریداری کا دعویٰ کرے تو حد سے آزاد۔ لیکن حقیقتاً لونڈی ہے اور سچ مچ خرید بھی کر لی ہے تو حد موجود۔''

مسئلہ نمبر ۴۳:

درمختار مصری جلد سوم ص ۱۷۳ میں ہے۔ ولو غصبھا ثم زنا بھا یعنی اگر کسی لونڈی کو غصب کر لیا پھر اس سے زنا کاری کی پھر قیمت کا ضامن ہو گیا تو اس پر بھی زنا کی حد نہیں۔'' اس کی بھی کوئی دلیل حنفی مولوی صاحب نے قرآن و حدیث سے نہیں دی اور یہاں بھی یہ کہہ کر ٹال دیا کہ شبہ پیدا ہو گیا' میں کہتا ہوں ٹھیک یہی شبہ اسی صورت میں بھی ہے کہ کسی کی لونڈی سے زنا کرے پھر غصب کرے پھر قیمت کا ضامن ہو جائے۔

لیکن آپ کے فقہاء اس صورت میں حد کو ساقط نہیں کرتے ملاحظہ ہو فتح القدیر کتاب

الحدود' مولانا ذرا خیال تو فرمایئے کہ قیمت کا ضامن اب ہو رہا ہے' ملکیت اب ثابت ہوتی ہے اور زنا اس سے پہلے کا ہے تو زنا کی حد کو ساقط کرنیوالی کونسی چیز ہے؟ مثلاً ایک شخص ایک عورت سے زنا کرتا ہے پھر اس سے نکاح کر لیتا ہے تو کیا یہ بعد کا نکاح پہلے کے زنا کی حد کو ٹال دے گا؟

جیسے یہ نکاح اس زنا کو دور نہیں کر سکتا ایسے ہی یہ ضمانت اس حد کو ساقط نہیں کر سکتی لیکن حنفی مذہب میں اس سے بھی بڑھ چڑھ کر یہ بھی موجود ہے کہ **رجل احل جاریته لغیره فوطئها ذالك الغیر لا حد علیه** یعنی ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہہ دیا کہ میں تجھے اپنی لونڈی سے جماع کرنے کی رخصت دیتا ہوں اور اس نے اس سے زنا کیا تو اس زانی پر بھی حد نہیں۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری مصری جلد ثانی ص ۱۶۹ اور ص ۱۷ میں ہے۔ **لو اذهب بصرا امتهٗ بالوطی لا یجب الحد** یعنی اگر کسی لونڈی کے ساتھ مجامعت کرتے کرتے اسے اندھا کر دیا تو کوئی حد نہیں ہاں اگر ران توڑ ڈالی تو حد ہے۔

حنفی مولویو! ان تمام صورتوں میں زنا کاری موجود ہے' چار گواہ شرعی موجود ہیں۔ قرآن حدیث نے زنا پر حد لگائی ہے پھر آپ اس حد کو ہٹانیوالے اور اس بدکار کی حمایت کرنے والے اور زمین میں فساد پھیلانے والے اور امن وامان کو آگ لگانیوالے اور زنا کاری کا بیج بونیوالے کون؟

مسئلہ نمبر ۴۴:

درمختار مصری جلد سوم ص ۱۷۳ میں ہے۔ **ولا یحد** یعنی خلیفہ مسلمان آزاد بادشاہ پر بھی زنا کاری وغیرہ کی حد نہیں لگائی جائے کی۔ ''مثلاً'' شراب پئے' تہمت لگائے' چوری کرے' زنا کاری کرے کسی چیز پر حد نہ لگے گی۔ اس کی دلیل میں بھی حنفی مولوی صاحب ساکت صامت ہیں' صرف یہ لکھا ہے کہ چونکہ اس پر حاکم کوئی نہیں لہٰذا یہ حد سے آزاد ہے' لیکن جناب عالی آپ کے ہاں تو یہ بھی لکھا ہے کہ **ادعی الزانی انها زوجته سقط**

الحدعنہ وان کانت زوجہ للغیر بلا بینۃ ملاحظہ ہو یہی درمختار مصری جلد۳ص ۱۵۹ یعنی اگر زانی نے کسی کی عورت سے زنا کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ تو میری ہی بیوی ہے تو اگرچہ اس کے پاس کوئی دلیل اور گواہی شہادت نہ ہو اور وہ عورت بھی دوسرے کی ہوتا ہم اس پر حد نہیں۔

کہئے جناب یہاں تو حاکم تھا پھر حد کیسے ہٹی حالانکہ ایک تو زنا کرتا ہے دوسرے پرائی عورت کو اپنی بتاتا ہے' ڈبل مجرم مگر سزا معاف۔ یہ ہے حنفی مذہب کی آسانی خیر لطف یہ ہے کہ حنفی مذہب کے فقہاء لکھتے ہیں کہ قتل کا قصاص خلیفہ سے لیا جائے گا۔ اسی طرح مال کی بربادی کا بدلہ بھی لیا جائے گا' پس جس طرح مال کے بدلے کے وقت وہ کسی اور کو اپنا والی بنادیتا ہے اور وہ اس سے بدلہ لے لیتا ہے' اسی طرح اللہ کا حق بھی دوسرے کو والی کر کے اپنے نفس سے دلوائے' اللہ کا حق اور اس کا قرض مخلوق کے حق اور قرض سے بہت زیادہ اولیٰ اور اوثق ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ فھوا حق بالقضاء یعنی لوگوں کے قرض وحق ادا کرنے سے بہت زیادہ ادائیگی کا حقدار اللہ تعالیٰ کا قرض اور اس کا حق ہے' پس لوگوں کے معاملات میں پکڑا جائے اور اللہ کے معاملہ میں چھوڑ دیا جائے' یہ تو پرلے سرے کی بے انصافی ہے' دوسرے یہ کہ اس میں بھی حق العباد ہے۔ جس عورت سے وہ زنا کاری کرتا ہے آخر وہ بھی کسی کی بہو بیٹی بہن یا ماں ہوگی' قرآن کی کوئی آیت یا کسی حدیث رسولؐ سے حدود الٰہی سے امام وقت بادشاہ زمان کا مستثنیٰ ہونا ثابت نہیں' پھر اس قدر شاہ پسندی کا ثبوت دینا اور بادشاہ وقت کو مطلق العنان کر دینا اور اسے سانڈ بنا دینا یہ ایک سچے مذہب کو کہاں تک زیب دے سکتا ہے؟

اچھا صاحب اسے جانے دیجئے یہ تو حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ اذا زنت امتہ احدکم فتبین زنا ھا فلیجلدھا الحد یعنی تم میں سے کسی کی لونڈی جب زنا کاری کرے اور اس کا ثبوت ہو جائے تو وہ مالک اسے حد مارے لیکن حنفی مذہب

کی اس کتاب درمختار کی جلد۳ ص ۱۶۱ میں ہے۔ والعبدہ یحدہ سیدہ یعنی آقا اپنے لونڈی غلام کو حد نہ مارے۔ خلیفہ پر تو خیر کوئی حاکم حد جاری کرنیوالا نہ تھا یہاں کیا ہوا یہاں تو حد جاری کرنیوالا موجود پھر آپ اس زانی کو حد سے آزاد کیوں کرتے ہیں؟ حنفی بھائیو! کیا چوری میں انسانی حقوق نہیں؟ بلکہ میں تو کہتا ہوں زنا کاری میں بھی انسانی حق ہے مگر حنفی مذہب علماء دوسروں کو یہ طفل تسلیاں دے دے کر دنیا کے امن کو خطرے میں ڈال رہے ہیں' فالی اللہ المشتکی۔

مسئلہ نمبر ۴۵:

درمختار مطبوعہ دارالکتب مصر جلد چہارم میں ہے۔ لا ربوبین سید وعبدہ یعنی "غلام اور آقا کے درمیان سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں"۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ باوجود حنفی کہلوانے کے پھر بھی حنفی مذہب کی لاج کیوں نہیں رکھتے۔ یہ کہہ کر کہ حدیث تو ان کی سمجھ نہیں آتی لیکن فقہ آسان ہے پھر فقہ کے سمجھنے میں انہیں اس قدر الجھاؤ کیوں ہوتا ہے؟

میں نے لکھا تھا کہ حنفی مذہب میں ہے کہ "غلام اور آقا کے درمیان سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں" ہمارے کرم فرما مولوی صاحب لکھتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ یہ حکم اس وقت ہے کہ غلام مدیون مستغرق نہ ہو۔ میں کہتا ہوں دراصل یہ غلط ہے بلکہ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس عبارت کے متصل ہی لکھا ہے۔ التحقیق الاطلاق یعنی تحقیق یہ ہے کہ یہ حکم ہر غلام کے لیے ہے۔ کوئی قید اس کے ساتھ نہیں جس طرح اوپر کے مسائل میں زنا کاری کے بوجھ کو ہلکا کیا تھا اسی طرح یہاں سود خواری کے بوجھ کو ہلکا کرنے اور سود کی مختلف شاخوں کے جواز کی کوشش کی جارہی ہے' قرآن میں سود کے مطلق حرام لیکن حنفی علماء اس اطلاق کی دھجیاں اڑانے بیٹھ گئے ہیں۔

اے حنفی بھائیو! اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا واقعی آپ کا ضمیر یہی فیصلہ کرتا ہے کہ اجرت دے کے زنا کرے تو حد نہیں' زنا کر کے جھوٹ موٹ کہہ دے کہ میں نے اس کو خرید لیا تھا تو حد نہیں' غصب کر کے زنا کر کے قیمت کا ضامن ہو جائے تو حد نہیں بادشاہ

ہو تو حد نہیں، غلام سے سود لے تو حرج نہیں، بھئی ہماری طبیعت تو ان گھناؤنی باتوں سے گھبراتی ہے تمہاری تم جانو۔

مسئلہ نمبر ۴۶:

درمختار مصری جلد چہارم ص ۲۰۹ میں ہے۔ لا بین حربی و مسلم یعنی حربی کافر سے مسلمان سود لے سکتا ہے کوئی حرج نہیں۔'' اس کی دلیل حنفی مولوی صاحب نے یہ دی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں سود لیتے رہے (یہاں تک کہ) جناب محمد ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ میں عباس رضی اللہ عنہ کا سود موقوف کرتا ہوں، میں کہتا ہوں مولوی صاحب نے تاریخی ناواقفیت کی وجہ سے یہاں بڑا دھوکا کھایا ہے، گویا تیز دوڑتے ہوئے پوری ٹھوکر کھائی ہے، بھائی سود کی حرمت کی آیتیں ۹ ہجری میں نازل ہوئی ہیں اور مکہ ۸ ہجری میں فتح ہو گیا تھا اور جناب محمد ﷺ کا حج ۱۰ ہجری میں ہوا، تو اگر جناب محمد ﷺ کے حج کے زمانہ تک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سود کو آپ نے قائم رکھا ہو تو یہ قید بالکل لغو ٹھہرے گی کہ حربی کافروں سے دارالحرب میں سود لینا جائز ہے، پھر تو دارالاسلام میں بھی سود خوری جائز رہے گی، کیونکہ مکہ ۸ ہجری سے دارالسلام ہو گیا تھا، آپ کو اس پر ناز ہے کہ جناب محمد ﷺ کا حجۃ الوداع کے خطبہ میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سود کو موقوف کرنا دلیل ہے فتح مکہ سے پہلے کے سودی لین دین کے جواز کی، مگر مجھے حیرت ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہی کیا ہوا۔

فتح مکہ سے پہلے تو حرمت سود کی آیتیں نازل ہی نہیں ہوئی تھیں، یہ تو نازل ہی ہوئی ہیں، فتح مکہ کے بعد تو حرمت شراب کے نزول سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شراب نوشی جس طرح دارالکفر میں حلت شراب کی دلیل نہیں بن سکتی، ایسے ہی حرمت سود کے احکام کے نزول سے پہلے کسی کا مکہ میں سود لینا دارالحرب میں سود کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی، باوجود اس کے اس کی بھی کوئی دلیل نہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سود کی حرمت کے نازل ہونے اور اس کا علم ہو جانے کے بعد بھی اپنے اسلام کے زمانہ میں کسی سے سود لیا ہو۔

سیدنا محمد ﷺ کا اپنے حج میں اس سود کو لغو قرار دینے سے اس سے پہلے اس کا جواز کسی

طرح ثابت نہیں ہوسکتا' اسی خطبہ میں آپ نے اپنے ہاں کے ایک خون کے اس طریقہ کو جو جاہلیت میں مروج تھا لغو قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں ربیعہ بن حارث کا خون چھوڑتا ہوں۔ پھر کیا اس سے پہلے اسلام نے دارالحرب میں اس طریقہ کو جائز رکھا تھا؟ یعنی ایک خاندان کا کوئی شخص اگر کسی کو قتل کرے تو قاتل کے خاندان بلکہ قبیلہ کا جو شخص ہاتھ پڑ جائے اس سے اپنے طور پر بدلہ لے لے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس خطبہ کے یہ فرمان اعلان عام کی حیثیت میں تھے۔

دوسری دلیل اس کی یہ دی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے **لا ربــــی** یعنی اہل حرب اور اہل اسلام میں سود نہیں' میں کہتا ہوں اول تو خود مولوی صاحب مانتے اور لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے پھر اسے وارد کرنے کی نہ جانے کیوں زحمت گوارا فرماتے ہیں۔ سنیے جناب آپ ہی کے مذہب کی معتبر کتاب عنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ **هــذا خبر مجهول لم يرو صحيح ولا مستمد ولا كتاب موثوق به وهو مع ذالك مرسل محتمل** یعنی یہ روایت مجہول ہے' نہ تو کسی صحیح سند سے مروی ہے' نہ مسند ہے' نہ کسی معتبر کتاب میں ہے اور پھر مرسل ہے اور باوجود اس کے اس خبر کے معنی بھی احتمال والے ہیں۔

آپ کے مذہب کی کتاب تخریج زیلعی میں ہے۔ **قال الشافعي هذا ليس بثابت ولا حـجة فيــه** یعنی حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں نہ تو یہ روایت ثابت ہے' نہ اس میں دلیل ہے' مولوی صاحب قرآن کریم نے سود کی حرمت صاف صاف بیان کردی۔

فرمایا **حـرم الربو** اللہ تعالیٰ نے سود حرام کردیا۔ ارشاد ہوتا ہے **لا تـاكلوا الربو** لوگو سود نہ کھاؤ' حدیث شریف میں آچکا کہ سود خوار ملعون ہے وغیرہ' پھر آپ کے فقہا چھ صورتوں میں سود کو حلال کہیں یعنی (۱) غلام اور اس کا سردار (۲) وہ دو شخص جو متفاوضین ہوں (۳) دو شخص جو شریک عنان ہوں (۴) حربی اور مسلمان ہوں (۵) مسلمان ہوں لیکن مہاجر نہ ہو (۶) دونوں دارالحراب میں مسلمان ہوں اور مہاجر نہ ہوں۔ ان چھ

صورتوں مین حنفی مذہب کے فقہاء سود کی مثل ماں کے دودھ کے حلال کہیں لکھیں' ملاحظہ ہو درمختار جلد چہارم ص ۲۰۹' ۲۱۰' اور آپ ان کی حمایت میں کھڑے ہوں اور اصول فقہاء کے قواعد کو بھی بالائے طاق رکھ کر قرآن کے مطلق کو ضعیف بے نشان اور مجہول رواتیوں سے مفید کرنے بیٹھ جائیں؟ کیا یہ زیادتی قرآن کے حکم پر خبر واحد سے نہیں؟ اور کیا اصول فقہ میں اسے ناجائز نہیں لکھا؟

ساتھ ہی یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حدیث کے لفظ **لا ربو** ہیں یہ نفی بمعنی نہی ہے جیسے قرآن میں ہے۔ **فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج** پس جس طرح بیہودگی' فسق و فجور اور جھگڑا حج میں منع ہے' ویسے ہی اس روایت سے بھی' بر تقدیر صحت سود دارالحرب میں منع ہے' علاوہ ازیں جبکہ کوئی حربی کافر امن مانگ کر دارالاسلام میں آئے تو اس سے سود آپ کے فقہاء حرام بتاتے ہیں پر جو مسلمان ان کے ہاں جائے اسے حرام کیوں نہ ہو؟

ہاں ایک اور بات بھی سن لیجئے خود آپ کا اور آپ کے فقہاء کا اس روایت پر عمل بھی نہیں کیونکہ روایت میں تو بقول آپ کے یہ ہے کہ مسلم وحربی کے درمیان سود متحقق نہیں ہوتا۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ کافر مسلمان سے سود لے تو یہ ناجائز ہے' فتح القدیر ملاحظہ ہو' اور اسی کتاب کی شرح ردالمختار کے اسی صفحہ میں ہے' **ان الا باحته بقید نیل المسلم الزیادة** ۔یعنی یہ جائز اس وقت ہے کہ زیادتی اور نفع مسلمان کو ہو' کہئے مولوی صاحب اس روایت کو خود آپ نے نہیں مانا کیونکہ روایت سے تو بقول آپ کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دارالحرب میں مسلمان اور کافروں کے درمیان سود ہے ہی نہیں' اور اس لئے آپ کے مذہب میں ہے کہ دارالحرب میں اگر کوئی مسلمان غیر مہاجر بھی ہو تو اس سے بھی سود لینے میں کوئی حرج نہیں۔

ملاحظہ ہو درمختار ص ۲۱۰ جلد ۴ میں ہے۔ **وحکم من اسلم فی دار الحرب ولم یھا جر لحربی** بلکہ آپ کے مذہب میں تو یہاں تک کشادگی ہے' یہ دونوں مسلمان ہوں

تو بھی سودی لین دین حلال ہے۔ درمختار کا یہی صفحہ ملاحظہ ہو یعنی دارالحرب میں رہنے والے مسلمان آپس میں سود لے سکتے ہیں۔

فی الواقع حنفی مذہب کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اسی واسطے تینوں اماموں کا مسلک بھی اس کے برخلاف ہے یعنی امام مالک' امام احمد اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دارالحرب میں بھی سود لینا حرام ہے' بلکہ درمختار کی جلد ۴ ص ۲۰۹ میں ہے کہ ایک نقد روٹی دو ادھار روٹیوں کے بدلے بیچے تو بھی سود نہیں۔ ص ۲۰۲ میں ہے کہ تھوڑے سونے چاندی کے ذرے اس سے دگنی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو سود نہیں حالانکہ حدیث شریف میں اسے کھلا سود فرمایا گیا ہے (بخاری) ص ۲۰۱ میں ہے کہ ایک کھجور کو دو کھجوروں کے بدلے بیچنا یہ بھی سود نہیں حالانکہ اللہ رسول ﷺ نے اسے بھی سود کہا ہے' ص ۲۰۵ میں ہے کہ جاز بیع لحم بحیوان یعنی گوشت کو زندہ جانوروں کے بدلے بیچنا بھی جائز ہے یعنی ''بوٹی دے کر بکرا لینا'' جائز ہے حالانکہ حدیث میں اسے بھی ممنوع کہا ہے (مشکوۃ) ص ۱۹۸ میں لکھا ہے یعنی ایک درہم کو اس درہم سے زیادہ وزنی درہم کے بدلے بیچنا بھی سود نہیں لیکن وہ زیادتی حلال کر دے۔

غرض الفقیہ اور اس کے مریدوں کا اور تمام حنفیوں کا یہ مذہب ہے کہ قرآن و حدیث نے گو ہر قسم کے سود کو مطلقاً حرام کہا ہے لیکن سچا حنفی وہ ہے جو چھ صورتوں میں سود کو حلال کہے اور بہت سی اور صورتوں میں بھی اللہ کے حرام کو حلال کہہ کر اب خواہ حنفی بنیں' خواہ حرام کو حرام جان کر اہلحدیث بنیں۔ مال کی محبت نے یہاں حنفی مذہب میں سود جاری کرایا۔

دوسری جگہ درمختار کی مصری صفحہ ۳۰۴ میں لکھا ہے۔ وسب النبی یعنی ذمی شخص اگر رسول اللہ ﷺ کو گالیاں بھی دے تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ نہ اس کا ذمہ ٹوٹے گا۔ یہ ہے عزت خدا کے آخری پیغمبر ﷺ کی کہ آپ کو گالیاں دینے والا بھی امن و امان میں ہی ہے۔ حالانکہ ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ جناب محمد ﷺ کو گالی دینے والے کی شرعی حد قتل کر دینا ہے اور یہی مذہب ہے جملہ اہلحدیث کا جن کے دل جناب محمد ﷺ کی محبت

سے لبریز ہیں۔ فالحمدللہ۔

مسئلہ نمبر ۴۷:

درمختار مصری مطبوعہ دارالکتب جلد چہارم صفحہ ۲۰۹ میں ہے۔ **لا ن مالہ ثمہ مباح** یعنی حربی کافروں کے مال دارالحرب میں مباح۔ (خواہ شراب بیچ کر لے' خواہ جوئے بازی یا چوری سے لے ہر طرح جائز ہے) یہاں تک کہ دارالحرب میں جو مسلمان ہو اس سے بھی سود لے سکتا ہے۔ اس کی بابت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ درمختار میں چوری کی اجازت نہیں۔

میں کہتا ہوں جب اصل یہ ہے کہ ان کا مال مباح ہے اور مجیب خود مانتا ہے کہ اباحت اصلیہ ہے تو چوری ہو تو کیا ڈاکہ ہو تو کیا سود ہو تو کیا۔ ہر طرح جائز ہی جائز ہے۔ اس لئے صاحب ہدایہ وغیرہ نے لکھا ہے۔ **فبای طریق اخذہ المسلم اخذ ما لا مباحا** یعنی جس طرح سے بھی کوئی مسلمان ان کے مال کو لے لے مباح ہے کیوں کہ ان کا مال ہمارے لئے مباح ہے۔

مجلا بیوپار میں جھوٹ بول کر' قرض کا انکار کر کے' امانت میں خیانت کر کے' سور اور شراب بیچ کر' اڈا لگا کر' زنا کاری کا دلال بن کر' بت بیچ کر' جب ان تمام صورتوں کو آپ اور آپ کے فقہاء جائز کہتے ہیں تو چوری کے نام سے آپ کو گریز کیوں ہے۔ آپ کو چوری کا لفظ پڑھ کر بڑا تاؤ آیا ہے۔ لہٰذا میں آپ کو بتاؤں کہ اس بدترین جرم کو بھی آپ کے فقہاء نے کس قدر ہلکا کیا ہے۔ چنانچہ اسی درمختار مصری جلد ثالث صفحہ ۲۱۱ میں ہے۔ **فلا یقطع اخرس...... ولا اعمی** یعنی جو چور گونگا ہو یا اندھا ہو اس کا ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے۔

یعنی چوری کی حد اس پر نہ لگائی جائے۔ اسی صفحہ پر ہے کہ چور نے جس دن چوری کی اس دن تو اس کی قیمت اتنی تھی کہ اس کے ہاتھ کاٹے جائیں لیکن ہاتھ کاٹنے کے وقت اس کی قیمت اس سے کم ہو گئی تو بھی حد معاف' اسی صفحہ میں ہے اگر کسی نے خزانہ سے ایک

دینار چرایا اور وہیں نگل گیا اور باہر نکل آیا تو اس چور کے بھی ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں۔ صفحہ ۲۱۲ میں ہے۔ فلا یقطع السارق من السارق یعنی چور کے ہاں سے چور چرائے تو اس کے ہاتھ بھی نہ کاٹے جائیں۔ اسی صفحہ میں ہے کہ گوشت اور ترکاریاں اور میوے وغیرہ جلد بگڑ جانے والی چیزوں کے چرانے والے چور پر بھی حد نہیں‘ اسی صفحہ میں ہے کہ دارالحرب میں بھی ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں۔

اسی طرح دارالبغی میں جس کا مطلب بقول شارح یہ ہے کہ کسی مسلمان تاجر نے دوسرے مسلمان تاجر کا مال چرایا لیکن دونوں حربی کافروں کی سلطنت میں بستے ہیں یا سرکشوں کی سلطنت میں بھی تو بھی چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ اسی صفحہ میں ہے کہ اگر چوری کا تھوڑا تھوڑا مال لاتا رہا اور اسے گھر کے باہر پہنچا کر پھر گھر میں جا کر لے آیا‘ اسی طرح اتنا مال نکال لیا کہ ہاتھ کٹنے کی حد کو پہنچ گیا لیکن تاہم اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے کہ کئی ایک چوروں نے مل کر چوری کی اور کوئی مال لے آئے تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ لیکن اگر ان میں کوئی بچہ ہو یا پاگل ہو یا بے عقل ہو یا مال والے کا کوئی قریبی رشتہ دار ہو تو پھر کسی کا ہاتھ بھی نہ کٹے گا۔ ایک چور پر حد جاری ہونے سے پہلے گواہ کہیں چلے گئے یا مر گئے تو اس کے ہاتھ بھی نہ کاٹنے چاہئیں۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۷ پر ہے کہ جلانے کی لکڑیاں گھانس وغیرہ جیسی وہ چیزیں جو محفوظ کر کے عموماً نہیں رکھی جاتیں ان کا چور بھی حد سے دور ہے‘ مرغی بطخ وغیرہ پرندوں کے چور کے ہاتھ بھی نہ کاٹنے چاہئیں‘ اسی طرح چور کے‘ مٹی کے‘ شکار کے جانور کے‘ کوئلے کے‘ نمک کے‘ دودھ کے‘ گوشت کے‘ مٹی کے‘ برتنوں کے‘ روٹی کے‘ چور کے ہاتھ بھی نہ کاٹے جائیں اور ان پر بھی حد جاری نہ کی جائے۔ سونے کا برتن جس میں نشے کی چیز ہو اسے چرانے والے پر بھی حد نہیں۔

اس کتاب کے صفحہ ۲۱۸ میں ہے۔ مسجد کا دروازہ چرا کر لے جانے والے چور پر بھی حد نہیں یعنی ان سب کے بھی حنفی مذہب میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ کتے کے چور پر گو اس کو گلے میں سونے کا پٹہ ہو حد نہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۱۹ میں ہے کفن چور پر بھی حد نہیں۔ بیت المال کے چور پر' شراکت اور ساجھے والے چور پر' مسجد کے بوریوں' کعبہ کے غلاف کے چور پر' وقف کے مال کے چور پر' اپنے قرض کے برابر چوری کرنے والے چور پر بھی حنفی مذہب میں حد نہیں' ان کا ہاتھ بھی نہ کاٹا جائے۔

صفحہ ۲۲۰ میں ہے کہ جو شخص اپنے چھوٹے بچے کے قرضدار کے ہاں سے چرائے اس پر بھی حد نہیں۔ ایک چیز چرائی حد لگی پھر اسی چیز کو چرائے تو بھی حد نہیں۔ ذی محرم رشتہ دار کے ہاتھ سے چوری کرنے سے بھی حد نہیں آتی۔ ایسے رشتہ دار کے ہاتھ سے کسی دوسرے شخص کی چیز چرا لایا تو بھی حد نہیں۔ صفحہ ۲۲۱ میں ہے۔ اپنے بیوی کے ہاتھ سے جو دوسرے مکان میں طلاق کے بعد عدت گذار رہی تھی کوئی چیز چرا لائے تو اس کے ہاتھ بھی نہیں کاٹے جائیں گے۔

اسی طرح اگر غلام اپنے آقا کا مال چرائے یا آقا کی بیوی کا یا عورت آقا کے میاں کا تو بھی حد نہیں۔ اگر داماد سسر کے ہاں سے چرا لائے تو بھی حد نہیں۔ مال غنیمت کے چور کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا۔ حمام میں سے جو چرا لایا اس کا بھی ہاتھ نہیں کٹے گا۔ صفحہ ۲۲۲ میں ہے انگلیوں کے درمیان درہم کو چھپا چھپا کر چوری کرنے والے کا بھی ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے۔ مہمان اپنے میزبان کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی نہ کاٹنا چاہیے۔

اسی کتاب درمختار جلد ثالث مصری صفحہ ۲۲۳ میں ہے کہ اگر چوری کی چیز کسی پرندے کو باندھ دی اور وہ اڑ کر چور کے گھر پہنچا آیا تو اس چور پر بھی حد نہیں۔ اسی طرح اگر چور نے نقب لگا کر وہاں سے مال لے کر دوسرے چور کو دے دیا' باہر کھڑے رہ کر گھر میں ہاتھ ڈال کر چوری کر کے مال لے گیا تو بھی اس چور کا ہاتھ کاٹنا حنفی مذہب میں منع ہے۔ صفحہ ۲۲۴ میں ہے۔ اونٹوں کی قطار چلی جا رہی ہے۔ اس پر مال بھی لدا ہوا ہے اور چور نے آ کر

اونٹ چرالیا یا مال لے گیا تو بھی حنفی مذہب میں اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

صفحہ ۲۲۵ میں ہے گڑے ہوئے خیمہ کی چوری کرے تو اس چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ صفحہ ۲۲۶ میں ہے اگر کوئی چور تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس پر بھی حد نہیں، غرض اس طرح کی اور بہت سی صورتیں حنفی مذہب فقہاء کرام نے نکال رکھی ہیں اور شرعی حد کو پامال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ غالباً اب تو مولوی صاحب کو بھی ہوش آ گیا ہوگا کہ فی الواقع حنفی مذہب میں چوری کی کوئی ایسی اہمیت نہیں۔

اب حربی کافر کے مال کی حلت کی بابت بھی اپنی اس تحریر کا جواب سنیئے۔ کیوں جناب جب ایک حربی کافر مسلمانوں سے امن حاصل کر کے دو سال کے وعدے پر دار السلام میں آیا یا اب دو سال گذر گئے تو اس کا مال حرام یا حلال؟ آپ کے قاعدہ کے مطابق تو حربی کا مال حلال ہونا چاہیے۔ لیکن آپ کے فقہاء اسے حرام لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو عنایہ وغیرہ۔

پھر الفقیہ کے غیر فقیہ نے اس کی دلیل میں ایک اور عبارت نقل کی ہے اور ہم بارہا کہہ چکے کہ ہم پر کسی کا کلام سوائے کلام اللہ اور حدیث رسول اللہؐ کے حجت نہیں خواہ وہ اہلحدیث ہو یا حنفی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی ثبوت نہ معترض نے پیش کیا نہ کر سکتا ہے۔ حربیوں کا مال مجاہدین کو بوقت جہاد حلال ہے نہ کہ تم جیسے جائیں سور بیچیں، مردار کی دکان لگائیں، سود خواری قمار بازی کریں اور گلچھرے اڑائیں۔

غیرت مند حنفیو! الیس منکم رجل رشید۔

مسئلہ نمبر ۴۸:

درمختار مطبوعہ دار الکتب مصر جلد پنجم صفحہ ۳۸ میں ہے۔ ولو اخذ بلا شرط یباح یعنی گناہ کے کاموں پر (مثلاً گانے بجانے نوحہ کرنے اور کھیل تماشوں وغیرہ پر) بغیر شرط کے اجرت اور بدلہ لینا مباح ہے۔" اس کی دلیل بھی حنفی مولوی صاحب نے کچھ نہیں دی۔ بلکہ ہمیں سے دلیل طلب کی ہے۔ میں کہتا ہوں حرام کی اجرت اور حرام کی کمائی بھی

شریعت نے حرام کی ہے۔

علاوہ ازیں کیوں جناب مولوی صاحب اگر گناہ کے کاموں پر اجرت بغیر مقرر کئے ہوئے لینی حلال ہے تو شاید آپ کے نزدیک زنا کاری کی اجرت بغیر شرط کے لینی رنڈی کو بھی حلال ہوگی۔ چنانچہ حنفی مذہب کی کتاب چلپی صفحہ ۱۸۹ میں ہے۔ ان ما اخذتہ الزانیتہ ان کان بعقدا لا جارۃ فحلال عند ابی حنیفہ یعنی زانیہ عورت جو اجرت زنا کاری کی لے وہ حلال ہے اور اسی طرح تمام گناہ کیوں کہ بقول آپ کے بغیر شرط کے اجارہ کا تحقق ہی نہیں ہوتا۔ چلو چھٹی ہوئی بلکہ ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۲ مطبوعہ فاروقی فصل فی الغصب میں ہے یبع ھذا الاشیاء جائز وھذا عند ابی حنیفۃ یعنی منرا میر طبلہ دف اور نشہ کی چیزوں کی خرید وفروخت بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔

اور اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے من کسر لمسلم یعنی جو شخص کسی مسلمان کے بربط کو یا طبلے کو یا باجے کو یا ڈھول کو توڑ ڈالے یا اس کی شراب بہادے تو اسے ان چیزوں کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ بلکہ ہدایہ جلد ۴ کتاب الکرہیہ صفحہ ۴۳۹ فاروقی میں ہے کہ اگر ولیمہ وغیرہ کی دعوت میں کوئی بلایا جائے اور وہاں پر کھیل تماشے اور راگ راگنیاں ہوں تو کوئی ہرج نہیں بیٹھے اور کھا پی لے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بھی ایسی ہی دعوت میں چلا گیا اور صبر کیا ابتلیت بھذا امرۃ فصبرت سنا آپ نے حنفی مذہب ہی نہیں بلکہ خاص امام صاحب نے کر کے دکھا دیا۔ ایسی مجلس میں شرکت کی۔ بیٹھے کھانا کھایا۔

شیخ عبدالحق حنفی دہلوی مدارج النبوۃ مطبوعہ نولشکور صفحہ ۱۵ ج ا میں لکھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ را ہمسایہ بود کہ ہر شب برمی خاست وتغنی می کرد وامام گوش میداشت بہ تغنی او' آگے چل کر لکھے ہیں۔ چنانچہ رفت بولیمہ کو دروے غنا بود۔ پھر لکھتے ہیں۔ امام ابو یوسف کہ بسا حاضری شد مجلس رشید را دمی بود دروے غنا پس مے شیند۔ یعنی امام ابوحنیفہ کا ایک پڑوسی تھا۔ جو ہر رات کو اٹھ کر گانا گاتا تھا۔ اور امام صاحب بھی کان لگا کر اس کا گانا سنا کرتے تھے۔

جو ہر رات کو اٹھ کر گانا گاتا تھا۔ اور امام صاحب بھی کان لگا کر اس کا گانا سنا کرتے تھے۔
آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ ولیمہ کی ایک دعوت میں جس میں گانا بھی تھا آپ گئے۔ اور امام ابو یوسف تو رشید کے درباری گویوں کا گانا سنا ہی کرتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۴۹:

درمختار مصری جلد پنجم صفحہ ۲۴۷ میں ہے۔ **وعن الامام انما يحرم اذا مس الجلد** یعنی ریشم اگر جسم سے لگتا ہو تو پہننا حرام ہے۔ اور اگر کسی کپڑے کے اوپر کپڑا امرد پہنے تو حرام نہیں۔ اس کی نسبت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ درمختار میں ہے کہ صحیح مذہب اور روایت متون اس کے خلاف ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ خاص امام صاحب کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ درمختار میں **وعن الامامه** کا لفظ موجود ہے۔ بلکہ قینہ والے تو اس فتویٰ پر پھولے نہیں سماتے اور کہتے ہیں **هذه رخصته عظيمته** یعنی یہ بہت بڑی رحمت ہے۔ اب بہتر ہو کہ آپ یہاں پر غیر مقلد نہ بنیں۔ رہا صاحب درمختار کا یہ کہنا کہ یہ روایت متون کے مخالف ہے۔ تو جناب ایک اسی روایت پر کیا موقوف ہے۔

فقہ میں تو یہ کمال ہے کہ جس مسئلہ کی نسبت جس قسم کا فتویٰ مطلوب ہو نکل آتا ہے۔
اے جناب کیا ھدایہ میں یہ نہیں کہ **لا باس بتو سده والنوم عليه عند ابی حنيفه** یعنی ریشمی کپڑے کا تکیہ اور بسترہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۵۰ میں بھی یہی ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ **ومن العلماء من قال لا يكره ذالك فی الاحوال كلها** یعنی ہر حالت میں ریشم پہننا مکروہ نہیں ہے۔ بعض حنفی علماء کا یہ فتویٰ بھی ہے۔

اسی درمختار کی جلد ۵ صفحہ ۲۴۸ میں ہے کہ ایک بالشت برابر ریشم کسی کپڑے میں لگا ہوا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں جائز ہے۔ صفحہ ۲۴۹ میں ہے کہ نشان اگر ایک بالشت سے بڑا بھی خالص ریشم کا کسی کپڑے کے ساتھ ملا کر پہنے تو حرج نہیں۔ صفحہ ۲۵۰ میں بھی یہی ہے۔

عالمگیری میں ہے۔ **ومن العلماء من قال لا يكره ذالك فی الاحوال**

کلھا یعنی ہر حالت میں ریشم پہننا مکروہ نہیں ہے۔بعض حنفی علماء کا یہ فتویٰ بھی ہے۔اسی درمختار کی جلد ۵ صفحہ ۲۴۸ میں ہے کہ ایک بالشت برابر ریشم کسی کپڑے میں لگا ہوا ہوتو بھی کوئی حرج نہیں جائز ہے۔صفحہ ۲۴۹ میں ہے کہ نشان اگر ایک بالشت سے بڑا بھی خالص ریشم کا کسی کپڑے کے ساتھ ملا کر پہنے تو حرج نہیں۔

صفحہ ۲۵۰ میں ہے۔اپنے گھر کی زینت ریشم سے کر سکتا ہے۔حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مردوں پر سونا اور ریشم حرام کیا اور فرمادیا کہ اسے وہ پہنے گا جس کا کوئی حصہ آخرت میں نہ ہو۔اور حدیث میں ہے کہ ریشم اور سونا کفار کے لئے دنیا میں ہے اور ہمارے لئے آخرت میں ہے۔بلکہ فتح القدیر میں حدیث ہے کہ انگاروں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا ریشمی تکیہ پر تکیہ لگا کر بیٹھنے سے زیادہ اچھا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۰:

درمختار مصری مطبوع دار الکتب جلد پنجم صفحہ ۳۳۰ میں ہے والخنزیر لیس بنجس العین عند ابی حنیفه یعنی سور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نجس العین نہیں یعنی سور ناپاک نہیں۔'' اس کی بابت معترض صاحب لکھتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں' میں کہتا ہوں درمختار والے نے اسے تجرید سے نقل کیا ہے اور یہ لفظ موجود ہیں والخنزیر لیس بنجس العین عند ابی حنیفه یعنی امام صاحب کے نزدیک سور نجس العین نہیں۔

ردالمختار والے نے بھی اسی صفحہ میں نقل کیا ہے۔ ویحل بکل معلم ولو خنزیرا یعنی ہر سدھے ہوئے جانور کے ساتھ شکار کھیلنا جائز ہے۔اگر چہ خنزیر یعنی سور ہو۔اسی کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے۔ والخنزیر عند الامام لیس بنجس العین یعنی امام صاحب کے نزدیک سور نجس العین نہیں۔تجرید وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے۔

اچھا! اب اس کی تائید میں فقہ کے اقوال سنیے۔ہدایہ یوسفی جلد ۲ صفحہ ۳۱۸ میں ہے۔ فان تزوج الذمی یعنی کسی ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے نکاح کیا اور شراب یا سور مہر میں

مقرر کیا پھر دونوں یا دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو بھی مہر کا مقرر کردہ سور یا شراب اسے دے دے۔ پس سور اور شراب کا مہر اور اس مہر سے نکاح جائز لیکن اگر قرآن پڑھا دینے یا سکھا دینے پر نکاح ہوا تو یہ مہر مہر نہیں۔ چنانچہ درمختار جلد۲ صفحہ ۳۶۲ میں ہے۔ وفی تعلیم القرآن۔ ہدایہ کتاب البیوع صفحہ ۳۹ جلد۳ فاروقی میں ہے۔

یجوز الانتفاع به للخز للضرورة یعنی سور کے بالوں سے گانٹھنا ضرورۃ جائز ہے۔ عینی میں ہے۔ جاز بیعہ یعنی سور کے بالوں کا بیچنا بھی جائز ہے۔ ہدایہ میں ہے اگر تھوڑے سے پانی میں بھی سور کے بال گر جائیں تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک وہ پانی فاسد نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ سور کے بالون سے نفع اٹھانے کا اطلاق دلیل ہے اس بات کی کہ سور کے بال پاک ہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو **وعند محمد لا یفسده لا ن اطلاق الا نتفاع به دلیل طهارته** درمختار کی شرح ردالمختار کے صفحہ ۱۵۱ جلد اول مصری میں ہے **انه عند محمد طاهر** یعنی سور کے بال امام صاحب کے شاگرد محمد کے نزدیک پاک ہیں۔

اور اسی صفحہ میں ہے کہ اگر ایک درہم سے کم سور کے بال ساتھ لے کر نماز پڑھے تو بھی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر تھوڑے سے پانی میں سور کے بال گر پڑیں تو وہ پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔ فتح القدیر جلد ۶ صفحہ ۶۲ میں ہے کہ گانٹھنے والے کے پاس اگر سور کے بال ہوں اور وہ انہیں لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

عالمگیری جلد۳ مصری صفحہ ۱۶۱ میں ہے۔ **یجوز الانتفاع به للخرازین** یعنی سور کے بالوں سے فائدہ اٹھانا گانٹھنے والوں کو جائز ہے۔ درمختار جلد اول صفحہ ۱۵۰ میں ہے **فی روایته عن ابی یوسف** یعنی امام صاحب کے شاگرد ابو یوسف سے مروی ہے کہ ان کے نزدیک سور کی کھال بھی دباغت دے لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔

فتاوی عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ۴۶ میں ہے۔ **الخنزیر اذا واقع فی الملحته فصار ملحا یطهر عنهما** یعنی سور نمک میں پڑ گیا اور نمک ہو گیا تو امام ابو

حنیفہ اوران کے شاگرد محمد کے نزدیک پاک ہوگیا۔ یعنی ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد۔ مبسوط میں ہے واما جلد الخنزیر فقد روی عن ابی یوسف رحمته الله انه یطھر بالدباغ یعنی ابو یوسف کے نزدیک سور کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (فتح) اور نجس العین کے معنی خود ردالمختار جلد اول صفحہ ۱۵۰ میں لکھے ہیں کہ ان ذاته بجمیع اجزائه نجسته حیا و میتاً یعنی نجس العین اسے کہتے ہیں جس کی ذات تمام اس کے اجزاء سمیت زندگی میں اور مرنے کے ناپاک ہو۔

پس جب اس کے بعض اجزاء مثلاً بال ہی پاک سمجھے گئے تو نجس العین نہ رہا بلکہ طحطاوی مصری جلد اول صفحہ ۹۷ میں ہے ان جلد الخنزیر یطھر بالدباغ ویجوز بیعه والانتفاع به والصلوة فیه وعلیه یعنی امام ابو یوسف سے جو امام ابو حنیفہ کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد رشید ہیں ایک روایت میں ہے کہ سور کی کھال بھی دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسے بیچنا' اس سے نفع حاصل کرنا اسے پہن کر نماز پڑھنا' اس کی جانماز بنا کر اس پر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

اور درمختار مصری جلد چہارم صفحہ ۴۴۵ میں ہے وصح توکیل مسلمه ذمیا ببیع خمر او خنزیر و شرائهما یعنی مسلمان کسی سور کی یا شراب کی خرید و فروخت کے وقت کسی ذمی شخص کو اپنا وکیل بنالے تو یہ صحیح ہے۔ ناظرین کرام چونکہ مسئلہ معرض بحث میں ہے۔ اس لئے میں ایک مسئلہ اسی کے متعلق آپ کو حنفی مذہب کا اور بھی بتا دوں درمختار مصری جلد پنجم صفحہ ۲۴۰ میں لکھا ہے حل اکل جدی غذی بلبن خنزیر یعنی بکری کا بچہ جو سورنی کے دودھ سے پالا گیا ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ حنفی مذہب فقہ کی مشہور و معروف کتاب منیتہ المصلی مترجمہ بہ ترجمہ فارسی مطبوعہ فاروقی دہلی صفحہ ۶۵ سطر ۱۱ میں ہے۔ وروی عن ابی یوسف انه یطھر و یجوز بیعه یعنی سور کی کھال بھی رنگ لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ پھر اس کی تجارت بھی جائز ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۹۱ سطر ۷ میں ہے **لو صلی فی جلد خنزیر مدبوغ جازو قد اساء** یعنی اگر کسی شخص نے سور کی رنگی ہوئی کھال پہن کر نماز پڑھی تو گو برائی کی لیکن اس کی نماز ہو جائے گی۔ نماز سور کی کھال پہنے ہوئے جائز ہے۔ عالمگیری مصری جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ میں ایک صورت کھجوروں کو سور کے بدلے خریدنے کے جواز کی بھی لکھی ہے۔ ١

مولوی صاحب اللہ سے شرمایئے اور اس کے حرام کو حلال بنانے کی کوشش نہ کیجئے۔ امتیوں کی بے جا حمایت میں خلاف رسول ﷺ نہ کیجئے۔ حنفی دوستو! اللہ کے لیے غور کرو ایک روز رب کو جواب دینا ہے۔ رسول ﷺ کو منہ دکھانا ہے۔ شفاعت کی، آب کوثر کی، دید باری کی امید ہے تو اللہ رسول کے خلاف کسی کی نہ مانو۔

سنو! اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کو مطاع برحق نہ سمجھا جائے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** بزرگان دین کی محبت اصل اسلام ہے۔ لیکن انہیں اللہ کے عرش پر نہ بٹھاؤ۔ صرف اللہ ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے اور صرف رسولؐ ہی کی ذات اطاعت کے قابل ہے۔ بحمد اللہ درمختار کے پچاس مسائل کا جواب ختم ہوا۔ اللہ اس سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے۔ آمین!

❀❀❀

حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کی قدر و قیمت حنفیوں میں

برادران! یہ تو ہے حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کے مسائل کا نمونہ اور ابھی اس جیسے اور اس سے بھی بدترین مسائل سینکڑوں ہزاروں اور ہیں۔ میری کتاب درایت محمدی' ہدایت محمد' درمحمدی وغیرہ کو دیکھئے اور ساتھ ہی اخبار محمدی کے ان مختلف مضامین پر نظر ڈالی جائے جو وقتاً فوقتاً اس عنوان کے ماتحت اس اخبار میں چھپتے رہتے تھے۔

اب اس نمونہ کو دیکھئے اور پھر ان کتابوں کی قدر کیسی کچھ حنفیوں کے دل میں ہے اسے معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مضمون پڑھیئے۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار مصری جلد اول صفحہ ۲۹ میں ہے۔ **النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام اللیل** یعنی ہمارے حنفی فقہاء کرام نے فقہ شریف کی جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ (جن کے مسائل کا نمونہ آپ میری اس کتاب سیف محمدی میں پڑھ چکے ہیں) ان کا صرف دیکھ لینا بغیر سنے بھی رات کی تہجد کی نماز سے افضل ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں **تعلم الفقه افضل من تعلم باقی القران** یعنی کچھ قرآن پڑھ لیا ہو تو اس شخص کو باقی قرآن سیکھنے سے بھی افضل فقہ کا سیکھنا ہے۔ اسی صفحہ میں اس سے آگے لکھتے ہیں۔ **جمیع الفقه لا بدمنه** (یعنی قرآن وحدیث کا کل جاننا ضروری نہیں لیکن فقہ کی کتابوں کا کل جاننا نہایت ضروری ہے۔ اسی کتاب کی شرح ردالمختار کے اسی صفحہ میں ہے **تعلم بعض القران ووجد فراغا فا الافضل الاشتغال بالفقه** یعنی ایک شخص نے تھوڑا سا قرآن سیکھ لیا۔

اب اگر اسے فرصت ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ وقت فقہ کے سیکھنے میں خرچ کرے (نہ کہ قرآن حدیث کے سیکھنے میں) افضل یہی ہے درمختار کے اسی صفحہ میں ہے **غایتہ الفود بسعادة الدارین** یعنی فقہ کے حاصل کرنے سے انسان دونوں جہان کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ **اما فضلته فکثیر شهیر** یعنی فقہ کی فضیلتیں بکثرت اور بہت مشہور ہیں۔

اور صفحہ ۳۰ میں ہے خیر علوم علم فقہ یعنی تمام علوم میں سے افضل علم علم فقہ ہے۔ اور صفحہ ۳۵ میں ہے ان الفقہ ھو ثمرۃ الحدیث یعنی حدیث کا پھل یہ فقہ ہے کیا معنی کہ حدیث خود کوئی پھل نہیں۔

پھل یہ فقہ شریف ہے جس کا نمونہ آپ دیکھ چکے اور اسی صفحہ میں ہے۔ لیس ثواب الفقیہ اقل من ثواب المحدث یعنی ہمارے فقہاء ثواب میں محدثین سے کم نہیں ہیں۔ آگے چل کر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ کس کے ساتھ اللہ کا کیا ارادہ ہے۔ اس کی خبر سوائے فقہاء کرام کے کسی اور کو نہیں الا الفقھاء اس فقہ کی برکت بھی سن لیجئے۔ امام ابوحنیفہ کو غیبی آواز آتی ہے کہ آپ کو بخشا اور آپ کے تابعداروں کو بھی بخش دیا جو قیامت تک آپ کے مذہب کے پابند ہوں۔ کان علی مذھبك الی یوم القیامۃ مطلب یہ ہوا کہ جو حنفی بن جائے ان شرابوں کو پئے۔ درتا کاریاں کرے۔ ان حرام چیزوں کو کھائے۔

ان حرام لباس کو پہنے' اس طرح کی نماز پڑھے جو اوپر بیان ہوئیں۔ وغیرہ تو وہ اپنے تئیں بخشا بخشایا سمجھے۔ دوستو! ذرا کلیجہ تھام لو! ہمارے حنفی بھائی اپنی حقیقت کو دیکھو تو کہاں تک اچھالتے ہیں کہ پیغمبر کو بھی حنفی مذہب مقلد اور ان کتب فقہ کا عامل بتاتے ہیں۔ سنیے۔

شیخ چلی کے قصے' فسانہ عجائب کے فسانے' طوطا مینا کی کہانیاں' طلسم ہوشربا کی گپیں تو دنیا بھر میں مشہور ہیں لیکن مذہبی رنگ میں اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز جھوٹ حیا سوز بکواس' بے تک گپ' بلاقرینہ کا کذب' بعض نشہ تقلید کے بدمست لوگوں نے بک دیا ہے۔ چنانچہ بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو مقلد حنفی المذہب مانتے ہیں۔ اور ان کے پر مذاق دل نت نیا سامان تفریح پیدا کرنے کی فکر میں لگے رہے ہیں۔ انہوں نے ایک بے وقت کی راگنی الاپی ہے اور جھوٹ بکا ہے۔ جس سے شیطان بھی شرمائے۔

اپنے نزدیک تو یہ گویا امام ابوحنیفہؒ کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔ ان کی فضیلت و منقبت بیان کرتے ہیں۔ لیکن دراصل اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو غالباً ان کے کفر کو

فتویٰ دیتے۔ یا ان کے لئے کوئی سخت سے سخت تر سزا تجویز کرتے۔ یہ دشمنان امام صاحب لکھتے ہیں کہ منجملہ اور بہت سی کرامتوں کے امام صاحب کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ۔

پہلا باب:

خضر علیہ السلام ہر دن صبح کو ان کے پاس آ کر علم دین سیکھا کرتے تھے۔ پچاس برس تک برابر یہ تعلیم و تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ امام صاحب کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ خضر علیہ السلام کی تعلیم اب تک مکمل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے انہیں سخت صدمہ ہوا۔ جناب باری میں عرض کی کہ الٰہ العالمین اس غلام کی اگر تیرے ہاں کچھ بھی قدر ہو تو ابو حنیفہ کو اجازت دے کہ وہ قبر میں سے مجھے تعلیم دیا کریں اور میں شریعت کا پورا علم ان سے حاصل کر لوں۔

آسمان سے جواب ملا خضر تم امام صاحب کی قبر پر جاؤ اور جو چاہو سیکھو اور اپنے ارمان پورے کرو۔ چنانچہ حضرت خضر نے اسی طرح صبح کے وقت بلاناغہ ان کی قبر پر جانا شروع کیا اور امام صاحب نے بھی انہیں قبر سے حسب عادت پڑھانا شروع کر دیا۔ پچیس برس تک یہ پڑھتے رہے اور وہ پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ کل علم سیکھ لیا۔ جب خضر کی دستار بندی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ پروردگار اب مجھے کیا حکم ہوتا ہے۔ آسمان سے ندا آئی کہ اب عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور حکم ثانی کا انتظار کرو۔

دوسرا باب:

ماوراء النہر میں ایک شخص تھا ابو القاسم قشیری' اس کا باپ تو مر چکا تھا۔ ماں زندہ تھی۔ یہ شخص اپنی والدہ کی بہت خدمت کرتا تھا۔ جوانی کی عمر میں اسے علم دین حاصل کرنے کا ولولہ اٹھا۔ ماں کی خدمت میں حاضر ہوا' باادب عرض کیا کہ مجھے تحصیل علم کے لئے جانے کی اجازت دیجئے۔ ماں بھی بہت دین دار اور متقی پرہیز گار تھی۔ خیال کیا کہ اگر روکتی ہوں تو خیر سے روکنے والی بنتی ہوں' اگر اجازت دیتی ہوں تو اس کی جدائی پر صبر نہیں ہو سکے گا۔ اور پھر میرا اس کے سوا اور کون ہے بالآخر صبر کی سل کلیجہ پر رکھ کر کہا جاؤ جان مادر تمہیں اللہ کو

سونپا! ابوالقاسم ایک اور شخص کو اپنے ساتھ لے کر ماں سے رخصت ہو کر خوشی خوشی بخارا کی طرف طلب علم کے لئے چلے۔

تیسرا باب:

ماں کی نظر سے بیٹے کا غائب ہونا تھا۔ کہ کوہ غم ٹوٹ پڑا۔ صبر کی رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنکھیں ساون بھادوں برسانے لگیں' جی بے قرار ہو گیا۔ تلملانے لگیں' دروازہ پر ہی بیٹھ گئیں اور رو رو کر جناب باری میں عرض کرنے لگیں یا اللہ میں نے کھانا پینا سونا رہنا اپنے ذمہ حرام کر لیا ہے۔ جب تک کہ اپنے نور نظر کو نہ دیکھ لوں۔ تھیں یہ بھی اللہ کی لاڈلی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی دل رکھا دیا۔ قشیری جو اپنے ساتھی کے ساتھ چلے' رات کو ایک جگہ قیام کیا' پاخانے کے لئے باہر نکلے' اتفاق سے سارے کپڑے پیشاب میں لت پت ہو گئے۔ گھبرا گئے' واپس آ کر ساتھی سے کہا۔ تم تو جاؤ میں تو گھر واپس جاتا ہوں۔

اس پہلی منزل میں تو نجاست میرے کپڑوں کو لگی' شاید دوسری منزل میں جسم کو لگ جائے اور پھر شاید تیسری منزل میں روح کو بھی ناپاک کر دے۔ بس میں اس سفر سے باز آیا۔ اس سے تو ماں کی خدمت میں رہنا ہی مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ الٹے پاؤں واپس آئے' دیکھا کہ بڑھیا ماں سے جس جگہ جدا ہوئے تھے وہ وہیں بیٹھی ہیں۔ سخت اندوہناک اور غمگین ہیں' آنکھوں میں آنسو تھمتے نہیں۔ ان کے سلام سے وہ چوکنا ہو گئیں اور خوش ہو کر انہیں لے کر گھر میں آئیں۔

چوتھا باب:

قشیری کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا اور خضر علیہ السلام سے کہا کہ قشیری نے اپنی والدہ کو خوش کیا ہے۔ میں بھی اس سے خوش ہوں' اس لئے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم قشیری کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے اپنے استاد ابو حنیفہ سے سیکھا ہے وہ سب انہیں گھر بیٹھے سکھا دو۔ چنانچہ خضر ان کے پاس آئے اور فرمایا تو نے طلب علم کے لئے سفر کیا اور پھر اپنی ماں کو

رضا مند کرنے کے لئے واپس چلا آیا۔ اس لئے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو گھر بیٹھے میں پڑھا دو۔ قشیری نے ان کی شاگردی شروع کی اور حضرت خضر روزانہ بلا ناغہ آ کر انہیں پڑھا جایا کرتے تھے۔ تین برس میں قشیری نے وہ کل علوم حضرت خضر سے سیکھ لئے جو انہوں نے پچھتر برس میں سیکھے تھے۔ پچاس برس کی زندہ تعلیم اور پچیس برس کی مردہ تعلیم۔ اب قشیری بے نظیر عالم اور کل حقائق سے آگاہ ہو گئے۔

پانچواں باب:

قشیری خود بڑے صاحب کرامت ولی تھے۔ بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہوئے اور بہت سے مرید بنے۔ انہوں نے ایک ہزار کتابیں تصنیف کیں اور اب تک جو علم سینے میں تھا آج کتاب میں آیا۔ زاں بعد اپنے ایک راسخ الاعتقاد مرید کو بلایا اور کہا مجھے ایک ضروری امر پیش آیا ہے۔ تم میری یہ کتابیں لو اور ایک صندوق میں بند کرو اور دریائے جیحون میں ڈال آؤ۔ ان کے سامنے وہ ایک ہزار کتابیں گن کر صندوق میں بند کر کے ان کے سپرد کیں۔ مرید جب امانت شیخ لے کر چلا تو دل میں خیال آیا کہ میں شیخ کی ان متبرک کتابوں کو کیسے دریا برد کر دوں اور اگر نہ کروں تو شیخ کی خفگی کا خیال ہے۔

بہت کچھ کشش و پنج کے بعد سوچا کہ آؤ اسے تو حفاظت سے رکھ دوں اور شیخ سے جا کر کہہ دوں کہ دریا میں ڈال آیا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور شیخ سے جا کر کہہ دیا کہ پیر و مرشد میں اس صندوق کو دریا میں ڈال آیا۔ شیخ نے پوچھا پھینکتے وقت دریا میں کوئی نئی بات ظاہر ہوئی' اب مرید سٹ پٹایا اور کہا حضرت وہاں تو میں نے کوئی نئی بات نہیں دیکھی۔ شیخ نے کہا پھر تم نے اسے دریا میں ڈالا ہی نہیں' جاؤ میرا حکم مانو اور اس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ۔

مرید متردد ہو کر دوبارہ چلا مگر اب کی مرتبہ بھی شیخ کی کمائی کو ضائع کرنے کی جرات نہ ہوئی پھر آ کر کہہ دیا کہ حضرت ڈال آیا' پیر صاحب نے پھر پوچھا علامت بتاؤ کہا علامت تو کوئی ظاہر نہیں ہوئی۔ پیر صاحب سخت ناراض ہوئے اور چین بجبیں ہو کر فرمایا۔ تم میری

اطاعت کیوں نہیں کرتے' تم فوراً جاؤ اور جس طرح میں کہتا ہوں۔ اس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ۔ بالکل پس و پیش نہ کرو۔ مرید جبراً کرہاً چلا اور دل کو مضبوط کر کے اس صندوق کو دریا میں ڈال ہی دیا۔

چھٹا باب:

صندوق کے دریا میں پڑتے ہی ایک ہاتھ نکلا اور صندوق کو لے لیا۔ مرید اولاً تو جھکا' پھر دل کڑا کر کے پوچھا تو کون ہے؟ اور اس صندوق کو کیا کرے گا۔ پانی میں سے ندا آئی۔ گھبراؤ نہیں میں شیخ کی اس امانت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موکل ہوں۔ میں نے اسے سنبھال لیا' آپ آرام سے جائیے۔ شیخ کو مطلع کیجئے' مرید حیران اور پریشان شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا۔ شیخ سے عرض کی جناب مجھے یہ تو بتائیے کہ اس گراں بہا رقم کو دریا برد کرنے کی کیا وجہ تھی۔ پیر جی نے فرمایا سنو!

ساتواں باب:

جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے' انجیل ان کو مل جائے گی۔ لیکن وہ کہیں گے کہ مجھے اللہ کا حکم یہ نہیں کہ میں تمہیں انجیل پر عمل کراؤں بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کرنے اور کرانے کا مجھے حکم ہوا ہے۔ کتب محمدیہ لاؤ تاکہ میں ان کے مطابق عمل کروں' لوگ ادھر ادھر چار طرف گھومیں گے' ہر جگہ تلاش کریں گے۔ لیکن شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب ہاتھ نہ لگے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سخت متحیر ہوں گے کہ اب کیا کروں' کس طرح لوگوں کو شرع محمدی بتلاؤں' تنگ آ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے۔

باری تعالیٰ حکم تو یہ ہے کہ شریعت محمدیہ پر عمل کروں اور یہاں شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب نہیں ملتی۔ اب فرمائیے کیا کروں' ارشاد ہوگا' نہر جیحون پر جاؤ وہاں دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر کہو اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے امین مجھ کو صندوق دے دو' میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ میں نے دجال کو قتل کیا ہے۔

آٹھواں باب:

عیسیٰ علیہ السلام اب خوش ہو کر نہر جیحون پر جائیں گے۔ وہاں بحضور قلب دو رکعت نماز ادا کریں گے اور نہر کے کنارے کھڑے ہو کر باادب عرض کریں گے' اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے محافظ صاحب' میں عیسیٰ بن مریم ہوں' وہ صندوق قشیری نے مجھے دینے کے لئے آپ کے سپرد کیا ہے۔ آپ وہ امانت مجھے عطا فرمایئے' میں نے دجال کو قتل کر دیا ہے۔ میں اب شریعت پر عمل کرنے میں حیران ہوں' مجھے ان کتابوں کا صندوق عطا فرمایا جائے۔

نواں باب:

پانی شق ہو گا اور وہ غیبی مرد اس صندوق کو سر بمہر پیش کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام جب اسے کھولیں گے' تو دیکھیں گے کہ ایک ہزار کتابیں ابوالقاسم کی لکھی ہوئی سر بمہر اس میں موجود ہیں' ان پر اب وہ خود بھی عمل کریں گے۔ اور ساری دنیا کو اسی پر عمل کرائیں گے۔ حضرت عیسیٰ بھی حنفی ہو کر رہیں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی۔

دسواں باب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھیں گے جبرئیل یہ تو بتاؤ قشیری کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟ جبرئیل کہیں گے ماں کو راضی رکھنے کی وجہ سے (انیس الجلساء)

یہاں تک بھی خیریت تھی کہ کوئی انیس الجلساء کا سا مصنف ہی کہہ ڈالتا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ درمختار مصری جلد اول صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے **بحكمه بمذهبه عيسىٰ** علیہ السلام یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حنفی مذہب کے مطابق عمل اور حکم کریں گے۔ شارح لکھتے ہیں **تبع فيه القهستانى** یعنی قہستانی بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حنفی مذہب ہوں گے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سرتاپا غلط واقعہ مضحکہ صبیان قصہ کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم نہیں آئی' خیال فرمایئے کہ حضرت خضر زندہ موجود ہیں لیکن نہ تو دربار محمدیؐ میں کبھی حاضری دیتے ہیں' نہ خلفاء اربعہ میں سے کسی سے ملتے ہیں۔ نہ اولوالعزم بزرگ ذی علم

اصحاب سے کچھ سیکھتے پڑھتے ہیں۔ بلکہ امام صاحب کے منتظر رہتے ہیں۔

ان کے زمانہ میں حاضر خدمت ہوتے ہیں اور پچھتر برس تک ان کی جوتیاں سیدھی کرتے رہتے ہیں۔ وہ خضر جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرمائے۔ **علمنا من لدنا علما** ہم نے انہیں خاص اپنے پاس کا علم سکھایا تھا' جن کی شاگردی کیلئے موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر اللہ کے پیغمبر سے دعائیں کریں' وہ آج ایک احاد امت کے شاگرد بنتے ہیں اور اس قدر کند ذہن ثابت ہوتے ہیں کہ پچھتر برس تک پڑھتے ہیں' جب جا کر کچھ قابل بنتے ہیں۔

اس سے تو ان کے شاگرد قشیری ہی اچھے رہے کہ تین برس میں پچھتر برس کا آموختہ چھین لیا۔ بھائیو خضر کی تو زندگی کے لالے پڑے ہوئے ہیں' محدثین کے قریب قریب اجماع ہے کہ وہ فوت ہو چکے۔ دلائل بھی اس کے کافی وافی موجود ہیں اصابہ ملاحظہ ہو' مگر یہاں نہ صرف خضر کی زندگی بلکہ سلسلہ تعلیم و تعلم بھی ثابت کیا جاتا ہے' قشیری کو دیکھئے کیا سوجھتی ہے کہ امام کے علوم کے خزانوں کو دریا برد کر دیتے ہیں۔

کاش کہ آج وہ کتابیں علماء احناف کے ہاتھوں میں ہوتیں تاکہ انہیں مذہب کے پھیلانے میں پوری سہولتیں ہو جاتیں' ہمیں نہایت رنج کے ساتھ آج اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حنفی مذہب تو صدہا سال ہوئے دریا برد ہو گیا' آج جو کچھ باتیں بعد والوں نے نکالی ہیں' وہ امام صاحب کے سر تھوپی جاتی ہیں' ورنہ اصلی باتیں تو امام صاحب نے خضر کو بتائیں۔ خضر نے قشیری مرد کو اور قشیری نے انہیں سپرد سمندر کیا' سلسلہ منقطع ہو گیا' پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تب اس سلسلہ کا چوتھا شخص دنیا پر رونما ہو گا' آج تو غائب غلہ ہے۔

وہ عیسیٰ علیہ السلام جو کلمتہ اللہ اور روح اللہ ہیں' امام صاحب کے شاگرد کے شاگرد ٹھہریں' قرآن و حدیث پر عمل نہ کریں اور ابوحنیفہ کی فقہ پر عمل کریں حالانکہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **امکم منکم** اور اس جملہ کی تفسیر میں راوی حدیث ابن ابی الذئب فرماتے ہیں **امکم بکتاب بکم عزو جل و سنته نبیکم** صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم جلد اول ص ۸۷ مطبوعہ انصاری) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری پیشوائی کریں گے۔

کتاب اللہ قرآن شریف اور سنت رسول اللہ حدیث شریف ہے۔ پھر تعجب پر تعجب اور اس عقیدہ کے رکھنے والے کفر پر دلالت کرنے والی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل تو مل جائیگی لیکن قرآن کریم نہ ملے گا' جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود رب العالمین ہے فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر انا له لحافظون اس ذکر کو ہم نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے سبحان اللہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کی تو اس طرح حفاظت ہو لیکن ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابیں اس طرح برباد ہو جائیں کہ روئے زمین پر پتہ بھی نہ چلے' اور سب سے بڑھ چڑھ کر اس قصہ کو جھوٹ ثابت کر دینے والی یہ بات ہے کہ خود ابو القاسم قشیری حنفی مذہب نہیں۔

خضر اور عیسیٰ علیہما السلام کے لئے حنفی مذہب پسند کریں لیکن آپ خود اس پر عمل نہ کریں' یہ عجب مخمصہ ہے' اور سنیے امام صاحب نے قبر میں سے خضر کو پڑھا دیا' لیکن افسوس اب خاموش ہیں حالانکہ ان کا پڑھایا ہوا سب دریا برد نقش برآب ہو گیا' ضرورت تو اب ہے نہ کہ جب تھی اعصائے پیر بجائے پیر' پھر خضر کے بخل کو ملاحظہ فرمایئے کہ قشیری کو تو ایک ہزار کتابیں لکھوا دیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بھی لکھوانے کے لئے تشریف نہیں لاتے' کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو نا خوش رکھا۔ قرآن تو فرماتا ہے۔ وبرا بوالدتی ماں کے ساتھ بہت سلوک کرنے والے تھے۔

ناظرین کرام ہماری حیرت کی تو کوئی انتہا نہیں' یہ الٹے بانس بریلی کو کیسے؟ امتی تو نبی کا تابع ہوتا ہے لیکن یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے' نبی امتی کا تابع ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور حضرت ابو حنیفہ امتی ہیں اور حضرت عیسیٰ کو ابو حنیفہ کا مقلد بتایا جاتا ہے۔ فالعیاذ باللہ۔

ایک مجتہد کو تو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی ناجائز بتلائی جائے مگر ایک نبی کو مجتہد کا مقلد بنانے میں شرم نہ آئے' کہاں تک لکھوں سچ تو یہ ہے کہ اس ناپاک قصہ کو سننے کی بھی ایک سچے مسلمان میں تاب نہیں' حافظ سیوطی رحمہ اللہ اپنے رسالہ اعلام میں لکھتے ہیں ما یقال انه ... لا اصل له یعنی یہ جو کہا جاتا ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی کر کے لوگوں میں بھی اسی کے مطابق حکم کریں گے۔ یہ بالکل بے اصل جھوٹ اور بدزیب باطل ہے۔

دوستو! کیا کسی کو بزرگ ماننا یہی ہے کہ اسے نبی سے بھی اوپر چڑھا دیں' نبیوں کو بھی اس کے ایک ادنیٰ خادم مان لیں' اور جو ہماری ان فطرت سوز ناپاک کہانیوں کو نہ مانے اسے اماموں کا دشمن سمجھ لیں۔

حنفی مذہب کا برہنہ فوٹو

ناظرین کرام! آپ نے حنفی مذہب فقہ کی ان کتابوں کا کیسا کچھ مرتبہ حنفیوں کے نزدیک ہے یہ تو معلوم کر ہی لیا' اب ذرا ان مسائل پر نظر ڈالئے جو میری اس کتاب سیف محمدی میں تقریباً ساڑھے پانچ سو بیان ہوئے پھر فیصلہ فرمائیے کہ کیا موجودہ کتب فقہ اس قابل ہیں کہ ایک سچا مسلمان انہیں احکام شرعیہ کا مجموعہ سمجھے؟ اور حلال حرام کے فتویٰ ان سے دیا کرے؟ اور انہیں قابل سمجھے؟ اور ان میں جو ہے اسے حنفی مذہب جان کر اس کا عامل بنا رہے؟ اب ملاحظہ فرمائیے کہ ان حوالوں کے مطابق حنفی مذہب کی فقہ کا برہنہ فوٹو کیا ہوا؟

حنفی مذہب کا غسل

چوپائے جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے سے' فرج کے سوا اور جگہ مجامعت کرنے سے' سر ذکر پر کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے' مردہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنے سے' خنثیٰ مشکلہ کا اپنے ذکر کو اپنی دبر میں داخل کرنے سے اپنی فرج میں داخل کرنے سے' اس کے ساتھ دوسرے کے جماع کرنے سے' غیر خواہشمند نابالغ لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے' عورت کے کسی جانور سے بدکاری کرانے سے' مردے سے بدکاری کرانے سے' چھوٹے سے مردے سے بدکاری کرانے سے' باکرہ کے ساتھ جماع کرنے سے جب تک اس کا بکر

زائل نہ ہو' مشت زنی کر کے منی کو بوقت سکون نکال ڈالنے سے بھی غسل نہ آئے نہ وضو ٹوٹے نہ شرمگاہ کا دھونا ضروری ہو جب تک کہ انزال نہ ہو جائے۔ اور بعض صورتوں میں انزال ہو جانے کے بعد بھی یہی حکم ہے۔

حنفی مذہب کی پاکیزہ چیزیں

عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک' جننے کے وقت انسانی بچہ پر جو رطوبت لگی ہوئی ہے وہ پاک' اسی طرح جانوروں کے بچوں کے اوپر کی یہ رطوبت بھی پاک' انڈے کی ایسی رطوبت بھی پاک' بلکہ یہ جس پانی میں پڑ جائے وہ پانی بھی پاک' اس سے وضو بھی ہو جائے غسل بھی ہو جائے' جس شوربے میں یہ پڑیں وہ بھی پاک' اس کا کھانا حلال' چوہے کا پیشاب پاک' تمام جانوروں کی منی خواہ وہ حلال ہو خواہ حرام پاک' چمگادڑ کا پیشاب پاک' اس کی بیٹ پاک' دباغ دے لینے یعنی رنگ لینے سے انسان کی کھال پاک' کتے کی کھال پاک' صرف ذبح کر لینے سے بلا دباغت بھی کتے کی کھال پاک' کتے کا گوشت پاک' کتے کی چربی پاک' مردار کی کھیس پاک۔

دودھ پاک' ناپاک چھاتی بچے کے چوس لینے سے پاک' ہاتھی کی کھال بھی رنگ لینے سے پاک' سانپ' چھچھوندر' نیولا چوہا وغیرہ سب کی کھال رنگنے سے پاک' ذبح کئے ہوئے کتے کی ہڈیاں پاک' سانپ چوہے وغیرہ کا گوشت جبکہ انہیں ذبح کر دیا جائے پاک' کتا ہاتھی وغیرہ تمام درندے جانور جب کہ ذبح کر دیئے جائیں تو ان کی کھالیں پاک۔

اور اسی طرح ان سب کے تمام اعضا اور اجزائے بدن پاک' یعنی بال ناخن ہڈیاں گوشت پوست سب پاک'' جو مردہ نمک میں پڑ جائے اور نمک بن جائے جو پاخانہ مٹی یا راکھ بن جائے وہ پاک' اور ان سب کا استعمال جائز لباس بنانا جائز' اوڑھنا بچھونا بنانا جائز' اس کے دانتوں اور ہڈیوں کا ہار بنا کر پہننا جائز' کتے کی قیمت پاک' کتے کی اجرت پاک' کتا جس پانی میں گر جائے اگر اس کا منہ پانی میں نہ لگا ہو تو وہ پانی پاک۔

چوہے کی مینگنیوں والے گیہوں کا آٹا پاک' اور کھانے کے قابل' شراب میں پکا ہوا گوشت تین مرتبہ پانی میں جوش دے لینے کے بعد پاک اور کھانے کے قابل' انگور کا خوشہ جس میں سے کتے نے انگور کھائے ہوں پاک اور کھانے کے قابل' کتے کے گیلے بدن کی چھینٹیں پاک' نجاست خفیفہ کپڑے اور بدن پر چوتھائی سے کم تک لگی ہو تو کپڑا اور بدن پاک' کتا کاٹ کھائے تو بدن کا وہ حصہ اور کپڑے کا وہ حصہ بھی جب تک تھوک کے نشان نہ ظاہر ہوں پاک۔

پیشاب کی باریک چھینٹیں گو بیشمار پڑ جائیں پھر بھی کپڑا اور بدن پاک' کتے کے بال پاک' سور کے بال پاک' جس پانی میں سور کے بال پڑے ہوئے ہوں وہ بھی پاک' گو پانی تھوڑا سا ہی ہو' چیل شکرا وغیرہ حرام پرندوں کی بیٹ پاک' مرے ہوئے کتے کے بال بھی پاک' جو روٹی شراب میں ڈالی جائے اور وہ شراب سرکہ بن جائے تو وہ روٹی پاک' شراب شوربے میں ڈالی جائے پھر سرکہ ڈالا جائے اگر وہ کھٹا ہو تو پاک۔

حنفی مذہب کا روزہ

سوائے فرج کے اور جگہ مجامعت کرنے سے جب تک انزال نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹتا' انزال ہونے پر بھی کفارہ نہیں' مردہ عورت سے صحبت کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا' جانوروں کے ساتھ بدکاری کرنے میں روزہ نہیں ٹوٹتا' مشت زنی کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا' سوئی ہوئی عورت کے ساتھ مجامعت کرنے سے بھی عورت پر کفارہ نہیں' لونڈے بازی کرنے سے بھی کفارہ نہیں' اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرنے پر بھی کفارہ نہیں' چوپائے کی شرمگاہ کو مساس کر کے انزال ہو جانے پر روزہ نہیں ٹوٹتا' چھوٹی بچی کے ساتھ جماع کرنے سے بھی روزہ کا کفارہ نہیں' بھولے سے روزے میں جماع کر لیا پھر جان بوجھ کر یہ حرام کام' یعنی روزہ کی حالت میں تو بھی کفارہ نہیں۔

حنفی مذہب کی حرام عورتیں

نشہ کی حالت میں اگر کسی نے اپنی بیٹی کا بہ شہوت بوسہ لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام' دیوانگی کی حالت میں بھی بیٹی کا بوسہ بشہوت لینے سے بیوی حرام' بھولے سے لے لیا تو بھی حرام' غلی سے لیا تو بھی حرام' مجبور ہو کر لے لیا تو بھی حرام' جماع کے لیے بیوی کو جگانا چاہے اور بھولے سے ہاتھ لڑکی پر پڑ جائے تو بیوی حرام' اسی طرح اس صورت میں بیوی پر میاں حرام۔ کسی کو شہوت سے چھو لیا تو اس کی ماں حرام' کسی لڑکی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھ لیا تو اس کی ماں حرام' شہوت کے ساتھ ہاتھ بڑھایا اتفاقاً بیٹی کی ناک پر پڑ گیا تو گو اسی وقت ہاتھ کھینچ لے تاہم بیوی حرام' اسی طرح عورت پر میاں حرام' ہنسی مذاق میں جھوٹ کہہ دے کہ میں نے ساس سے مجامعت کی تو بیوی حرام۔

حنفی مذہب کی حلال عورتیں

اگر کسی عورت سے اس قدر مساس کیا ہو کہ انزال ہو گیا تو اس کی ماں سے نکاح کرنا حلال' اگر اس لڑکی کی دبر میں وطی کی تو بھی اس کی ماں حلال' اگر اس عورت کی شرمگاہ کو اس قدر دیکھا کہ انزال ہو گیا تو بھی اس کی ماں حلال' کسی نابالغ لڑکی کے ساتھ جماع کیا تو بھی اس کی ماں حلال' ایک کنواری لڑکی سے نکاح کیا لیکن اس کا کنوار پنا ٹوٹا ہوا تھا اور وہ کہتی تھی کہ تیرے باپ نے مجھ سے زنا کیا پھر بھی وہ عورت حلال' سالی سے کالا منہ کیا تو بیوی حلال' ساس سالی وغیرہ سے دبر میں وطی کی تو بیوی حلال' چھوٹی لڑکی سے نکاح کیا پھر طلاق دے دی تو اس کی لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہوئی اس پر حلال' گو اس کی ماں سے مجامعت کر چکا ہے' جھوٹا دعویٰ نکاح کا کر کے جھوٹے گواہ گزار دے تو قاضی کے فیصلہ کے بعد مرد عورت پر حلال' عورت مرد پر حلال' جھوٹے گواہوں پر بھی حلال' رشوت دے کر عورت سے اقرار کرا لیا شاہدوں کے روبرو تو بھی حلال' لونڈی جو خریدی گئی بغیر ایک حیض گزارے حلال' باپ نے جس لونڈی سے صحبت کی وہ بیٹے پر حلال۔

حنفی مذہب کی معاف کی ہوئی حدیں

ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی، ساس دودھ ماں وغیرہ سے زنا کاری کرنے والے پر جب کہ اس نے ان سے نکاح کر لیا ہو حد نہیں، خاوند والی عورت سے بھی اسی طرح زنا کیا تو حد نہیں، عدت گزارنے والی عورت سے بھی اسی طرح زنا کیا تو حد نہیں، ساس اور سالی سے بدکاری کی تو بھی اس صورت میں اس پر حد نہیں، متعہ کرنیوالے پر بھی حد نہیں، اسی طرح دودھ ماں، دودھ بہن اور رضاعی ساس وغیرہ سے بھی اس صورت سے زنا کرنے پر حد نہیں، دودھ ماں دودھ ساس دودھ بہن وغیرہ سے اگر بدکاری کرے اور وہ لونڈیاں ہوں تو بھی کوئی حد نہیں، اگر گواہ رجم کرنے کے لئے آگے نہ بڑھیں تو زانی پر حد نہیں، اگر ان میں سے ایک گواہ بھی رجم کرنے سے انکار کرے تو زانی پر حد نہیں، اگر رجم ہونے سے پہلے کوئی گواہ مر جائے زانی پر حد نہیں، اگر گواہ کہیں چلا جائے تو زانی پر حد نہیں، اگر گواہ گواہی دینے کے بعد اندھا ہو جائے تو زانی پر حد نہیں۔

اگر گواہ مرتد ہو جائے تو زانی پر حد نہیں، چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی حد نہیں، مردہ عورت کی دبر میں وطی کرنے سے بھی حد نہیں، لونڈے بازی کرنے سے حد نہیں، کسی عورت کی دبر میں وطی کرنے سے بھی حد نہیں، کوئی عورت کسی بندر سے بدکاری کرائے تو اس پر حد نہیں، دارالحرب میں زنا کرنے والے پر حد نہیں، دارالسلام میں زنا کرنے والے حربی پر بھی حد نہیں، ماں کی لونڈی سے زنا کاری کرنے والے پر حد نہیں، اپنے آقا کی لونڈی پر حد نہیں، گروی رکھنے کے لئے جو لونڈی کو مستعار لئے ہوئے ہو وہ اگر اس سے زنا کرلے تو اس پر بھی حد نہیں، خرچی یعنی زنا کی اجرت دے کر زنا کرے تو اس پر بھی حد نہیں، کسی کی لونڈی کو غصب کرلے پھر اس سے زنا کرے تو حد نہیں، شرابی کے منہ کی بو نہیں آتی تو باوجود خود اس کے اقرار کے اس پر حد نہیں، باوجود گواہوں کے ایسی صورت میں حد نہیں، غیر مکلّف مرد مکلفہ عورت کے ساتھ زنا کاری کرلے تو دونوں پر حد نہیں، گواہ اگر عورت کو نہیں۔

پہچانتے تو مرد پر بھی حد نہیں' زنا کے چار گواہ ہیں لیکن دو کہتے ہیں عورت راضی نہ تھی تو بھی حد نہیں' مستامن مرد ذمیہ سے یا مسلمان عورت سے زنا کاری کرے تو حد نہیں' عورت زنا کر جائے تو مرد پر بھی حد نہیں' مرد انکار کر جائے تو عورت پر حد نہیں' گونگے پر زنا کی حد نہیں' چھوٹی بچی کے ساتھ زنا کرنے والے پر حد نہیں' لونڈی سے زنا کرتے کرتے اسے مار ڈالا تو اس پر حد نہیں' اقراری غلام کا مالک انکار کر دے تو غلام پر زنا کی حد نہیں' زنا کاری کیلئے کچھ دیدے پھر زنا کرے تو حد نہیں' آزاد عورت سے زنا کاری کی پھر کہہ دیا کہ میں نے تو اسے خریدا ہے تو اس پر بھی حد نہیں' اگر لونڈی کا مالک کہہ دے کہ اس سے زنا کرے تو زنا کاری پر حد نہیں' کسی لونڈی کے ساتھ زنا کرتے کرتے اسے اندھا کر دیا تو حد نہیں' مسلمان بادشاہ زنا کرے شراب پیئے تو اس پر حد نہیں وغیرہ۔

حنفی مذہب کی سود خوری

آقا غلام سے سود لے تو حرج نہیں' حربی کافر سے مسلمان سود لے تو حرج نہیں متفاوضین آپس میں سود لیں تو حرج نہیں' شریک عنان سود لیں تو حرج نہیں' غیر مہاجر سے سود میں حرج نہیں' دار الحرب کے مسلمانوں میں سودی لین دین میں حرج نہیں' روٹی کے نقد ادھار کے بیوپار میں سود لینے میں حرج نہیں' سونے چاندی کے ذرے بیچنے میں سود لینے میں کوئی حرج نہیں' کھجوروں کے بیوپار میں جو کھجوروں سے ہو سودی لین دین میں حرج نہیں' بوٹی دے کر بکرا لینے کے سود میں حرج نہیں وغیرہ۔

حنفی مذہب کی چوری

چور اگر گونگا ہو تو حد نہیں' چور اگر اندھا ہو تو حد نہیں' چوری کی چیز کی قیمت اب گھٹ گئی تو حد نہیں' جہاں پکڑا جائے وہاں قیمت کم ہو تو حد نہیں' چوری کا دینار نگل جائے تو حد نہیں' چور

کے ہاں سے چرا لائے تو حد نہیں' گوشت ترکاریاں میوے چرا لائے تو حد نہیں' دارالحرب میں حد نہیں' دارالبغی میں حد نہیں' تھوڑا تھوڑا مال لاتا رہا تو اس چور پر بھی حد نہیں' چوروں کے ساتھ کوئی بچہ ہو تو چوروں پر حد نہیں' پاگل ہو تو دوسرے چوروں پر حد نہیں۔

مال والے کا قریبی رشتہ دار ہو تو چوروں پر حد نہیں' گواہ گواہی دے کر کہیں چلے جائیں تو حد نہیں' ایک بھی چلا جائے تو حد نہیں' مر جائیں تو حد نہیں' گواہ مر جائے تو چور پر حد نہیں' لکڑیاں گھانس چرا لائے تو حد نہیں' مرغیاں بطخیں اور پرند چرا لائے تو حد نہیں' چونے مٹی کے چور پر حد نہیں' شکاری جانور کے چور پر حد نہیں' کوئلے نمک کے چور پر حد نہیں' سونے کے برتن جس میں نشہ کی چیز ہو اسکے چور پر حد نہیں' مسجد کا دروازہ چرا لانے والے پر حد نہیں' قرآن کے چور پر حد نہیں' بچے کے چور پر گو زیور سمیت لے جائے حد نہیں' غلام کے چور پر حد نہیں' حدیث وفقہ وغیرہ۔

شرعی کتابوں کے چور پر حد نہیں' کفن چور پر حد نہیں' بیت المال کے چور پر حد نہیں' شرکت والے چور پر حد نہیں' مسجد کی بوریوں کے چور پر حد نہیں' کعبہ کے غلاف چور پر حد نہیں' مال وقف کے چور پر حد نہیں' قرض کے برابر چوری کرنے والے پر حد نہیں' چھوٹے بچے کے قرضدار کے مال سے چرا لائے تو اس پر حد نہیں' پہلے کی چوری کی چیز کو چرا لائے تو حد نہیں' مطلقہ بیوی کے ہاں سے چوری کرے تو حد نہیں' غلام پر آقا کے مال کی چوری کی حد نہیں' آقا کی بیوی کے چور پر بھی حد نہیں' داماد اور خسر کے مال کے چور پر حد نہیں' مال غنیمت کے چور پر حد نہیں' حمام کے چور پر حد نہیں' انگلیوں کے درمیان درہم چرا لائے تو اس پر حد نہیں' میزبان کی چوری میں حد نہیں' پرندے کے ساتھ باندھے تو حد نہیں' نقب لگا کر دوسرے کو مال دیدے تو حد نہیں' باہر سے ہاتھ ڈال کر چوری کرے تو حد نہیں' قطار میں سے اونٹ لیجائے تو حد نہیں' گرا ہوا خیمہ چرا لائے تو حد نہیں' تیسری مرتبہ چوری کرے تو حد نہیں' وغیرہ۔

حنفی مذہب میں سؤر کا حکم

سور خود ناپاک نہیں سور' کا کھیلا ہوا شکار پاک ہے اور حلال ہے' ذمی مہر میں سور دے سکتا ہے گو مسلمان ہو گیا ہو' سسور کے بال کی خرید و فروخت جائز ہے' سور کے بال پانی میں گریں تو پانی پاک ہے' سور کے بال پاک ہیں سور کے تھوڑے سے بال ساتھ لے کر نماز پڑھنی جائز ہے' سور کے بالوں سے گانٹھنا جائز ہے' سور کی کھال رنگ لو تو پاک ہے' سور کی رنگی ہوئی کھال کا بیچنا جائز ہے' سور کی کھال سے نفع اٹھانا جائز ہے' سور کی کھال کی جاء نماز بنا کر اس پر نماز پڑھنی جائز ہے' سور کی کھال پہن کر نماز پڑھنا درست ہے' ذمی کو وکیل بنا کر سور بیچنا جائز ہے' ذمی کو وکیل بنا کر سور کا خریدنا جائز ہے۔ سورنی کے دودھ سے پلا ہوا بکری کا بچہ حلال ہے' ایک صورت میں کھجوریں لے کر سور دینا جائز ہے وغیرہ'

حنفی مذہب کی طبابت

لیٹ کر مسواک کرنے سے تلی بڑھتی ہے' مسواک پکڑنے سے بواسیر ہوتی ہے' مسواک کو چوسنے سے اندھا ہو جاتا ہے' مسواک نہ دھونے سے شیطان اس مسواک سے منہ صاف کرتا ہے' ایک بالشت سے بڑی مسواک پر شیطان سواری کرتا ہے' مسواک کو گاڑنے سے آدمی پاگل ہو جاتا ہے' طلب شفاء کے لئے خون سے الحمد کا پیشانی پر لکھ لینا جائز ہے' پیشاب سے پیشانی پر قرآن کا لکھنا بیماری دور کرنے کے لئے جائز ہے۔ لمبا ذکر ہونا نشانی ہے کمینہ پن کی۔

حنفی مذہب کی گالیاں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیوقوف تھے' انس بن مالک بیوقوف تھے' عقبہ بن مالک بیوقوف تھے' دیہاتی صحابہ سب کے سب بیوقوف تھے' بعض صحابہ عادل نہ تھے' فاطمہ مجہول تھیں' واصبہ بن معبد مجہول تھے' سلمہ بن محبق مجہول تھے' شافعیؒ جاہل تھے' ابوحنیفہ کی بات ٹالنے والے

سب کے سب ملعون ہیں' امام شافعی ابلیس سے زیادہ ضرر ناک تھے' امام شافعی امام ابوحنیفہ کی شاگردی سے پہلے بے سمجھ تھے' معبد خزاعی صحابی بھی سمجھدار نہ تھے' معطل بن سنان مجہول تھے' صحابہ کو گالیاں دینے والے کافر نہیں' کسی صحابی سے دشمنی رکھنے والا کافر نہیں' معاویہ باغی تھے' معاویہ اور ان کے ساتھی باغی اور امام پر چڑھائی کرنے والے تھے' یہ سب محارب اسلام تھے' قاتل صحابہ تھے' علی مجتہد نہ تھے' حسین کے قتل کا حکم کرنے والا کافر نہیں' امام باقر جاہل تھے' بھلکڑ تھے' جھوٹ تہمت باندھنے والے تھے' چاروں خلیفوں کا قاتل مسلمان ہے' رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والا ذمی ذمہ سے باہر نہیں' دین اسلام کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔

حنفی مذہب کی شہوت پرستی:

زنا کا خوف ہو تو مشت زنی کر لے' اگر زنا کاری سے بچنا ضروری ہو تو مشت زنی کر لے' مشت زنی کے بعد ٹھنڈا کر کے منی نکال ڈالے تو غسل بھی نہیں' مشت زنی سے روزہ نہیں ٹوٹتا' اپنی بیوی کے ہاتھ سے مشت زنی کرا لے' اپنی خدمت گذار عورت کے ہاتھ سے مشت زنی کرا لے' کنوارا ہو تو مشت زنی کرے۔ عورتیں آپس میں چپٹی بازی کریں تو روزہ نہیں ٹوٹتا' زنا کے خوف کے وقت مشت زنی کرنے سے ثواب ملے گا' زنا کے خوف کے وقت جلق لگانا یعنی مشت زنی کرنا یعنی اپنے ہاتھ سے اپنی منی نکال دینا واجب ہے' بیوی اور لونڈی والا بھی بوقت ضرورت یہی کرے۔

حنفی مذہب کی شرابیں:

پیاس میں شراب پی لے' پیاس کے خوف کے وقت شراب پی لے' شراب میں پکا ہوا گوشت پانی میں تین مرتبہ جوش دے کر کھا لے' روٹی شراب میں ڈالی پھر شراب سرکہ بن گیا تو روٹی کھا لے' شوربے میں شراب ڈال لے پھر سرکہ ڈال کر کھٹا کر کے کھا پی لے' گیہوں کی شراب حلال ہے' جو کی شراب حلال ہے' شہد کی شراب حلال ہے' جوار کی شراب حلال ہے'

ان شرابیوں پر حد نہیں، گو نشہ آ گیا ہو انجیر کی شراب حلال ہے۔

دس پیالیوں میں نشہ آئے تو نو حلال ہیں، قوت کے لئے انگور کی شراب جس کا شیرہ دو تہائی جل گیا ہو حلال ہے، شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے، شراب کی تلچھٹ حلال ہے، تر کھجور کی پکی ہوئی شراب حلال ہے، اسی طرح خشک کھجور کی بھی کشمش کی بھی، کھجور کشمش کی ملی ہوئی بھی، چار قسم کی شراب حرام چار قسم کی حلال ہے، بھنگ وغیرہ کے نشہ پر حد نہیں، شراب بیچنے خریدنے کے لئے ذمی شخص کو وکیل بنا لینا صحیح ہے، تھوڑا سا بھنگ وغیرہ نشہ کی جامد چیز حلال ہے، شراب بنانے والے کے ہاتھ شراب بنانے کے لئے شیرۂ انگور بیچنا حلال ہے۔

حنفی مذہب اولاد:

چار مہینے سے پہلے حمل گرا دینا جائز ہے، خاوند کی اجازت کے بغیر بھی اس حمل کو گرا دینا جائز ہے، بچہ نہ جم جائے اس لئے عورت اپنے بچہ دان کا منہ بند کر لے تو جائز ہے، خاوند اپنی منی عورت میں نہ ڈالے بلکہ باہر ٹپکا دے تاکہ بچہ نہ ہو، لونڈی سے یوں کیا اور پھر بچہ ہوا تو انکار کر دے کہ یہ میرا نہیں، کسی بیٹے نے اپنی ماں کے ساتھ نکاح کر کے اس سے حرام کاری کی، اس سے بچہ ہوا تو یہ بچہ حلالی ہے۔

میاں بیوی کے درمیان سال بھر کا فاصلہ ہو ایک دوسرے کا منہ بھی نہ دیکھا ہو اور نکاح کے چھ ماہ بعد لڑکا ہو جائے تو حلال ہے، ایک نامرد خاوند جس کی نامردی ثابت ہو چکی ہے اور اس کی بیوی اس سے الگ کرا دی گئی ہے اس نے کہا ہے کہ میں اس سے ملا ہوں اگر الگ ہونے کے دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو یہ حلالی ہے اور اسی نامرد کا ہے، اگر عورت کی چھاتیوں میں دودھ نہ ہو اور مرد دایہ نہ رکھ سکتا ہو تو یہ چار مہینہ میں جب چاہیں حمل گرا دیں۔

حنفی مذہب مرد کی عدت:

مری ہوئی عورت کی بہن سے اگر نکاح کرنا چاہے تو مرد عدت گزارے۔ تین طلاقوں کے بعد بھی اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گزارے، اس کی پھوپھی سے نکاح

کرنا چاہے' تو عدت گزارے' اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گزارے۔ اس کی بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گزارے' چار بیویاں تھیں ایک مرگئی' اور نکاح کرنا چاہے تو عدت گزارے' اور اسی طرح کی بیس حالتیں ہیں جس میں حنفی مرد کو حنفن عورت کی طرح عدت گزارنی پڑیگی۔

حنفی مذہب کی کمائی:

گانے کی اجرت بغیر شرط کے مباح ہے' باجے بجا کر مزدوری بغیر ٹھیرائے لے لے' شراب کا پیپا اٹھا کر مزدوری لے لے' کھیل تماشا کر کے اجرت لے لے' اسی طرح گناہ کے تمام کاموں پر بغیر شرط کے اجرت لینی جائز ہے' باجے بیچنے جائز ہیں' جیسے مزامیر طبلہ دف وغیرہ' نشہ کی چیزوں کی خرید وفروخت جائز ہے' شراب بنانے والوں کے ہاتھ شیرۂ انگور بیچنا جائز ہے' گرجا گھر بنانے کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ زمین بیچنی جائز ہے۔

مندر بنانے کے لئے بھی اور دوسرے گناہ کے کاموں کے لئے بھی' حربی کافر کا مال سود سے لے لے' خیانت سے لے لے' قرض لے کر مکر جائے شراب بیچ کر لے لے' زنا کاری کا اڈا کھول کر مال حاصل کرے' بت بیچ کر لے لے' غرض جس طرح بھی بن پڑے لے لے حلال طیب ہے' کتے کو ذبح کر کے اس کا گوشت بیچ ڈالے' کتے کی خرید و فروخت کر لے صحیح ہے' شراب کی تجارت کرے صحیح ہے لے لے' رنڈی اپنی زنا کاری کی اجرت لے لے حلال ہے' دعوت کی جگہ اگر چہ کھیل تماشے لہو ولعب گانا بجانا ہو تو کوئی حرج نہیں' خوب دعوت اڑائے اور کھائے پیئے۔

حنفیوں کی جنت:

وہاں لونڈے بازی ہوتی ہے' دبر میں وطی ہوتی ہے۔

حنفیوں کا لباس:

کتے کی کھال پہن لو' اور تمام درندوں کی کھالیں پہن لو' اوڑھ لو' بچھا لو' ریشم دوسرے

کپڑے کے اوپر پہن لو' ریشمی تکیے لگایا کرو' ریشمی بستروں پر سویا کرو' بالشت بھر ریشم میں کوئی حرج نہیں' بالشت سے زیادہ دوسرے کپڑے کیساتھ ملا کر پہن لو' کتے اور سور کے بالوں کی ٹوپی موزے وغیرہ بنالو' سور کتے وغیرہ درندوں کی ہڈیوں اور دانتوں کا ہار بنا کر پہن لو' زیور بنا کر گھر میں پہنا دو' کتے سور وغیرہ درندوں کی کھالوں کے مشکیزے مشکیں وغیرہ بنالو۔

حنفی مذہب کی نماز

سور جانور سے' مردے سے چھوٹی لڑکی وغیرہ سے وطی کر کے بغیر انزال کے بے غسلا آ جائے' نماز پڑھ لے' کپڑے پر بدن پر عورت کے فرج کی رطوبت لگی ہو تو کوئی حرج نہیں' کتے کی کھال سور کی کھال اور جس درندے کی چاہے رنگی ہوئی کھال پہن لے اوڑھ لے' رنگی ہوئی نہ ہو تو بھی حرج نہیں' ذبح کیا ہوا سور اور ذبح کئے ہوئے کتے کی کھال کی جاء نماز پر نماز پڑھ لے' ان کی کھال کا لباس پہن کر نماز پڑھ لے۔

کتے کا سور کا اور جس ذبح کئے ہوئے درندے کا چاہے گوشت اپنی جیبوں میں رکھ لے' کتے سور اور جس درندے کی ہڈیوں کا چاہے ہار پہن کر نماز پڑھ لے' کتے کی اسی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ لے' ذبح کئے ہوئے سانپ اور چوہے کا گوشت لے کر بھی نماز پڑھ لے' کتے وغیرہ درندوں کی کھالیں ہڈیاں ناخن بال دانت آنت گوشت پوست چربی خون ان میں سے جس چیز کو چاہے اپنے ساتھ رکھ کر نماز پڑھ لے۔

کتے کے پلے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھ لے' بڑے کتے کو سر پر چڑھا کر نماز پڑھ لے' جس پانی میں کتا پڑ گیا ہو اگر اس کا منہ اس میں نہ لگا ہو تو اس پانی سے وضو کر لے اور غسل بھی نماز پڑھتے ہوئے نجس چڑیا سر پر بیٹھی ہو تو حرج نہیں' نجاست آلود کپڑوں والا بچہ گود میں بیٹھا ہو تو حرج نہیں۔

نمازی کے کپڑوں پر کتے کے چھینٹیں ہوں تو حرج نہیں' چوتھائی حصہ سے کم کپڑا نجاست خفیفہ سے بھرا ہوا ہوتو نماز پڑھ لے' چمگادڑ کا پیشاب یا چمگادڑ کی بیٹ کپڑے پر یا بدن پر ہوتو نماز پڑھ لے' کتے نے کپڑے پر منہ مارا ہوا ور تھوک نہ نظر آئے تو نماز پڑھ لے' پیشاب کی چھوٹی چھوٹی چھینٹوں سے اگر سارا کپڑا بھر جائے یا سارا بدن بھر جائے تو بھی نماز پڑھ لے' نماز میں کتے کو پچکارے' نماز میں گدھے کو ہانکے' نماز میں مرد عورت کی شرمگاہ کو دیکھ لے' نماز میں فقہ کی کتاب کو دیکھ لے اور سمجھ لے' کتے کے بالوں کی گھنڈیاں لگا کر نماز پڑھ لے' سور اور کتے کے بال پڑے ہوئے پانی سے وضو کر لے۔

بھیگی ہوئی کھجوروں کے شیرے سے وضو کر لے' اس طرح کہ پہلے پاؤں دھوئے' پھر منہ دھوئے' پھر کلی کرے' پھر مسح کرے یعنی الٹا پلٹا وضو کرے' اللہ اکبر کا ترجمہ کسی اور زبان میں کر دے' فقط ایک آیت کا ترجمہ اپنی زبان میں پڑھ دے' رکوع سجدے میں اطمینان نہ کرے' رکوع کے لئے ذرا جھک جانا کافی ہے' قومہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنا ضروری نہیں' سلام کے بدلے گوز مار دے' کتے یا بھیڑیئے کے دانتوں والا ہار پہن کر نماز پڑھ لے' کافر اگر کتے ریچھ بندر وغیرہ پر چھری پھیر دے تو اس کا گوشت پوست لے کر نماز پڑھ لے۔

بھیڑیے کی کھال کی جاء نماز پر نماز پڑھ لے' کتے کی رنگی ہوئی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اس پانی سے غسل کرے وضو کرے' نماز پڑھ لے' بوریہ پر بھیگا ہوا کتا بیٹھ گیا یا لیٹ گیا اگر اس پر نجاست کا اثر ہوتو نماز پڑھ لے' کسی بڑے حوض میں کتا گر کر مر گیا اوپر سے پانی جما ہوا ہے تو اس سے وضو کرے' امامت نماز کے لئے کچھ شرائط کی یکساں موجودگی کے بعد یہ شرط ہے کہ اس کی جورو سب سے زیادہ خوبصورت ہو' یہ بھی شرط ہے کہ خود امام شکیل اور خوبرو ہو۔

یہ بھی ایک شرط ہے کہ امام سب سے بڑا مالدار ہو' امام سب سے اچھے لباس والا ہو'

امام کا عضو مخصوص چھوٹا ہو' امام غلام نہ ہو' امام دیہاتی نہ ہو' امام اندھا نہ ہو' سجدے میں صرف پیشانی کا زمین پر لگ جانا کافی ہے' اور صرف ناک کا لگ جانا بھی' التحیات میں بیٹھ کر بجائے سلام کے زور سے ہنس دے' بات چیت کرے' گوز مار دے' عورت کا پیٹ پاؤ سے کم ننگا ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔

عورت کا سر پاؤ سے کم کھلا ہوا ہو اور اس نے نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ عورت کی پنڈلی اور ران کا بھی یہی حکم ہے کہ پاؤں کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی' مرد کے بیضے بھی اگر پاؤں سے کم ننگے ہوں تو نماز ہو جائے گی' نمازی کے بدن پر یا کپڑے پر پاخانہ پیشاب وغیرہ جیسی غلیظ نجاست ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر ایک مثقال وزن کے برابر لگی ہو تو بھی نماز ہو جائیگی' حرام پرندوں کی بیٹ یا پیشاب اس سے زیادہ لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائیگی' وضو بے نیت کر لو' عورت کی شرمگاہ پاؤں سے کم ننگی ہو تو نماز ہو جائے گی مرد کا آلہ ءتناسل چوتھائی سے کم کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی نماز کے ایسے ہی مسائل اور بھی بہت سارے ہیں۔

برادران! یہ ہے موجودہ حنفیت کا نقشہ اللہ کے لیے اس غلط راہ کو چھوڑ دو اور قرآن و حدیث کی صحیح اور سیدھی راہ پر لگ جاؤ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضربِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

خطیب الہند

مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ اشاعت قرآن و حدیث پاکستان

یہ کتاب مفت ملتی ہے۔

اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَاط

(قیامت کے دن کہیں گے) ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی تابعداری (دنیا میں) کی۔ انھوں نے ہم کو گمراہ کر دیا!

ظلِّ محمدی

عرف

امامتِ محمدی

مصنفہ: خطیب الہند مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ جوناگڑھی

ادارہ اشاعت قرآن و حدیث پاکستان

(یہ کتاب مفت ملتی ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشکل کشا کون؟

ناشر

ادارہ اشاعت قرآن و حدیث پاکستان

(یہ کتاب مفت ملتی ہے)

باسمہٖ تعالیٰ

لایومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ

کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ جو میں لایا ہوں اس کا تابع نہ ہو (الحدیث)

عقائدِ مسلم

مصنفہ

مولوی عبدالجبار رحمہ اللہ سابق خطیب موتی مسجد بندر روڈ کراچی

ناشر

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان

(یہ کتاب مفت ملتی ہے)

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث

کی

چند مطبوعات

Fast Graphic 0333-4389662